علم الصرف میں ابن حاجب کی مشہور کتاب شافیہ کی اردو شرح

شرح شافیہ

از ابتداء تا بحث المقصور

تالیف

ظہور احمد

آنلائن ایڈیشن

فہرست عنوانات

حالات مصنف 10

نام و نسب:.. 10

سنہء ولادت: 10

تحصیل علم:.. 10

علمی مقام:.. 11

درس و تدریس: 11

سنہء وفات: 11

ماثر علمیہ:.. 12

کتاب کا تعارف 13

وزن اور احکامات وزن کا بیان.. 17

فائدہ: 21

فائدہ: 21

قلب اور علامات قلب کا بیان 22

پہلا قاعدہ: 23

دوسرا قاعدہ: 23

فائدہ: 25

تیسرا قاعدہ : 25

چوتھا قاعدہ : 26

پہلا اختلافی قاعدہ:.. 26

دوسرا اختلافی قاعدہ:.. 27

ملاحظہ:.. 27

فائدہ:.. 28

فائدہ:.. 28

صحیح اور معتل کی ابنیہ کا بیان 29

فائدہ : 30

فائدہ : 30

اسم ثلاثی مجرد کی ابنیہ.. 30

فائدہ : 31

ثلاثی مجرد کی ابنیہ کی جوازی صورتوں کا بیان 33

فائدہ : 33

اسم رباعی مجرد کی ابنیہ 35

اسم خماسی مجرد کی ابنیہ 37

فائدہ : 37

احوال ابنیہ کا بیان 38

ماضی کا بیان 41

ثلاثی مجرد ماضی کی ابنیہ 41

ثلاثی مزید کی ابنیہ 42

فائدہ: 44

خاصیات ابواب کا بیان 47

خاصیات باب فعَل 47

خاصیات باب فعِل 49

خاصیات باب فعُل 49

خاصیات باب افعال 51

خاصیات باب فعّل 53

خاصیات باب فاعل 54

خاصیات بابِ تفاعل 55

خاصیات باب تفعُّل 56

خاصیات باب انفعال 57

خاصیات باب افتعال 57

خاصیات باب استفعال 58

رباعی مجرد اور مزید کی ابنیہ 59

مضارع کی ابنیہ 60

صفت مشبہ کی ابنیہ 66

مصدر کی ابنیہ 69

ضوابط ثمانیہ متعلقہ باب فعَل 70

ضوابط ثلاثہ متعلقہ باب فعِل 71

ضابطہ متعلقہ باب فعُل 71

فائدہ: 73

مصدر میمی کی ابنیہ 74

اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ 76

اسم زمان ،اسم مکان کی ابنیہ 78

اسم آلہ کی ابنیہ 80

اسم تصغیر 81

اسم تصغیر کی تعریف 81

باب تصغیر کا خلاصہ 82

اسم متمکن کی تصغیر بنانے کا طریقہ 82

مسئلہ نمبرا: 85

مسئلہ نمبر۲: 86
مسئلہ نمبر۳: 88
مسئلہ نمبر ۴: 88
مسئلہ نمبر ۵: 89
مسئلہ نمبر۶: 90
مسئلہ نمبر۷: 91
مسئلہ نمبر ۸: 94
مسئلہ نمبر۹: 94
مسئلہ نمبر۱۰: 94
مسئلہ نمبر ۱۱ : 95
مسئلہ نمبر ۱۲: 96
مسئلہ نمبر۱۳: 96
مسئلہ نمبر ۱۴ : 97
مسئلہ نمبر۱۵: 97
جمع کی تصغیر 97
تصغیر الترخیم 100
اسم غیر متمکن کی تصغیر 100

اسم منسوب 103

باب المنسوب کا خلاصہ 103

بغیر یاء کے نسبت کے احکام 122

جمع کی بحث 123

باب الجمع کا خلاصہ 124

اسم ثلاثی مجرد مذکر کی جمع 124

ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جمع 129

جمع مؤنث سالم کے احکام 131

صفت ثلاثی کی جمع تکسیر 134

ثلاثی مزید اسمی کی جمع 137

ثلاثی مزید صفتی کی جمع 140

فاعل اسمی کی جمع تکسیر 146

فاعل صفتی کی جمع تکسیر 147

أفعل اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر 149

فعلان اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر 151

فائدہ : 152

فائدہ : 153

رباعی مجرد اور مزید کی جمع 154

اسم جنس کی تعریف.. 156

اسم جمع کی تعریف 157

اسم جنس اور اسم جمع میں فرق 157

التقاء ساکنین کا بیان 160

باب التقاء ساکنین کا خلاصہ 160

فائدہ : 160

فائدہ : 161

ابتداء کا بیان... 173

باب الابتداء کا خلاصہ.. 173

وقف کا بیان... 178

خلاصہ باب الوقف 178

حکم اول 179

حکم دوم... 179

حکم سوم 180

حکم رابع 181

حکم پنجم 183

حکم ششم 185

حکم ہفتم 186

حکم ہشتم 190

حکم نہم 193

حکم دہم 194

حکم یازدھم 195

اسم مقصور اور اسم ممدود کا بیان 198

شرح شافیہ ابن حاجب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات مصنف

نام ونسب:

نام عثمان ،کنیت ابو عمرو،لقب جمال الدین،اور مشہور ابن الحاجب کے نام سے ہیں۔حاجب دربان کو کہتے ہیں کیونکہ ان کے والد امیر عزالدین موسک کے ہاں دربان تھے اس لیے آپ کو ابن الحاجب کہا جانے لگا۔والد کا نام عمر تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے:جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابو بکر بن یونس الدوینی رحمہ اللہ تعالی۔

سنہ ءولادت:

صعید مصر میں ایک اسنانامی بستی ہے، آپ اس بستی میں سنہء ۵۷۰ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم قاہرہ میں حاصل کی، صغر سنی میں قرآن پاک حفظ کیا،علامہ شاطبی سے قرات کی تحصیل کی اور التیسیر کا سماع کیا،اس کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر، شیخ ابو منصور ابیاری سے ،اور علم ادب ابن البناء سے حاصل کیا۔

علمی مقام:

آپ بلند پایہ فقیہ، اعلی مناظر، بڑے دیندار، متقی اور پرہیز گار، معتمد اور ثقہ تھے۔ تبحر علمی میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ لیکن ادبی علوم کا آپ کی طبیعت پر زیادہ غلبہ تھا۔ علم النحو کے بہت سے مسائل میں آپ نے نحاۃ سے اختلاف رائے کیا اور بہت سے الزامات قائم کیے۔ ابن خلکان نے آپ کی تعریف میں لکھا ہے: کان من احسن خلق اللہ ذھناً۔

درس و تدریس:

جامع مسجد دمشق میں ایک عرصے تک درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے، پھر مصر تشریف لے گیے اور مدرسہ فاضلیہ میں صدر مقرر ہوئے، اخیر میں اسکندریہ تشریف لے گیے اور وہیں وفات پائی۔

سنہ ءوفات:

اسکندریہ میں ٢٦ شوال سنہ ٦٤٦ھ مطابق ١٢٤٩ء کو وفات پائی اور خارج باب البحر، شیخ ابن ابو شامہ کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔ صاحب ظفر المحصلین نے آپ کی تاریخ وفات ١٢ شوال لکھی ہے لیکن شاید یہ کاتب کی غلطی سے لکھا گیا ہو گا کیونکہ باقی تراجم والوں نے تاریخ وفات ٢٦ شوال ہی لکھی ہے۔

ماثر علمیہ:

آپ نے اپنے ماثر علمیہ میں بہت ساری کتابیں چھوڑی ہیں نحو میں "ایضاح فی شرح المفصل" "کافیہ" اور اس کی شرح ، صرف میں "شافیہ" اور اس کی شرح ،"القصیدۃ الموشحہ بالاسماء المؤنثہ "اور اصول فقہ میں مختصر ابن حاجب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتاب کا تعارف

علامہ ابن حاجب کی کتاب شافیہ کا شمار علم الصرف کی بہترین کتب میں ہوتا ہے جس میں علم الصرف کے تمام ضروری مسائل کو کافیہ کی طرح انتہائی مختصر الفاظ میں سمیٹا گیا ہے جسے دریا بکوزہ کہنا بجا طور پر درست ہے۔

سبب تالیف:

ابن حاجب کتاب کے شروع میں کتاب لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد سألنی من لا تسعنی مخالفة أن ألحق بمقدمتی فی الاعراب مقدمة فی التصریف علی نحوھاومقدمة فی الخط الخ"

یعنی کسی معزز انسان نے ابن حاجب سے یہ درخواست کی تھی کہ کافیہ کی طرز پر علم صرف میں بھی ایک کتاب تحریر فرمائیں، اور اسی طرز پر علم الخط میں بھی تحریر ہو۔ مصنف چونکہ سائل کی فرمائش کو رد نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے بنام خدا ابتداء کی اور اس طرح یہ کتاب منصہ شھود پر آگئی۔

طرز کتاب:

یہ کتاب دو علوم پر مشتمل ہے: علم الصرف اور علم الخط۔

پہلے حصہ میں بنیادی طور پر دو ہی چیزوں کا ذکر ہے:

- ابنیہ
- احوال ابنیہ

ابنیہ میں ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید وغیرہ کی ابنیہ کا ذکر ہے۔

احوال ابنیہ میں جمع، تصغیر، اسم منسوب جیسی مباحث شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ابن حاجب نے کچھ ایسی مباحث کو بھی شامل کیا ہے جو نہ ابنیہ ہیں نہ ہی احوال ابنیہ جیسے وقف، ابتداء وغیرہ۔

دوسرے حصہ میں کتابت کے اصول ذکر کیے گئے ہیں۔

ابن حاجب نے شافیہ میں ضروری مسائل کو اختصار کے ساتھ جمع کیا ہے۔ صرفی مسائل میں بعض مقامات پر اختلاف علماء کو بھی ذکر کرتے ہیں اگرچہ اس کا التزام نہیں کیا، کبھی کبھی لغات عرب اور ان کے لہجوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ایک مسئلہ کے متعلق عموماً ایک سے زیادہ مثالیں دیتے ہیں تاکہ مسئلہ خوب نکھر جائے اور تمرین کا بھی فائدہ دے۔ متن کی حیثیت کو ملحوظ رکھنے اور اپنے مخصوص انداز کی وجہ سے مسائل میں زیادہ سے زیادہ مختصر عبارت لانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کتاب کا شمار مشکل کتب اور متون میں ہوتا ہے۔

بہر حال شافیہ کا شمار علم الصرف کی بہترین کتب میں ہوتا ہے۔

شافیہ کی شروحات:

شافیہ کی شروحات تین طرح کی ہیں:

مختصر: جیسے شرح نظام۔

متوسط: جیسے شرح کمال۔

مطول: جیسے شرح رضی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن

الْحَمد لله رب الْعَالمين وَصلى الله على سيدنَا مُحَمَّد خَاتم النَّبِيين وعَلى آله وَصَحبه أَجْمَعِينَ سَأَلَني فقد سالنى من لَا يسَعُني مُخَالفَته أَن أُلحِق بمقدمتي فِي الْإِعْرَاب مُقَدّمَةً فِي التصريف على نَحْوِهَا ومقدمةً فِي الْخط فأجبتُه سَائِلًا متضرعاً أَن ينفع بهما كَمَا نفع بأختهما وَالله الْمُوَفّق-

شرح

قولہ: فقد سالنى من لَا يسَعُني مُخَالفَته ---

ش: سائل یا تو بادشاہ تھا جس کی اطاعت واجب ہوتی ہے یا کوئی منعم تھا جس کا شکریہ واجب ہوتا ہے یا طالب علم تھا جس کا جواب نہ دینا مستحق وعید ہوتا ہے۔ بہر حال تعیین کے ساتھ معلوم نہیں ہے کہ کون تھا؟

متن

التصريف علم بأصول يُعرَف بهَا أَحْوَال أبنية الْكَلِمِ الَّتِي لَيست بإعراب-

شرح

علم الصرف کی تعریف کا ذکر ہے یعنی صرف نام ہے ایسے اصولوں کے جاننے کا جن کے ذریعے کلمہ کی ابنیہ کے ان احوال کو پہچانا جاتا ہے جن کا تعلق اعراب سے نہیں کیونکہ اعراب کی حیثیت سے بحث نحو کا کام ہے۔

بناء کی تعریف:

ابنیہ، بناء کی جمع ہے، اور بناء، وزن یا صیغہ ء کلمہ اس ہیئت کو کہتے ہیں جس میں دوسرے کلمات کا شریک ہونا ممکن ہو (ہیئت سے مراد حروف، حرکات وسکنات کی خاص قسم کی ترتیب ہے جس میں اصلی اور زائد کا لحاظ رکھا گیا ہو) مثلاً رَجل ایک ایسی خاص ہیئت پر ہے جس میں لفظ عضد بھی اس کا شریک ہو سکتا ہے۔

متن

وأبنية الِاسْم الْأُصُول ثلاثيةٌ ورباعيةٌ وخماسيةٌ وأبنيةُ الْفِعْل ثلاثيةٌ ورباعيةٌ۔

شرح

اصولِ ابنیۃ کا ذکر ہے یعنی اسم کی وضع کے اعتبار سے کل ابنیہ تین ہیں:

۔ ثلاثی

۔رباعی

۔خماسی

اصول یا وضع کی قید اس لیے لگائی تا کہ محذوف الفاء، محذوف العین اور محذوف اللام کلمات اسم بھی داخل ہو جائیں مثلاً اَب، اَخ وغیرہ۔

متن

ويعبَّر عَنْهَا بِالْفَاءِ وَالْعينِ وَاللَّامِ وَمَا زَادَ بلامٍ ثَانِيَةٍ وثالثةٍ ويُعبَّر عَن الزَّائِد بِلَفْظِهِ إِلَّا الْمُبْدَلَ من تَاءِ الافتعال فَإِنَّهُ بِالتَّاءِ وَإِلَّا المُكَرَّرَ للإلحاقِ أَو لغيره فَإِنَّهُ بِمَا تقدّمه وَإِن كَانَ من حُرُوفِ الزِّيَادَةِ إِلَّا بثبتٍ -

وزن اور احکامات وزن کا بیان

یہاں سے وزن اور اس کے احکامات کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ صرفی حضرات نے وزن کرنے کے لیے فاء عین اور لام کلمہ کو میزان مقرر کیا ہے، مذکورہ عبارت میں مصنف نے وزن کے سات احکامات ذکر کیے ہیں: پانچ اصالۃً اور دو ضمناً۔

۱۔ اصلی حروف کو "ف"، "ع" اور "ل" سے تعبیر کیا جائے گا جیسے ضرب بروزن فعل۔

۲۔ اگر واضع کی وضع سے ہی کلمہ چار حرفی ہو تو ایک لام اور اگر پانچ حرفی ہو تو دو لام زائد کیے جائیں گے۔ چار حرفی کی مثال جیسے دِرھم بروزن فِعلل۔ اور پانچ حرفی کی مثال جیسے جَحمَرِش بر وزن فعلَلِل۔

۳۔ زائد حرف کو اسی حرف سے تعبیر کیا جائے گا جیسے ضارب بروزن فاعل۔ اس قاعدے سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں:

۱۔ تاء زائدہ جب کسی لفظ سے بدل جائے تو وزن میں تاء زائدہ ہی کو ذکر کیا جائے گا۔[1] جیسے اضطَرب بروزن افتعل۔

۲۔ جو حرف مکرر ہو (الحاق کے لیے یا کسی اور غرض سے) اس کو ما قبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کیا جائے گا، [2] اگرچہ وہ مکرر حرف حروف زیادت سے ہی کیوں نہ ہو جیسے حلتیت کہ

---

[1] ۔ یہ مطلب ہے " اَلا المبدل من تاء الافتعال " کا۔

[2] ۔ یہ مطلب ہے " اَلا المکرر " کا اور یہ یعبر بلفظہ سے استثناء ہے۔

اس کا وزن فعلیل ہے۔ ہاں اگر کوئی دلیل اس بات سے روک دے تو پھر حرف زائد کو بلفظہ تعبیر کیا جائے گا۔[3] مثالیں آگے آرہی ہیں۔

٤۔ اگر موزون کلمہ میں قلب واقع ہو تو میزان میں بھی قلب واقع ہو گا۔

٥۔ اگر موزون کلمہ میں حذف واقع ہو تو میزان میں بھی حذف ہو گا۔

قلب کی مثال جیسے: آدُر، بروزن اعفل۔۔۔۔یہ اصل میں أَدْءُر تھا۔

حذف کی مثال جیسے: قاضٍ بروزن فاعٍ۔۔۔۔۔یہ اصل میں قاضِیٌ تھا۔

متن

وَمن ثمَّ كَانَ حِلتيتٌ فعليلا لَا فعليتاً وَسُحْنُونٌ وعُثنونٌ فُعْلُولا لَا فعلوناً لذَلِك ولعدمه وَسَحْنُون إِن صَحَّ الْفَتْح ففعلونَ لَا فعلول كحمدونَ وَهُوَ مُخْتَصٌّ بِالْعلمِ لنُدور فَعلول وَهُوَ صَعفوق وخَرنوبٌ ضَعِيف وسَمانُ فعلانُ وخزعالٌ نَادِرٌ وبُطنانٌ فُعلانٌ وَقِرْطَاس ضَعِيف مَعَ أَنه نقيض ظُهرانٍ ۔

شرح

قولہ: ومن ثم کان حلتیت۔۔۔

ش: ماقبل قاعدہ نمبر ٣ کی دوسری استثنائی صورت کی دو شقیں تھی:

1۔ مکرر حرف کو ماقبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کرتے ہیں، چاہے الحاق کے لیے ہو یا غیر الحاق کے لیے۔

---

[3] ۔ یہ مطلب ہے "اَلا بثبت "کا ای اَلا بدلیل۔

۲۔ہاں اگر کوئی دلیلِ مانع قائم ہو جائے تو بلفظہ تعبیر کرتے ہیں۔اس قاعدے پر اب چھ مثالیں بیان کر رہے ہیں۔پہلی تین مثالیں قاعدے کی پہلی شق کے متعلق ہیں اور دوسری تین مثالیں دوسری شق کے متعلق ہیں۔

پہلی شق کی تین مثالیں یہ ہیں:

مکرر حرف کو ما قبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کیا جائے گا اسی لئے:

۱۔:حِلِتِیت[4] کا وزن فعلیل ہے فعلیت نہیں کیونکہ یہ قندیل کے ساتھ ملحق ہے۔

۲۔۳۔:سُحنُون[5] اور عُثنُون[6] کا وزن فُعلُول ہے نہ کہ فعلُون کیونکہ یہ دونوں عُصفور کیساتھ ملحق ہیں[7] نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام عرب میں فُعلون وزن معدوم ہے۔[8]

دوسری شق اور اس کی مثالیں یہ ہیں:

اگر کوئی دلیل ما قبل کے موافق وزن کرنے سے مانع ہو تو پھر ما قبل ہم جنس حرف کے موافق وزن نہیں کریں گے اسی لئے:

---

[4] حلتیت: ایک درخت کا بدبودار گوند جو اکثر امراض میں کام آتا ہے اور سالن میں بھی ڈالا جاتا ہے، ہندی میں اسے ہینگ کہتے ہیں۔

[5] سُحنون: ابتدائی بارش، ابدائی ہوا۔

[6] عثنون: ڈاڑھی، یا وہ داڑھی جو رخسار سے بڑھ جائے، یا وہ جو تھوڑی پر اگے اور اس سے نیچے، داڑھی کا طول، اونٹ کے جبڑے کے نیچے طویل بال، ابدائی بارش، وہ بارش جو ابھی آسمان زمیں کے درمیان ہو۔

[7] ۔ یہ مطلب ہے لذلک کا، یعنی الحاق کی وجہ سے۔

[8] ۔ یہ مطلب ہے "ولعدمہ" کا۔

۱۔:سَحنون۔اگر بالفتح یہ لفظ آتا ہو۔تو اس کا وزن فَعلون ہو گا حمدون کی طرح، فعلول نہیں کریں گے، اس کی دلیل یہ ہے کہ فعلول وزن نادر ہے، اس وزن پر سوائے صَعفوق[9] کے کوئی دوسری بناء نہیں آتی، تو نادر ہونا الحاق سے مانع ہے۔

سوال:اس وزن پر تو خَرنوب[10] بھی آتا ہے پھر یہ نادر کیسے ہوا؟

جواب:ضعیف ہے، فصیح لغت میں بالفتح ثابت نہیں؟

۲۔:سَمنانُ[11]۔اس کا وزن فعلان ہے نہ کہ فعلال، کیونکہ غیر مضاعف میں فعلال وزن نادر ہے تو نادر ہونا دلیل مانع ہے۔

سوال:غیر مضاعف میں یہ وزن نادر کیسے ہے جبکہ غیر مضاعف میں تو خَزعال[12] بھی آتا ہے؟

جواب:خَزعال خود نادر ہے۔

۳۔:بُطنان[13]۔اس کا وزن فُعلان ہے نہ کہ فعلال، کیونکہ فعلال کلام عرب میں نہیں پایا جاتا، نیز اس وجہ سے بھی کہ بُطنان، ظُہران[14] کی نقیض ہے تو جب ظہران کا وزن فعلان تھا تو اس کا بھی وہی کر دیا حملاً للنقیض علی النقیض۔

---

9 صعفوق: کھمبی کی ایک قسم، یمامہ کے ایک قبیلے، یا بستی کا علم، بمعنی کمینہ۔

10 خرنوب: ایک نباتات جو دوائی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

11 سمنان: نجد میں ایک جگہ کا نام، یہ بھی کہا گیا ہے کہ رے اور نیشاپور کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

12 خزعال: اونٹنی کا لنگڑا پن۔

13 بطنان: پرندے کے اندر کی طرف والے پر یعنی چھپے ہوئے پر۔

14 ظھران: پرندے کے اوپر والے پر۔

فائدہ:

رضی نے لکھاہے کہ صحیح وجہ یہ ہے کہ بُطنان جمع ہے بطن کی اور جمع کی ابنیہ میں یہ وزن نہیں پایاجاتا، تو یہ وزن یعنی فعلال نہ پایاجانادلیل مانع ہے۔

سوال: آپ کا یہ کہنا کہ یہ وزن نہیں پایاجاتاغلط ہے۔اس وزن پر قَرطاس[15] پایاجاتاہے ؟

جواب:قَسطاس ضعیف ہے اس میں فصیح قسطاس ہے بکسر القاف۔

فائدہ:

ابن حاجب نے یہ قاعدہ بیان کیاتھاکہ مبدّل من تاء الافتعال کو تاءہی سے تعبیر کیاجائے گا ؛لھذا اِضطَرب کاوزن افتعل ہو گا،

لیکن رضی کے نزدیک مبدل منہ کوبدل سے یعنی بدلے ہوئے حرف سے ہی تعبیر کیاجائے گا؛لھذا اضطرب کاوزن رضی کے نزدیک افطعل ہی ہو گا۔

نیز رضی نے عبد القاہر سے نقل کیاہے کہ جو حرف بھی کسی اصلی حرف سے بدل کر آیاہو تو وزن میں اسی بدلے ہوئے حرف سے وزن کرنا جائز ہے ؛لھذا قال کا وزن فال کرنا جائز ہے۔یہاں الف واؤ سے بدل کر آیاہے لھذاالف سے وزن کرناجائز ہے۔

متن

ثمَّ إِن كَانَ قلبٌ فِي الْمَوْزُون قُلبت الزّنِةُ مثلَه كَقَوْلِك فِي آدُر أعفُل وَيُعرف الْقلب بِأَصْلِهِ كناءَ يناءُ مَعَ النأيِ وبأمثلة اشتقاقه كالجاهِ وَالْحَادِي والقِسِيّ وبصحته كأَيِس وبقلة اسْتِعْمَاله كآرامٍ وآدُرٍ وبِأداءِ تَركه إِلَى همزتين عِنْد الخَلِيل نَحْو جاءَ

---

15 قرطاس:کاغذ۔

أَو إِلَى منعِ الصّرْف بِغَيْر عِلّةٍ على الْأَصَحِّ نَحْو أَشْيَاءَ فَإِنَّهَا لفعاءُ وَقَالَ الْكسَائِيُّ أَفعَالٌ وَقَالَ الْفراء أفعاءُ وَأَصلهَا أفعلاءُ وَكَذَلِكَ الْحَذفُ كَقَوْلِك فِي قَاضٍ فاعٍ إِلَّا أَن يُبَيَّن فيهمَا۔

قلب اور علامات قلب کا بیان

اصل بحث تو وزن کی چل رہی تھی لیکن جب مصنف نے قلب کا ذکر کیا تو اب ضمناً علامات قلب کو بھی ذکر کر دیا۔ یہاں سے قلب کو پہچاننے کی علامات کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ مصنف نے قلب کو پہچاننے کی چھ علامات ذکر کی ہیں، فرماتے ہیں قلب پہچانا جاتا ہے:

۱۔:اصل سے۔

۲۔:امثلہ ءاشتقاق سے۔

۳۔:ضرورت تعلیل کے باوجود تعلیل نہ ہونے سے۔

٤۔: قلت استعمال سے۔

٥۔:اگر اس میں قلب نہ کیا جائے تو دو ہمزوں کے جمع کے لازم آنے سے۔

٦۔:اگر اس میں قلب نہ مانا جائے تو بغیر سبب کے منع صرف لازم آنے سے۔

ان میں سے پہلے چار قاعدے اتفاقی ہیں اور آخری دو اختلافی، جن میں سے پانچواں قاعدہ امام خلیل کا مذہب ہے اور چھٹا قاعدہ سیبویہ کا۔

اس اجمال کے بعد اب ہم تفصیل نقل کرتے ہیں:

پہلا قاعدہ:

قلب اصلِ معلوم سے پہچانا جاتا ہے یعنی مشتق منہ سے جیسے ناءَ یناءُ کہ ان میں قلب پہچانا گیا ہے اصل یعنی مصدر سے جو کہ النأی[16] ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور مصدر اس باب کے لیے نہیں پایا جاتا۔ معلوم ہوا کہ یہ ناء یناء ان سے مقلوب ہے جو مصدر کی ترتیب پر تھے یعنی نأی ینأی سے پھر لام کلمہ کو مقدم کر کے بمطابق قانون الف سے بدل دیا تو ناء یناء ہو گیا بروزن فلَع یفلَع۔

دوسرا قاعدہ:

قلب امثلہ ءاشتقاق سے بھی پہچانا جاتا ہے پھر امثلہ ءاشتقاق سے کیا مراد ہے رضی نے لکھا ہے کہ اس سے "وہ کلمات مراد ہیں جو اسی اصل سے مشتق ہوں جس سے مقلوب مشتق ہے "اور کمال کی تصریحات یہ ہیں کہ "امثلہ ءاشتقاق سے ایسے کلمات مراد ہیں جو موزون کے مادہ سے وارد ہوں (چاہے مجرد سے ہوں یا مزید سے) اور ایسے معنی میں وارد ہوں جن کا تعلق موزون کے معنی کے ساتھ ہو تو جب باقی تصاریف اس لفظ کی تصاریف کے خلاف ہوں گی تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ لفظ اسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کی ترتیب پر تھا اور خاص مادہ کی طرف لوٹنے میں باقی تصاریف کے ساتھ شریک تھا"۔ مصنف نے رحمہ اللہ نے اس قاعدہ پر تین مثالیں دی ہیں:

---

[16] النأی۔۔ دور ہونا

۱:۔الجاہ[17] کہ دوسری تصاریف وجِہ یَوُجَہ وجیھا۔(جو کہ معنیً جاہ یعنی قدر و منزلت پر دلالت کرتی ہیں۔)وغیرہ اس بات پر دلیل ہیں کہ "جاہ" ایسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق تھی اور وہ "وَجُہٌ" ہے عین کلمہ کو مقدم کر دیا تو جوہ ہو گیا پھر واو کو حرکت دی اور الف سے تبدیل کر دیا جو کہ اخف الحروف ہے تو "جاہٌ" ہو گیا بروزن عَفَلٌ۔

۲:۔القِسِیُّ[18] مختلف تصاریف مثلاً اِسۡتَقوَسُوا، تقوَّسُوا، متقوِّس وغیرہ دلیل ہیں کہ قِسِیّ ایسے لفظ سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق ہے اور اصل کی طرف لوٹنے میں باقی تصاریف کا شریک ہے اور وہ قُوُوسٌ ہے۔دو واؤ کا جمع ہونا ناپسندیدہ تھا تو لام کلمہ کو عین کلمہ پر مقدم کر دیا تو قسُووٌ ہو گیا پھر دعی والے قانون سے واؤ ثانی کو یاء سے بدل دیا قُسُویٌ ہو گیا پھر قویل اور یا مشدد والے قوانین سے ادغام کر دیا اور ق اور س کو کسرہ کی حرکت دی تو قِسِیٌّ ہو گیا بروزن فلیع۔

۳:۔الحادِی[19] مختلف تصاریف وحّد، توحّد، الواحِد وغیرہ جو حادی کے مناسب ہیں اس بات پر دلیل ہیں کہ حادی ایک ایسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق ہے اور وہ واحد ہے اور واحد تمام تصاریف سمیت ایک اصل یعنی وحدۃ کی طرف لوٹتا ہے۔اصل واحد میں عین کلمہ کو فاء کی جگہ رکھا اور فاء کلمہ کو لام کی جگہ تو "حادِوٌ" ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا تو حادی ہو گیا بروزن عالف۔

---

17 الجاہ: قدر و منزلت

18 القسی: قوس کی جمع کمانیں

19 حادی: بمعنی واحد ایک

فائدہ:

رضی نے لکھاہے کہ امثلہ اشتقاق والے قاعدے کو پہلے قاعدے سے الگ شمار کرنا مصنف کا عجیب کام ہے کیونکہ کلمات مشتقہ سے معلوم ہوتاہے کہ اصل کلمہ کی فلاں ہی ہے لھذا یہ پہلے قاعدے ہی کہ متعلق ہے نہ کہ کوئی مستقل قاعدہ لیکن کمال نے یہ توجیہ کی ہے کہ امثلہ اشتقاق کو پہچاننے سے ذہن اصل اور قلب دونوں کی طرف ایک ساتھ منتقل ہو گا بر خلاف اصل کی معرفت کے ؛کیونکہ اصل کی معرفت سے قلب اس اصل سے پہچانا جائے گا جو پہلے سے معلوم تھی خلاصہ یہ نکلا کہ پہلے قاعدے میں اصل پہلے سے معلوم تھی بر خلاف دوسرے قاعدے کہ کہ اس میں امثلہ سے اصل معلوم ہوئی فلذلک جعلھماوجہین۔

تیسرا قاعدہ:

کلمہ میں وجہ تعلیل کے موجود ہونے کے باوجود تعلیل کا نہ ہونا۔یعنی کلمہ کا صحیح ہونا اس سے بھی قلب پہچانا جاتاہے جیسے اَیِس[20]۔اس کلمہ میں قال والا قانون لگناچاہیے تھااور اسے الف سے بدل کر آسَ پڑھناچاہیے تھاکیونکہ یاء متحرک ما قبل مفتوح ہے مگر قانون نہیں لگایا گیا یہ دلیل ہے کہ کلمہ مقلوب ہے پھر حرفاًومعناً "یئِس" اس کے موافق پایا جارہا تھا معلوم ہوا کہا اَیِس یئِس سے مقلوب ہے اور تعلیل اس لیے نہیں کی کہ اصل میں تعلیل کا سبب موجود نہیں اَیِسَ بروزن عفِلَ

---

20 اَیِس:مایوس ہونا۔

چوتھا قاعدہ:

قلت استعمال بھی قلب کی دلیل ہے یعنی کلمہ کا استعمال قلیل ہو اور جس سے مقلوب ماننا ممکن ہو اس کا استعمال کثیر ہو مصنف رحمہ اللہ نے اس قاعدہ پر دو مثالیں بیان کی ہیں۔

۱: ۔ آرام:[21] کیونکہ یہ قلیل الاستعمال ہے اور اَرُام کثیر الاستعمال معلوم ہوا کہ آرام اَرُآم سے مقلوب ہے بروزن اَعفال۔

۲:۔ آدُر:[22] کثیر الاستعمال اَدوُر ہے معلوم ہوا کہ یہ مقلوب ہے اَدْوُر سے۔

یہ چار قواعد تو متفق علیہ تھے اب آگے دو مختلف فیہ علامات کو ذکر کرتے ہیں۔

پہلا اختلافی قاعدہ:

قلب نہ ماننے سے اور قلب نہ کرنے سے اجتماع ہمز تین لازم آئے۔ یہ قاعدہ اتفاقی نہیں ہے بلکہ خلیل کے نزدیک ہے اور یہ اجوف، مہموز الّام کے اسم فاعل میں صادق آتا ہے جیسے جاء یجیء باب سے جاءٍ۔ یہاں امام خلیل کا گمان یہ ہے کہ ہمزہ جو لام کلمہ ہے اس کو عین کلمہ کی جگہ کر دیا تو جاءِیٌ ہو گیا بروزن فالع پھر قاض والی تعلیل کی تو جاءٍ ہو گیا بروزن فالٍ کیونکہ اگر قلب نہ کرتے تو یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہوتا اور اس صورت میں اجتماع ہمز تین لازم آتا جو کہ ثقیل ہے۔ لیکن سیبویہ کے نزدیک یہ جائز نہیں بلکہ ان کے نزدیک اجوف کے قانون سے جایِءٌ میں یا کو ہمزہ سے بدلیں گے۔ باقی رہا اجتماع ہمز تین تو سیبویہ کہتے ہیں کہ کہ ثانی ہمزہ تو موافق قانون یاء سے بدل جائے گی پھر اجتماع کیسے لازم آیا۔

---

21 آرام: رئم کی جمع مکمل سفید ہرن

22 آدر: دار کی جمع ہے گھر

دوسرا اختلافی قاعدہ:

قلب اس طرح بھی پہچانا جاتا ہے کہ اگر اس کلمہ قلب نہ مانا جائے تو علی تقدیر الصحۃ کلمہ کا بغیر کسی علت کے غیر منصرف ہونا لازم آئے گا۔ یہ سیبویہ کا مسلک ہے جیسے اشیاء کہ اس کا وزن لفعاء ہے کیونکہ یہ کلمہ غیر منصرف تھا اور منع صرف کا ظاہری طور پر کوئی سبب بھی موجود نہیں لھذا حکم لگایا گیا کہ یہ مقلوب ہے شیئاء سے بروزن فعلاء پھر اس کے لام کلمہ کو جو ہمزہ اولی ہے فاء کلمہ کی جگہ پر رکھ دیا کیونکہ اگر لام کلمہ میں قلب نہ کرتے تو ہمزتین کا اجتماع لازم آتا، رہا الف کا درمیان میں آنا تو وہ حاجز حصین نہیں ہے۔ اور اصل کلمہ الف تانیث ممدودہ کے اوزان میں سے ہے، اسی وجہ سے غیر منصرف ہے یہ تو سیبویہ کا مذہب ہے۔ لیکن امام کسائی یہ قلب نہیں مانتے ان کے نزدیک اشیاء بروزن افعال ہے باقی رہا کلمہ کا بلا سبب کے غیر منصرف ہونا تو ان کے نزدیک اس کلمہ کا غیر منصرف ہونا شاذ ہے بہر حال اس مذہب پر یہ شئ کی جمع قلت ہے۔ اور امام فراء کہتے ہیں کہ یہ جمع کثرت ہے اور وزن اس کا افعاء ہے کیونکہ اصل اس کی افعلاء تھی یعنی اشیئاء۔ پھر پہلی ہمزہ کو اجتماع کی وجہ سے حذف کر دیا اور اس کا مفرد شیّئ ہے بالتشدید، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کی گئی۔

ملاحظہ:

قولہ علی الاصح۔ اگر اس عبارت کو اداء کے متعلق کیا جائے تو معنی یہ بنے گا کہ اگر لفظ کو صحیح مانا جائے اور بغیر قلب مانے صحیح والا وزن کیا جائے تو بغیر علت کے منع صرف لازم آتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ صحیح کا لفظ کیوں نہیں استعمال کیا تو یہ (یعنی اصح کا لفظ) کسائی کہ مذہب کی طرف اشارہ ہے۔ جو فراء کے مذہب سے زیادہ صحیح ہے۔

قولہ: وَكَذَلِكَ الحْذفُ ۔۔۔

ش:یعنی جس طرح موزون میں حذف کا اعتبار ہو تا ہے میزان میں بھی ہو گا جیسے قاضٍ کا وزن فاعٍ ہو گا مگر جب اصل بیان کرنا مقصود ہو تو میزان میں حذف کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ اصلی وزن کیا جائے گا۔اس صورت میں قاضٍ کا وزن فاعل ہو گا یہ مطلب ہے مصنف رحمہ اللہ کے قول"ا **إِلَّا أَن يبيَّن فيهمَا** "کا اور ضمیر مجرور کا مرجع مقلوب و محذوف ہے۔

فائدہ:

شرح کمال کے نسخہ میں" **إِلَّا أَن يبيَّن فيهمَا** "کے بعد لفظ الاصل بھی موجود ہے جس سے عبارت کا معنی واضح ہو جاتا ہے۔

فائدہ:

رضی نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ" جب اصل بیان کرنی مقصود ہو تو اس وقت اصلی وزن کیا جائے گا اور وزن میں قلب و حذف نہیں کیا جائے گا"رضی کے نزدیک یہ وہم ہے کیونکہ جب اصل بیان کرنی مقصود ہو تو یوں نہیں کہا جاتا کہ اس لفظ کا یہ وزن ہے بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل یہ ہے مثلا قاضٍ کی اصل بیان کرتے ہوئے یوں نہیں کہا جاتا کہ قاضٍ فاعل ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قاضٍ کیا اصل فاعل ہے[23]۔

---

[23] شرح رضی ج ۱ ص ۲۷۔

صحیح اور معتل کی ابنیہ کا بیان

متن:

وتنقسم إِلَى صَحِيح ومعتلّ فالمعتلّ مَا فِيهِ حرف عِلّة وَالصَّحِيحُ بِخِلَافِهِ فالمعتلّ بِالْفَاءِ مِثَالٌ وبالعين أجوفُ وَذُو الثَّلَاثَة وباللام مَنْقُوصٌ وَذُو الْأَرْبَعَة وبالفاء وَالْعين أَو بِالْعينِ وَاللَّام لفيفٌ مقرون وبالفاء وَاللَّام لفيفٌ مفروق -

شرح:

مصنف رحمہ اللہ نے شروع میں عددِ حروف کے اعتبار سے ابنیہ کی تقسیم ذکر کی تھی اب حروف اصلی کے لحاظ سے تقسیم بیان کرنے لگے ہیں ابنیہ خواہ اصولی ہوں یا فروعی[24] اولاً ان کی دو قسمیں ہیں:

صحیح: جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف علت نہ ہو لھذا مہموز اور مضاعف بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔ کما تشیر العبارۃ "بخلافھا"۔

معتل: جس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف علت موجود ہو۔ ابن حاجب نے معتل کی پانچ اقسام بیان کی ہیں

١۔ متعل بالفاء: جیسے وعد یسر۔

٢۔ معتل بالعین: اس کو اجوف اور ذو الثلاثۃ بھی کہتے ہیں جیسے قال، باع۔

٣۔ معتل باللام: اس کو ناقص اور ذوالاربعۃ بھی کہتے ہیں جیسے دعا، رمی۔

٤۔ معتل بالفاء والعین یا بالعین واللام: اس کو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے ویل، طی۔

---

[24] ۔ اصولی ابنیہ سے مراد مجرد ہے اور فروعی ابنیہ مزید کو کہتے ہیں۔

۵۔ معتل بالفاء واللام: اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے ولی، وقی۔

فائدہ:

رباعی الاسم نہ معتل ہوتا ہے نہ مضاعف نہ مہموز الفاء اور خماسی مضاعف نہیں ہوتا۔

فائدہ:

معتل اللام کا نام صرف میں ناقص رکھا جاتا ہے کیونکہ جزم اور وقف میں آخری حرف میں نقصان آجاتا ہے اور نحو میں اس کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اعراب میں نقصان آجاتا ہے۔

متن:

وللاسم الثلاثي الْمُجَرّد عشرَةُ أبنيةٍ وَالْقِسْمَةُ تَقْتَضِي اثْنَيَ عشرَ سقط مِنْهَا فُعِلٌ وَفِعُل استثقالاً وَجعل الدُئِل مَنْقُولًا والحِبُك إِن ثَبت فعلى تدَاخُل اللُّغَتَين فِي حرفَيِ الْكَلِمَة وَهِي فلْسٌ وَفرَس وكَتِف وعضُدٌ وَحِبْرٌ وعِنَبٌ وإِبِلٌ وقُفلٌ وصُرَد وعُنق۔

اسم ثلاثی مجرد کی ابنیہ

شروع کتاب میں یہ بات ذکر ہوئی تھی کہ اصولی ابنیہ تین ہیں۔ ثلاثی، رباعی اور خماسی اب ہر اصل کی کل ابنیہ کو ذکر فررہے ہیں کہ کتنی ہیں۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ اسم ثلاثی مجرد کی کل دس ابنیہ ہیں رباعی مجرد کی پانچ اور خماسی مجرد کی کل چار ہیں۔ رہی سب کی مزید کی ابنیہ تو وہ کثیر ہیں جو اس مختصر کتاب کے لائق نہیں۔

فائدہ:

سیبویہ نے مزید کی ابنیہ 308 بیان کی تھی پھر اس میں 80 کے قریب مزید اضافہ کیا گیا جن کے بیان میں طوالت ہے اصل اس میں قانون کا پہچاننا ہے جس سے مزید کی پہچان ہو جائے جن کا ذکر ذوالزیادۃ کے باب میں آرہا ہے۔

تفصیل: اسم ثلاثی مجرد کی دس ابنیہ ہیں۔ عقلی تقسیم بارہ کا تقاضا کرتی ہے وہ اس طرح کہ لام کلمہ کا اعتبار تو ساقط ہے کیونکہ وہ تو معرب، مبنی کے لیے ہے۔ جس اس علم سے کوئی تعلق نہیں

۔

۔ فاء کلمہ کے تین حالات ہیں رفع، نصب اور جر۔ سکون اس کی حالت نہیں ہو سکتی ورنہ ابتداء بالسکون لازم آتی جو محال ہے۔

۔ عین کلمہ کے چار حالات ہیں رفع، نصب جر اور سکون،

اب فاء کلمہ کی ہر حالت کے ساتھ عین کلمہ کے چاروں حالات لگائیں تو کل بارہ اقسام حاصل ہوتی ہیں۔ یہی بارہ ابنیہ ہیں۔ ان میں سے دو فُعِل اور فِعُل ثقیل ہونے کی بنا پر نکل گئی پیچھے دس باقی رہ گئی۔

۔ سوال: فُعِل کے وزن پر اسموں میں دُئِل[25] آیا ہے۔

جواب یہ فعل سے منقول ہے اور فعل میں یہ وزن ثقیل نہیں ہے۔

سوال: فِعُل کے وزن پر اسموں میں حِبُک[26] آیا ہے۔

---

25 ۔ دُئِل۔ نیولے کے مشابہ ایک جاندار کا اسم جنس

26 حِبُک اس راستے کو کہتے ہیں جو ہوا کی وجہ سے ریت یا پانی میں بے۔

جواب۔ اول تو یہ قرآئت شاذ ہے۔ نیز اگر اسے ثابت بھی مان لیں تو ہم ابن جنی کے قول کو لیتے ہوئے یہ کہیں گے کہ یہ تداخل لغتین پر مبنی ہے۔ اس طرح کہ متکلم نے حِبُک کہنے کا ارادہ کیا جب اس نے ح کا تلفظ کر لیا تو وہ بھول گیا اور لغت مشورہ کی طرف چلا گیا جو دونوں حرفوں پر ضمہ کے ساتھ ہے یعنی حُبُک۔ تو اس نے کلام کو لوٹا کر درست نہیں کیا بلکہ آگے ب پر ضمہ پڑھ کر کلام پورا کر دیا، سننے والوں نے اس کے کلام کو نقل کر دیا ورنہ حقیقت میں یہ تداخل لغتین ہے۔ بہر حال اسم ثلاثی مجرد کی دس ابنیہ یہ ہیں:

١۔ فَعْل جیسے فلْس[27]۔

٢۔ فَعَل جیسے فرس۔

٣۔ فَعِل جیسے کتِف[28]۔

٤۔ فَعُل جیسے عضُد۔

٥۔ فِعُل جیسے[29] حِبُر۔

٦۔ فِعَل جیسے عِنَب۔

٧۔ فِعِل جیسے اِبِل۔

٨۔ فُعُل جیسے قُفُل۔

٩۔ فُعَل جیسے صُرَد[30]۔

---

27 فلَس۔ روپے

28 ۔کَتِف۔ کندھا

29 ۔حِبُر دانا، روشنائی

30 صُرَد۔ چوڑے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ والا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کو کھاتا ہے۔

۱۰۔فُعُل جیسے عُنُق۔

ثلاثی مجرد کی ابنیہ کی جوازی صورتوں کا بیان

متن

وَقد يُردّ بعضٌ إِلى بعضٍ فَفعِلٌ مِمَّا ثَانِيه حرفُ حَلْق كفَخِذ يجوز فِيهِ فَخْذ وفِخْذ وفِخِذ وَكَذَلِكَ الْفِعْل كشهد وَنَحْو كتِف يجوز فِيهِ كِتْف وكَتْفٌ وَنَحْو عضُدٍ يجوز فِيهِ عَضْد وَنَحْو عُنُق يجوز فِيهِ عنْقٌ وَنَحْو إِبِل وبِلِز يجوز فيهمَا إِبْل وبِلْز وَلَا ثَالِثَ لَهما وَنَحْو قُفْل يجوز فِيهِ قُفُلٌ على رَأْيٍ لمجيء عُسُرٍ وَيُسُرٍ۔

شرح

اس عبارت کا مطلب رضی نے یہ لکھا ہے کہ کبھی ایک کلمہ کے اوزان متعدد ہوتے ہیں مثلاً دو یا دو سے زیادہ تو اس وقت ایک وزن کو اصل مان کر دیگر اوزان کو اسی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ اوزان اس وزن کی فرع ہیں۔

اس عبارت کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ تخفیف، حصول سجع یا صحت وزن کے لیے بعض ابنیہ کو دوسری بعض کی طرف لوٹانا جائز ہے۔

فائدہ:

چونکہ بعض ابنیہ کو بعض کی طرف لوٹانا جائز ہے تو یہ جوازی صورتیں ہوئیں۔ان جوازی صورتوں میں زیادہ تر تصرفات عین کلمہ میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عین کلمہ کی بنا پر فاء کلمہ میں۔

فائدہ: عین کلمہ کے یہاں تین حالات ہیں حذفِ حرکت، نقلِ حرکت، اور حرکت، جبکہ فاء کلمہ کی ایک ہی حالت ہے اتباع عین کلمہ۔

قولہ:۔ فَفعِلٌ مِمَّا ثَانِیه حرفُ ---

ش: ابن حاجب نے "وقد یردّ بعض ألی بعض" والی عبارت پر چھ تفریعات ذکر کی ہیں یہ تمام تفریعات یا قواعد بنو تمیم کے مذہب پر ہیں اہل حجاز الفاظ و ابنیہ میں اتنے تغیر کے قائل نہیں ہیں ان کے ہاں یہ تفریعات نہیں پائی جاتی یا بہت کم پائی جاتی ہیں۔ کتاب کی تفریعات مندرجہ ذیل ہیں۔ جن کو ہم قواعد کی شکل میں لکھتے ہیں۔

۱۔ ہر کلمہ حلقی العین جو فَعِل کے وزن پر ہو اس میں اصل کے سوا تین صورتیں پڑھنا جائز ہیں حذف حرکت، نقل حرکت اور اتباع عین کلمہ جیسے شَھِد میں حذف حرکت کے ساتھ شَھْد، نقل حرکت کے ساتھ شِھْد اور اتباع کے ساتھ شِھِد پڑھنا جائز ہے۔ فائدہ۔ اسموں اور فعلوں دونوں کا یہی حکم ہے۔

۲۔ فُعِل غیر حلقی العین میں دو صورتیں جائز ہیں حذف حرکت اور نقل حرکت جیسے کَتِف کَتْف اور کِتْف پڑھنا جائز ہے۔

۳۔ فَعُل اسم ایک صورت جائز ہے حذف حرکت جیسے عَضُد میں عَضْد پڑھنا جائز ہے۔

٤۔ فُعُل اسم میں ایک صورت جائز حذف حرکت جیسے عُنُق میں عُنْق پڑھنا جائز ہے۔

٥۔ فِعِل اسم میں ایک صورت جائز ہے حذف حرکت جیسے اِبِل میں اِبْل پڑھنا جائز ہے ۔اور بلِز[31] میں بِلْز پڑھنا جائز ہے۔

---

[31] ۔ بِلِز۔ فربہ

٦۔فُعُل میں ایک صورت جائز ہے یعنی عین کلمہ کو حرکت دینا۔

قولہ: وَلَا ثَالِثَ لَهما ۔

ش:امام سیبویہ نے فرمایا ہے کہ اَبل کے وزن پر دوسرا کوئی کلمہ نہیں ہے امام اخفش نے اسی وزن پر بلز کا اضافہ کیا ہے۔

قولہ: وَنَحْو قُفْل يجوز فِيهِ قُفلٌ على رَأْيٍ لمجيء عُسُرٍ وَيُسُرٍ۔

ش:ابن حاجب نے اس عبارت سے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے اعتراض ہوتا تھا کہ آپ نے قفل میں قفل(بضم الفاء) کیسے جائز قرار دیا جبکہ فعل اصل ہے۔

جواب۔تمام فروع اپنے اصول سے قلیل الاستعمال ہیں تو قلت استعمال فرع ہونے کی دلیل ہے لیکن عُسُر میں عُسْر بالسکون کثیر الاستعمال ہے اور خود عُسُر اور یُسُر قلیل الاستعمال ہیں معلوم ہوا کہ یہ اور قفل فرع ہیں نہ کہ اصل۔

متن:

وللرباعي الْمُجرّد خَمْسَةٌ جَعْفَر وزِبْرِجٌ وبُرْثُنٌ وَدِرْهَم وقِمَطْرٌ وَزَاد الْأَخْفَش نَحْو جُخْدَبٌ وَأما جُندِلٌ وعُلَبِطٌ فتوالي الحركاتِ حملهما على بَابِ جُنادِلٍ وعُلابِطٍ۔

اسم رباعی مجرد کی ابنیہ

رباعی کی صحیح ابنیہ کی کل تعداد ٤٥ ہے مگر ابن حاجب رحمہ اللہ نے صرف متفق علیہ کو ذکر کیا ہے اور وہ پانچ ہیں:

١۔فَعْلَل۔جیسے جَعْفَر[32]۔

---

32 جَعْفَر۔چھوٹی نہر۔

۲۔ فِعُلَل جیسے زِبُرَج[33]۔

۳۔ فُعُلُل جیسے بُرثُن[34]۔

٤۔ فِعْلِل جیسے دِرْھَم۔

٥۔ فِعَلّ جیسے قِمَطْرٌ[35]۔

فائدہ: امام اخفش نے ایک اور وزن فُعْلَل کو زائد کیا ہے۔ جیسے جُخدَب[36]۔

سوال: رباعی کے وزن پر جُنَدِل[37] اور عُلَبِط[38] بھی آئے ہیں لھذا ابنیہ پانچ نہ رہی؟

جواب: یہ دونوں رباعی مزید فیہ سے ہیں دلیل یہ ہے کہ کلام عرب میں توالی اربعہ حرکات کا آنا منع ہے،

لیکن یہاں آئی ہوئی ہیں (قالہ الرضی) نیز یہ نادر ہیں (قالہ جاربردی) لھذا ان کو جُنادِل اور عُلابِط کا مخفف کہا گیا ہے اور یہ دونوں رباعی مزید سے ہیں۔

متن

وللخماسي الْمُجَرّدِ أَرْبَعَةٌ سفرْجَلٌ وقِرْطَعْبٌ وجَحْمَرِشٌ وقُذَعْمِلٌ وللمزيد فِيهِ أبنيةٌ كَثِيرَة وَلم يَجِيء فِي الخماسي إِلَّا عضْرَفوطٌ وخُزَعبِيلٌ وقِرْطَبُوس وقَبعْثَرٰى وخَنْدَرِيْسٌ على الْأَكْثَر۔

---

33 ۔ زِبُرج۔ سونا، ہر خوبصورت چیز۔

34 ۔ بُرثُن۔ پنجہ

35 ۔ قِمَطر کتابیں۔

36 ۔ جُخُدب۔ بہت فربہ۔

37 ۔ جُنَدِل۔ پتھریلی زمین۔

38 ۔ عُلَبِط۔ بکریوں کا ریوڑ۔

اسم خماسی مجرد کی ابنیہ

عقلی تقسیم کا تقاضا ہے کہ اسم خماسی مجرد کی ۱۹۲ ابنیہ ہوں اور وہ اس طرح کہ رباعی کی ابنیہ کو لام ثانی کے چار احوال سے ضرب دی جائے تو حاصل ۱۹۲ آتا ہے لیکن ثقیل ہونے کی بنا پر باقی کو ساقط کر دیا گیا (جاربردی) اور چار اوزان کو باقی رکھا گیا:

۱۔ فَعَلَّل جیسے سَفَرْجَل[39]۔

۲۔ فعلُلّ جیسے قِرْطَعْب[40]۔

۳۔ فَعْلَلِل جیسے جَحْمَرِش[41]۔

٤۔ فُعَلِّل جیسے قُذَعْمِل[42]۔

فائدہ: امام سیبویہ اور جمہور نحاۃ کے نزدیک رباعی اور خماسی مستقل اقسام ہیں لیکن امام کسائی اور امام فراء کے نزدیک یہ دونوں ثلاثی مزید کی قسمیں ہیں۔ رضی

قولہ: وَلم يَجِيء فِي الخماسي إِلَّا عضْرَفوطٌ ۔۔۔

ش: خماسی مزید چونکہ تھوڑے تھے اس لیے ابن حاجب رحمہ اللہ نے وہ گنوا دیے۔ خماسی مزید کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر میں یا ماقبل آخر میں ایک حرف مدزیادہ کر دیا جائے قالہ کمال۔ ابن حاجب رحمہ اللہ نے پانچ اوزان ذکر کیے ہیں۔

---

39 ۔ سَفَرْجَل۔ ایک پھل کا نام

40 ۔ قِرْطَعْب کوئی سی تھوڑی چیز۔

41 ۔ جَحْمَرِش، بوڑھیا

42 ۔ قُذَعْمِل فربہ اونٹ

۱۔ فَعَلَلُول جیسے عَضْرَفُوط[43]۔

۲۔ فُعَلَلِیل جیسے خُزَعْبِیل[44]۔

۳۔ فِعَلَّول جیسے قِرْطَبُوس[45]۔

٤۔ فَعَلَّلاً جیسے قَبَعْثَرىً[46]۔

٥۔ فَعَلَلِیل جیسے خَنْدَرِیس[47]۔

فائدہ: خندریس کے بعد علی الاکثر فرمایا (جس کا مطلب ہے اکثر صرفیوں کے نزدیک یہی وزن ہے) کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک خندریس کا وزن فَنْعَلِیل ہے یعنی نون زائدہ ہے۔

احوال ابنیہ کا بیان

متن

وأحوالُ الْأَبْنِيَة قد تكونُ للْحَاجةِ كالماضي والمضارعِ وَالْأَمرِ وَاسمِ الْفَاعِل وَاسم الْمَفْعُولِ وَالصّفةِ المشبهةِ وَافعلَ التَّفْضِيلِ والمصدرِ واسمي الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ والآلةِ والمصغرِ والمنسوبِ وَالْجمعِ والتقاءِ الساكنينِ والابتداءِ وَالْوَقْفِ وَقد تكون للتوسُّع كالمقصورِ والممدودِ وَذي الزِّيَادَة وَقد تكون للمجانسةِ كالإمالةِ وَقد تكونُ للاستثقال كتخفيف الْهمزَةِ والإعلالِ و الإبدالِ والإدغامِ والحذفِ۔

---

43 ۔ عَضْرَفُوط۔ چھپکلی کے مشابہ ایک جانور

44 ۔ خُزَعْبِیل۔ باطل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

45 ۔ قِرْطَبُوس۔ بڑی سخت مصیبت۔

46 ۔ قَبَعْثَرى۔ مضبوط اونٹ۔

47 ۔ خَنْدَرِیس۔ پرانی شراب۔

شرح

اب تک ابنیہ کا بیان چل رہا تھا اب احوال ابنیہ کو ذکر کرنے لگے ہیں فرماتے ہیں ابنیہ پر جو احوال طاری ہوتے ہیں اس کے مختلف اسباب ہیں۔

۔ کبھی وہ احوال اس لیے طاری ہوتے ہیں کہ ضرورت ہوتی ہے۔ ضرورت کی دو قسمیں ہیں ضرورت لفظی اور ضرورت معنوی۔

ضرورت معنوی کا مطلب یہ ہے کہ معنی میں تغیر کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے حال طاری ہوتا ہے جیسے ماضی ۔مضارع ،امر ،اسم فاعل،اسم مفعول ،صفت مشبہ،افعل التفضیل،مصدر،اسم زمان،اسم مکان،اسم الہ،مصغر،اسم منسوب اور جمع۔

ضرورت لفظی کا مطلب ہے کہ جس کے بغیر کلمہ کا تلفظ درست نہ ہو یا ممکن ہی نہ ہو جیسے التقاء ساکنین کیونکہ اس ضرورت کا اعتبار کیے بغیر بعض دفعہ کلمہ کا تلفظ کرنا ہی ممکن نہیں رہتا۔

۔ پھر ضرورت لفظی کبھی تو لازم ہوتی ہے جیسے پہلی دو مثالوں میں اور کبھی استحسانی ہوتی ہے جیسے وقف۔ وقف میں ضرورت استحسانی اس طرح ہے کہ وقف نہ کرنے سے بھی کلمہ پر کوئی فرق نہیں پڑھتا۔

۔ کبھی احوال توسع کے لیے طاری ہوتے ہیں تاکہ کلام میں وسعت حاصل ہو جائے مثلاً ایک ہی معنی کے لیے کبھی کلام مقصور، کبھی ممدود، کبھی مجرد اور، کبھی مزید لایا جاتا ہے۔

۔ کبھی حال مجانست کے لیے طاری ہوتا ہے جیسے امالہ،

۔ کبھی کلمہ کے ثقیل ہونے کی بنا پر حال طاری ہوتا ہے جیسے تخفیف ہمزہ، اعلال، ابدال، ادغام ،اور حذف۔

ماضی کا بیان

متن

للثلاثي الْمُجَرّد ثَلَاثَة أبنية فعَل وَفعِل وَفعُل نَحْو ضربه وَقَتله وَجلسَ وَقعد وشرِبه ووِمقه[48] وَفَرِح ووثِق وكرُم وللمزيد فِيهِ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ بناءً مُلْحقٌ بدحرج نَحْو شملل وحوقل وبيطر وجهور وقلنس وقلسى وَ تكلم مُلْحق بتدحرج نَحْو تجلبب وتجَوْرب وتشيْطن وترهوك وتمسْكَن وتغافل وَتكلَّم وملحقٌ باحرنجم نَحْو اقعنْسَس واسْلنقٰى وَغير مُلْحق نَحْو أخرج وجرب وَقَاتل وَانْطَلق واقتدر واستخرج واشهابَّ و اشهبَّ واغْدَودَن واعلَوَّط واستكان قيل افتعل من السّكُون فالمدُّ شَاذٌ وَقيل استفعل مِن كَانَ فالمدُّ قياسيٌّ-

ثلاثی مجرد ماضی کی ابنیہ

۔ابن حاجب رحمہ اللہ نے جس ترتیب سے احوال ابنیہ کو ذکر کیا ہے اسی ترتیب سے ان کی تفصیل کتاب کے آخر تک ذکر کریں گے۔ چنانچہ حاجت معنویہ کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے اور اس میں ماضی کو ترتیب کے موافق سب سے مقدم رکھا۔

ماضی ثلاثی مجرد کی تین ابنیہ ہیں۔اور وہ اس طرح کہ ماضی کی ابنیہ میں اختلاف صرف وسط کی حرکات سے ہوتا ہے کیونکہ وضعی طور پر ماضی کی ابتداء ہمیشہ مفتوح ہوتی ہے اور آخر کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ حرکت بنائیہ کا محل ہے لھذا اختلاف ابنیہ صرف وسط ہی کے اعتبار سے ہو سکتا ہے اور وسط کی حرکات تین پس ماضی ثلاثی مجرد کی ابنیہ بھی تین ہیں۔

---

48 ۔وَمِقَہ۔ایک دوسرے سے محبت کرنا۔

فَعَل۔ فَعِل۔ فَعُل

ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلی بناء کی چار مثالیں دی ہیں دو فعل لازم کی اور دو فعل متعدی کی، پہلی دو مثالیں فعل متعدی کی اور دوسری دو فعل لازم کی ہیں پھر لازم اور متعدی مثالوں میں سے ہر پہلی مثال وہ ہے جن میں مضارع مکسور العین ہے اور ہر دوسری وہ ہے جس میں مضارع مضموم العین ہے۔ اسی طرح دوسری بناء کی چار مثالیں دی ہیں جن میں ہر پہلی وہ ہے جس میں مضارع مفتوح العین ہے اور ہر دوسری مکسور العین ہے اور فَعُل کی ایک مثال دی ہے کیونکہ اس کا مضارع صرف مضموم العین استعمال ہوتا ہے نیز یہ باب صرف لازمی استعمال ہوتا ہے۔

ثلاثی مزید ماضی کی ابنیہ

قولہ: وللمزید فِیهِ ---

ش: ثلاثی مزید فیہ کی کل ۲۵ ابنیہ ہیں، ۱۵ ملحق اور دس غیر ملحق۔

پندرہ ملحق ابنیہ میں سے چھ دحرج کے ساتھ ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ فَعْلَلَ جیسے شَمْلَلَ [49]

۲۔ فَوْعَلَ جیسے حَوْقَل [50]

۳۔ فَیْعَل جیسے بَیْطَر [51]

---

49 ۔ شَمْلَلَ۔ چست ہونا۔

50 ۔ حَوْقَلَ۔ عمر رسیدہ ہونا۔

51 ۔بَیْطَرَ۔ نعل بند کرنا۔

٤۔ فَوْعَلَ جیسے جَہْوَرَ[52]

٥۔ فَعْنَلَ جیسے قَلْنَسَ[53]

٦۔ فَعْلٰی جیسے قَلْسیٰ[54]

اور سات تدحرج کے ساتھ ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

١۔ تَفَعْلَلَ جیسے تَجَلْبَبَ[55]۔

٢۔ تَفَوْعَلَ جیسے تَجَوْرَبَ[56]۔

٣۔ تَفَیْعَلَ جیسے تَشَیْطَنَ[57]۔

٤۔ تَفَوْعَلَ جیسے تَرَہْوَکَ[58]۔

٥۔ تَمَفْعَلَ جیسے تَمَسْکَنَ[59]۔

٦۔ تَفَاعَلَ جیسے تَغَافَلَ۔

٧۔ تَفَعَّلَ جیسے تَکَلَّمَ۔

---

52 ۔ جَہْوَرَ۔ بلند آواز والا ہونا۔

53 ۔ قَلْنَسَ۔ ٹوپی پہننا۔

54 ۔ قَلْسیٰ۔ ٹوپی پہننا۔

55 ۔ تَجَلْبَبَ۔ بڑی چادر اوڑھنا۔

56 ۔ تَجَوْرَبَ۔ جراب پہننا۔

57 ۔ تَشَیْطَنَ۔ برا کام کرنا۔

58 ۔ تَرَہْوَکَ۔ متکبرانہ چال چلنا۔

59 ۔ تَمَسْکَنَ۔ مسکنت ظاہر کرنا۔

فائدہ:

آخری تین اوزان کے ملحق ہونے کے بارے میں علماء صرف نے مناقشہ کیا ہے ان میں سے پہلا تمسکن ہے جس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ اس میں میم الحاق کے لیے نہیں بلکہ اصلی ہونے کے وہم کی وجہ سے لائی گئی ہے کیونکہ مسکین کی میم میں یہ وہم موجود ہے کہ شاید یہ فاء کلمہ ہے۔ رہے تفعل اور تفاعل تو ان کے بارے میں زمخشری نے دعوی کیا ہے کہ یہ بھی ملحقات میں سے ہیں اور ابن حاجب اس پر راضی نظر آتے ہیں۔ لیکن اسے سہو قرار دیا گیا ہے کیونکہ اگر تفاعل کا الف الحاق کے لیے ہوتا تو قاعدہ کے موافق الف یاء سے بدل کر آیا ہوتا اور طرف میں واقع ہوتا۔ نیز اصلی وزن کی حفاظت کے لیے اس میں ادغام نہ ہو سکتا لیکن اس باب میں ادغام آیا ہے جیسے تمادّ معلوم ہوا یہ باب ملحق نہیں ہے۔ اسی طرح تفعل کے عین کلمہ میں ادغام کا ہونا اس کے عدم الحاق کی دلیل ہے بہر حال ۷ اور ٦ یہ کل تیرہ ہوگئے اور دو اخرنجم کے ساتھ ملحق ہیں۔

۱۔ اِفْعَنْلَلَ جیسے اِقْعَنْسَسَ۔

۲۔ اِفْعَنْلٰی جیسے اِسْلَنْقٰی[60]۔

یہ کل ۱۵ ابواب پورے ہوگیے۔

۔دس غیر ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اَفْعَلَ جیسے اَخْرَجَ۔

۲۔ فَعَّلَ جیسے جَرَّبَ۔

---

60 اِسْلَنْقٰی۔ گدی پر سونا۔

٣۔ فَاعَلَ جیسے قَاتَلَ۔

٤۔ اِنْفَعَلَ جیسے اِنْطَلَقَ۔

٥۔ اِفْتَعَلَ جیسے اِقْتَدَرَ۔

٦۔ اِسْتَفْعَلَ جیسے اِسْتَخْرَجَ۔

٧۔ اِفْعَالَّ جیسے اِشْهَابَّ۔

٨۔ اِفْعَلَّ جیسے اِشْهَبَّ[61]۔

٩۔ اِفْعَوْعَلَ جیسے اِغْدَوْدَنَ[62]۔

١٠۔ اِفْعَوَّلَ جیسے اِعْلَوَّطَ[63]۔

١٥ اور ١٠ کل ٢٥ ابنیہ پوری ہو گئی۔

قولہ: اِستكان قيل اِفتعل۔

ش: اَستكان[64] کون سا صیغہ ہے؟ کس باب سے ہے؟ چونکہ اس میں اختلاف تھا تو آخر میں بطور فائدہ اس کو ذکر کر دیا۔ ابن حاجب نے اس میں دو مذہب ذکر کیے ہیں:

۔ یہ باب افتعال سے ہے اصل میں استکن تھا الف اشباع کیلیے بڑھا دیا گیا تو استکان ہو گیا۔

---

61 ۔ اِشْهَبَّ، اِشْهَابَّ، سفیدی کا کالے رنگ پر غالب ہونا یعنی سیاہی مائل سفید رنگ والا ہونا۔

62 ۔ اِغْدَوْدَنَ۔ بالوں کا طویل ہونا

63 ۔ اِعْلَوَّطَ۔ البعیر اونٹ کی گردن پر لٹک کر سوار ہونا۔

64 ۔ اِسْتَكَانَ۔ اگر سکون سے ہو تو ساکن ہونا، کون سے ہو تو معنی ہے عاجزی کرن اور کین سے ہو تو مطلب ہے حقارت اور ذلت میں فرج کی طرح ہونا۔

۔یہ باب استفعال سے ہے اس صورت میں بعض کے نزدیک یہ کون سے مشتق ہے اور بعض کے نزدیک کین سے مشتق ہے۔ابن حاجب فرماتے ہیں اگر استکان باب افتعل سے ہو تو الف شاذ ہے اور اگر باب استفعل سے ہو تو الف واؤ سے بدل کر آنے کی وجہ سے قیاسی اور قانون کے مطابق ہے۔

خاصیات ابواب کا بیان

متن:

فَفعَل لمعانٍ كَثِيرَةٍ وَبَاب المغالبة يبْنٰى على فعلتُه أَفعُلُهُ بِالضَّمِّ نَحْو كارمني فكرمتُه أكْرِمُه إِلَّا بَاب وعدتُّ وبِعت ورميت فَإِنَّهُ أَفعِلهُ بِالْكَسْرِ وَعَن الْكسَائي فِي نَحْو شاعرته فشعرته أشعره بِالْفَتْح۔

خاصیات باب فعَل

مجرد اور مزید کی ابنیہ کے ذکر کے بعد اب اس بات کا بیان ہے کہ یہ ابنیہ کن کن معانی میں استعمال ہوتی ہیں بالفاظ دیگر یہاں سے خاصیات ابواب کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

ابن حاجب نے لکھا ہے کہ فَعَلَ کثیر معانی میں استعمال ہوتا ہے رضی نے لکھا ہے کہ بل استعمل فی جمیعھا اور وجہ یہ بیان کی کہ لفظ جب خفیف ہو تو اس کا استعمال کثیر ہوتا ہے۔

" **وَبَاب المغالبة يبْنٰى على فعلتُه أَفعُلهُ** "مطلب یہ ہے کہ جب یہ باب مضارع کی ضمہ کے ساتھ ہو یعنی فَعَلَ یَفْعُلُ ہو تو جو معنی اس باب کے ساتھ مختص ہے وہ مغالبہ ہے۔ مغالبہ کہتے ہیں مصدری معنی میں دو امروں میں سے ایک ایک کا دوسرے پر غالب آجانا جیسے کارمنی فکرمتہ " ہم دونوں نے ایک دوسرے کا اکرام کیا اور میں اکرام میں اس پر غالب آگیا"۔ پھر چونکہ مغالبہ کیلئے یہی باب مختص ہے تو اگر کسی اور فعل سے جو اس باب سے نہ ہو اور اس میں مغالبہ کا معنی لینا مطلوب ہو تو اُس فعل کو اس باب (فعَل یفعُل) کی طرف منتقل کر دیں گے۔

لیکن اگر مثال واوی سے مغالبہ کا معنی مطلوب ہو جیسے وعد یا اجوف اور ناقص یائی سے مطلوب ہو تو ان ابواب کو فعَل یفعُل کی طرف منتقل نہیں کریں گے بلکہ انہیں اپنے باب فعَل یفعِل پر

باقی رکھیں گے۔اسی طرح اگر مثال واوی اور ناقص یائی سے مغالبہ کا معنی مطلوب ہو اور ان کے ابواب فعَل یفعِل کے علاوہ دوسرے اوزان پر مبنی ہوں تو ان ابواب کو فعَل یفعِل کی طرف منتقل کر دیں گے کیونکہ ان انواع کے لیے یہی قانون مقرر ہے کہ جب ان کی ماضی مفتوح العین ہو تو مضارع مکسور العین ہو گا۔

اب اصل قانون سے (کہ باب مغالبہ صرف فعَل یفعُل سے آتا ہے) ایک استثناء تو یہ ہو گیا ۔اس کے علاوہ ایک استثناء امام کسائی نے بھی کیا اور وہ یہ کہ اگر باب کے عین یا لام کلمہ میں حروف حلقی میں کوئی حرف ہو تو اس وقت مضارع کو مفتوح العین لانا لازمی ہے۔امام کسائی کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ حلقی العین یا حلقی اللام باب کا مفتوح لانا لازم ہے۔لیکن ا مام کسائی کا یہ استثناء ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جس کے بھی عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہو گا تو اس کو فعَل یفعَل سے لانا لازم ہو گا۔لغت عرب میں مثالیں موجود ہیں کہ عین یا لام کلمہ حروف حلقی میں سے تھا لیکن پھر بھی اس باب کو یفعَل سے نہیں لایا گیا جیسے برأ یبرُء اور هنأ يهنِئ۔

متن

وَفعِل يكثُر فِيهِ الْعِلَلُ وَالْأَحْزَان وأضدادها كسقِمَ وَمرض وبرِيء وحزِن وَفَرِح وتجيء الألوان و العيوب والحلي كلهَا عَلَيْهِ وَقد جَاءَ أَدم وَسمر وعجف وحمق وخرق وعجم ورعن بِالْكَسْرِ وَالضَّم

خاصیات باب فعِل

باب فعِل اکثرلازمی استعمال ہوتا ہے نیز اس کی وضع اکثر اعراض اور ان کی اضداد کے لیے ہے جیسے امراض، غم، صحت خوشی۔ اسی طرح یہ باب الوان کے لیے بھی بہت استعمال ہوتا ہے مثلاً اَدِم گندم گو ہونا، اسی طرح عیون او حلی بھی اکثر اسی باب سے آتے ہیں جیسے عوِر بھینگا ہونا وغیرہ۔

فائدہ۔ حلی سے مراد وہ ظاہری علامات ہیں جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں جیسے شتِر اس کے لیے بولا جاتا ہے جس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا ہو۔

فائدہ۔رضی نے لکھا ہے کہ الوان کے لیے باب اَفعَلَّ اور اَفعالَّ کا استعمال اغلب ہے۔

قولہ۔ وَقد جَاءَ أَدم وَسمر ۔۔

ش: ابن حاجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فعِل باب کیطرح فعُل باب بھی کبھی الوان عیوب اور حلی کیلیے آتا ہے۔الوان کی مثال جیسے اَدم۔۔اسے فعُل باب سے بھی لایا جاتا ہے، عیوب کی مثال جیسے حمق۔۔ حلی کی مثال جیسے عجم۔

متن

وَفعُل لافعال الطبائع وَنَحْوِهَا كحسُن وقبح وَكبر وَصغُر ومن ثمَّ كَانَ لَازِماً وشذّ رحُبتك الدَّارُ أَي رَحبَتْ بك وَأما بَاب سدتُّه فَالصَّحِيح أَن الضَّم لبَيَان بَنَات الْوَاو لَا للنَّقْل وَكَذَلِكَ بَاب بِعته وراعَوا فِي بَاب خفت بَيَانَ الْبِنْيَةِ۔

خاصیات باب فعُل

فعُل اکثر ان خلقی اوصاف کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے حسُن حسین ہونا یا جیسے قبُح۔

ومن ثُمَّ کَانَ لَازِماً ۔یعنی چونکہ یہ افعال اپنے صاحب کو لازم ہوتے ہیں، متعدی نہیں ہوتے اسی لیے یہ باب بھی لازم آتا ہے۔

سوال۔ آپ نے کہا یہ باب لازم استعمال ہوتا ہے حالانکہ رحُبتک الدار میں متعدی استعمال ہوا ہے؟

جواب۔ مصنف فرماتے ہیں حقیقت میں یہ غیر متعدی ہے کیونکہ اصل میں رحُبت بک الدارُ تھا۔ پھر اختصار کیلئے ب کو حذف کر دیا گیا۔

فائدہ۔ رضی نے اس تاویل کو تعسف قرار دیا ہے اور اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ وسع کے معنی کو متضمن ہے اس وجہ سے متعدی ہے۔

سوال۔ سُدتُہٗ (اصل میں امام کسائی کے نزدیک سوُدتُہٗ تھا یعنی فعُل باب سے تھا بعد میں اس کی حرکت نقل کر کے فاء کو دیدی التقاء ساکنین کی وجہ سے واؤ گر گیا تو سدتہ ہو گیا تو یہ باب) باب فعُل سے ہونے کے باوجود متعدی آیا ہے۔

جواب۔ بعض صرفی حضرات نے اس کا جواب یہ دیا کہ سُدت اور بِعت اصل میں سوَدُتُ اور بَیَعْتُ تھے یعنی فعَل سے تھے۔ تو جب قانون کی وجہ سے عین کلمہ کو حذف کر کے اس کی حرکت کو نقل کیا جاتا تو واوی اور یائی میں کوئی فرق باقی نہ رہتا۔ لھذا اس فرق کو باقی رکھنے کے لیے علماء نے اولاً واوی میں عین کلمہ کو ضمہ اور یائی میں کسرہ دی پھر اس کی حرکت کو فاء کلمہ کی طرف منتقل کیا تو سُدتُّ اور بِعت ہو گیا۔

"فالصحیح" سے ابن حاجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ جواب درست نہیں، صحیح جواب یہ ہے کہ ابتداء میں عین کلمہ کی فتح کو نقل کیا گیا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے اس عین کلمہ حذف کر دیا

گیا پھر کلمہ کو واوی میں ضمہ دیا گیا تا کہ اس کے واوی ہونے پر دلالت کرے اور یائی میں فاء کلمہ کو کسرہ دی گئی تا کہ یائی ہونے پر دلالت کرے۔

باقی رہی پہلی بات تو وہ لفظاً اور معنیً دونوں طرح درست نہیں لفظاً تو اس وجہ سے درست نہیں کہ ایک باب سے دوسرے باب کی طرف انتقال لازم آتا ہے اور معنیً اس وجہ سے درست نہیں کہ ابواب کے معانی میں اختلاف ہے تو لفظ بدلنے سے معنی پر بھی فرق پڑے گا۔

سوال۔ اگر ضمہ واوی پر دلادت کرنے کے لیے دی گئی ہے تو خِفتُ میں کسرہ کیوں دی گئی ہے حالانکہ یہ بھی واوی ہے۔

جواب۔ خِفتُ میں کسرہ اس لیے دی گئی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ باب فعِل سے ہے اس صورت میں اگرچہ واوی اور یائی میں فرق تو نہیں ہو سکتا مگر باب معلوم ہو جاتا ہے جس کا پہچاننا واوی اور یائی کے فرق سے زیادہ اہم ہے کیونکہ واوی اور یائی کا فرق مضارع سے بھی معلوم ہو جائے گا۔

متن

وأفعَل للتعدية غَالِباً نَحْوُ أجلستُه وللتعريض نَحْو أبَعْتُه ولصيرورتِه كَذَا نَحْو أغدَّ الْبَعِير وَمِنْه أحصَد الزَّرْع ولوجودِه على صفةٍ نَحْو أحمدتُه وأبخلتُه وللسلب نَحْو أشكيتُه وَبِمَعْنى فعَل نَحْو قلتُه وأَقلتُه۔

خاصیات باب افعال

ابن حاجب نے اَفعَل کے ٦ خواص گنوائے ہیں:

۱۔ التعدیۃ: یعنی فعل لازم کے فاعل کو معنی جعل کا مفعول بنا دیا اس حال میں کہ یہ فاعل حدث کے لیے فاعل باقی رہے۔ جیسے اَجلستہ کہ اس کا معنی ہے میں نے اسکو بیٹھنے والا کر دیا ۔یہاں بیٹھنے والا جالس فعل کا مفعول اور اصل فعل جلوس کا فاعل ہے وھو المراد۔

۲۔ تعریض: مفعول کو محلِ ماخذ میں پیش کرنا جیسے اَبعتہ میں نے اس کو محل بیع میں پیش کر دیا ۔ماخذ سے مراد مادہ ہے۔

۳۔ صیرورت: شئی کا صاحب ماخذ ہونا جیسے اَغدَّ البَعِیرُ اونٹ پھوڑے والا ہو گیا یعنی اسے طاعون ہو گیا۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ احصد الزرع بھی صیرورت ہی سے ہے۔اس کی وضاحت اس لیے کی کیونکہ باقی صرفی اسے مستقل خاصہ شمار کرتے ہیں اور اس کو حینونت کہتے ہیں۔ حینونت کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا ماخذ کے وقت کو پہنچنا چنانچہ اس صورت میں اَحصَد الزرعُ کا مطلب ہو گا کھیتی کٹائی کے وقت کو پہنچ گئی اور اگر اس کو مصنف کے مذہب پر صیرورت سے بنایائے تو معنی ہو گا کھیتی کٹائی والی ہو گئی۔

٤۔ وجدان۔ یعنی کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ متصف پانا جیسے اَحْمَدتُہٗ میں نے اس کو حمد کرنے والا پایا اَبخلتہ میں نے اس کو بخیل پایا

٥۔ سلب: یعنی سلب ماخذ کیلیے جیسے اَشکیتُہ میں نے اس کی شکایت دور کر دی۔

٦۔ بمعنی فعَل: جیسے اَقلتہ بمعنی قُلتُہ۔

متن

وَفعَّل للتكثير غَالِبا نَحْو غلّقتُ وَقطّعتُ وجوّلت وطوّفت وَمَوّتَ المَالُ أَو للتعدية نَحْو فرَّحته وَمِنْه فسَّقتُه وللسلبِ نَحْو جلَّدت الْبَعِير وقرَّدتُه وَبِمَعْنى فعَل نَحْو زِلتُه وزيَّلتُه۔

خاصیات باب فعّل

مصنف نے فعّل کے ٤ خواص بیان کیے ہیں:

١۔ تکثیر: مفعول کی تکثیر مراد ہونا جیسے غَلَّقْتُ الابوابَ۔ میں نے بہت زیادہ دروازے بند کیے یا بہت بار بند کیے۔ قَطَّعتُ، میں نے بہت زیادہ ٹکڑے کیے جولت بہت زیادہ گھوما۔ موَّتَ المالُ اونٹ بہت زیادہ مر گئے۔ وغیرہ

٢۔ تعدیہ: جیسے فرَّحتُہ میں نے اس کو خوش کر دیا۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ فَسَّقتہ بھی اسی سے ہے اس صورت میں معنی ہو گا میں نے اس کو فاسق بنا دیا لیکن دوسرے صرفی حضرات نے اس کو مستقل قسم بنایا ہے جس کا نام نسبت رکھا ہے یعنی مفعول کو اصل فعل کی طرف منسوب کرنا اس صورت میں فسقتہ کا ترجمہ ہو گا میں نے اسے فسق کی طرف منسوب کیا۔

٣۔ سلب: جیسے جلَّدتُّ البَعِیر۔ میں نے اونٹ کی کھال اتاری قرَّدتُّہ میں نے اس سے چچڑیاں دور کی۔

٤۔ بمعنی فعل: جیسے زیلتہ بمعنی زلتہ۔

متن

وفاعَل لنسبةِ أَصله إِلَى أحد الْأَمريْنِ مُتَعَلقًا بِالْآخرِ للمشاركة صَرِيحًا فَيَجِيء الْعَكْسُ ضمنًا نَحْو ضاربته وشاركته وَمن ثمَّ جَاءَ غيرُ الْمُتَعَدِّي مُتَعَدِّياً نَحْو كارمته وشاعرته والمتعدي إِلَى وَاحِد مُغَايرٍ للمفاعل مُتَعَدِّيا إِلَى اثْنَيْنِ نَحْو جاذبتُه الثَّوْبَ بِخِلَاف شاتمته وَبِمَعْنى فعَّل نَحْو ضاعفت وَبِمَعْنى فعَل نَحْو سَافرت۔

خاصیات باب فاعل

فاعل باب کے تین خواص بیان ہوئے ہیں:

۱۔ مشارکت: مطلب یہ ہے کہ مصدر کی نسبت دو امروں کی طرف ہو(بایں معنی کہ دونوں امر مصدر میں شریک ہوں) لیکن مصدر کی نسبت ایک کی طرح صراحتاً ہو اور دوسرے کی طرف ضمناً۔ بالفاظ دیگر دو کامل کر کام کرنا کہ ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی اگرچہ ظاہر ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہو۔ جیسے ضاربتہ میں نے اسے مارا اور اس نے مجھے۔ اسی طرح شارکتہ ہم ایکدوسرے کے شرک بنے۔ اسی بنا پر اگر فعل ثلاثی جس سے فاعل بنایا جائے غیر متعدی ہو تو فاعل بننے پر وہ متعدی ہو جائے گا جیسے کرم سے کارمتہ اور اگر متعدی بیک مفعول ہو تو اس صورت میں متعدی بدو مفعول ہو جائے گا۔ جیسے جاذبتہ الثوب۔ متعدی بیک مفعول کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں کہ اگر اصل فعل ایک مفعول کی طرف متعدی تھا اور وہ مفعول فاعل کے ساتھ مفاعلت میں شریک نہیں ہو سکتا جیسے جذبت الثوب تو ایسی صورت میں جب اس کو فاعل باب پر لے جائیں گے تو یہ متعدی بدو مفعول آئے گا تاکہ معنی درست رہے لیکن اگر یہ مفعول فاعل کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے جیسے شاتمت زیدا کہ زید بھی شتم

میں شرکت کر سکتا ہے تو باب مفاعلہ پر لے جانے کے بعد اس کو متعدی بدو مفعول نہیں لائیں گے بلکہ بیک مفعول ہی رہنے دیں گے۔

۲۔ بمعنی فعَّل: جیسے ضاعفت بمعنی ضعف۔

۳۔ بمعنی فعل: جیسے سافرت بمعنی سفر۔

متن

وتفاعل لمشاركة أَمريْن فَصَاعِدًا فِي اصله صَرِيحًا نَحْو تشارَكا وَمِن ثَمَّ نقَص مَفْعُولاً عَن فَاعَل ولِيدلّ على أَن الْفَاعِلَ أظهرُ أَن أَصلَه حَاصِلٌ لَهُ وَهُوَ مُنْتَفٍ نَحْو تجاهَل وتغَافل وَبِمَعْنى فعَل نَحْو توانيت ومطاوِعُ فَاعَل نَحْو باعدته فتباعد۔

خاصیات بابِ تفاعل

اس کے کل چار خواص ہیں:

۱۔ صراحتاً اصل فعل میں دو امروں کی شرکت کے لیے آتا ہے یعنی مصدر میں دو امر صراحتا شریک ہیں جیسے تشارکا ان دونوں نے شرکت کی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اس کو فاعل سے بنائیں تو فاعل سے مفعول کو کم کر دیتا ہے کیونکہ فاعل میں دوسرے امر کی نسبت مصدر کے ساتھ ضمناً تھی اور اس میں صرحتاً ہے۔

۲۔ تخییل: یعنی فاعل کا ظاہر کرنا کہ اصل فعل اس کو حاصل ہے حالانکہ ایسا نہ ہو۔ جیسے تجاہل اس نے جہالت کو ظاہر کیا۔

۳۔ بمعنی فعل۔

٤۔ مطاوع فاعل: یعنی فاعل کے بعد آنا اس غرض سے کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے جیسے باعدتُہ فتباعَد میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہو گیا۔

متن

وَتفعّلَ لمطاوعةِ فعل نَحْو كَسرتُه فتكسَّر وللتكلُّف نَحْو تشجّع وتحلّم وللاتخاذ نَحْو توسَّـــد وللتجنب نَحْو تأثّم وتحرّج وللعمل المتكرر فِي مهلة نَحْو تجرّعتُه وَمِنْه تفهم وَبِمَعْنى استفعل نَحْو تكبر وتعظم۔

خاصیات باب تفعُّل

باب تفعل کے ٦ خاصیات ہیں:

١۔ مطاوع فعَّل: جیسے کسرتہ فتکسر میں اسے توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔

٢۔ تکلف: ماخذ میں تصنع اور بناوٹ ظاہر کرنا جیسے تشجع، وہ بتکلف بہادر بنا۔

٣۔ اتخاذ: کسی چیز کو بنانا ماخذ میں لینا جیسے توسّد، اس نے تکیہ لیا۔

٤۔ تجنب: ماخذ سے پرہیز کرنا جیسے تأثّم، اس نے گناہ سے پرہیز کیا۔

٥۔ عمل متکرر فی مہلۃ: یعنی کسی کام کو آہستہ آہستہ کرنا جیسے تجرعتہ، میں نے اسے گھونٹ گھونٹ پیا۔ مصنف نے "منہ تفہم" اس لیے فرمایا کہ یہ معنی تفہم میں ظاہر نہیں ہے کیونکہ وہ معقولات

سے ہے۔

٦۔ بمعنی استفعل: جیسے تکبر اس نے بڑائی چاہی۔

متن

وانفعل لَازمٌ مُطَاوِعُ فعَل نَحْو كَسرته فانكسر وَقد جَاءَ مُطَاوِعُ افْعَل نحو اسفقته فانسفق وأزعجتُه فانزَعَج قَلِيلاً وَيُخْتَصُّ بالعلاجِ والتأثيرِ وَمِن ثَمَّ قيل انْعَدم خطأٌ۔

خاصیات باب انفعال

باب انفعال صرف لازم استعمال ہوتا ہے اور اغلب اس میں یہ ہے کہ فعَل کا مطاوع ہوتا ہے بشرطیکہ فعَل افعال ظاہرہ سے ہو جیسے کسرتہٗ فانکسَر میں اس کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا اور کبھی کبھی افعَل کے بھی مطاوع ہوتا ہے جیسے اَسفقتُہٗ فانْسَفَق۔ میں دروازہ بند کیا تو وہ بند ہو گیا اور جیسے اَزعَجتُہٗ فانْزعج میں اسے اکھاڑا تو وہ اکھڑ گیا لیکن افعَل کا مطاوع بہت کم آتا ہے۔

باب انفعال افعال ظاہرہ اور ظاہری تاثیر کے ساتھ خاص ہے اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ لفظ انعدم استعمال کرنا خطا ہے کیونکہ نہ یہ افعال ظاہرہ کے ساتھ مختص ہے اور نہ ہی اس میں تاثیر والا معنی پایا جاتا ہے۔

متن

وافتعل للمطاوعةِ غَالِبا نَحْو غمَمتُه فَاغْتَمَّ وللاتخاذ نَحْو اشتوٰى وللمفاعلةِ نَحْواجتوَروا واختصموا وللتصرف نَحْو اكْتسَبوا۔

خاصیات باب افتعال

باب افتعال کے چار خواص ہیں یعنی چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

١۔ مطاوعت: جیسے غممتہ فاغتم میں نے اس کو غم میں ڈالا تو وہ غم پڑ گیا۔

٢۔ اتخاذ: جیسے اشتوی، اس نے گوشت بھونا۔

٣۔ بمعنی تفاعل: جیسے اجتور بمعنی تجاور۔

٤۔ تصرف: یعنی ماخذ کے حصول میں محنت کرنا جیسے اکتسب اس نے کسب میں محنت کی۔

متن

استفعل للسؤال غَالِباً إِمَّا صَرِيحًا نَحْو استكْتَبْتُه أَو تَقْديرا نَحْو استخرجته وللتحوُّل نَحْو استحجر الطين و (إِنَّ البُغَاثَ بأرضِنا تَسْتَنْسِر)وَبِمَعْنى فعَل نَحْو قر وَاسْتقر۔

خاصیات باب استفعال

استفعال باب کے تین خواص ہیں:

١۔ اکثر سوال کیلیے آتا ہے خواہ سوال صراحتاً ہو جیسے استکتبتہ میں نے اس کو لکھوانا چاہا یا سوال تقدیراً ہو جیسے استخرجت الوتدَ میں نے میخ نکالنا چاہی۔ یہاں حقیقت میں سوال ممتنع ہے لھذا بمنزلہ طلب کے اتار کر کہ دیا گیا۔

٢۔ تحوّل: ماہیت، یا صفت بن کر ماخذ بن جانا جیسے استحجر الطین، مٹی پتھر بن گئی۔ یا جیسے شعر میں تستنسر کا لفظ:

ع۔ وأن البغاث بارضنا تستنسر

ترجمہ: بیشک بغاث پرندہ ہماری زمین میں نسر بن جاتا ہے۔

٣۔ بمعنی فعَل: جیسے استقرّ بمعنی قرّ۔

متن

وللرباعي الْمُجَرّد بِنَاءٌ وَاحِد نَحْو دحرجتُه ودربَخ أَي ذلّ وللمزيد فِيهِ ثَلَاثَة نَحْو تدحرج واحرنجم واقشعرَّ وَهِي لَازِمَة۔

رباعی مجرد اور مزید کی ابنیہ

ثلاثی مجرد و مزید کے ماضی کی ابنیہ کا بیان مکمل ہو چکا اب رباعی مجرد و مزید کی ماضی کی ابنیہ کو ذکر فرمارہے ہیں۔رباعی مجرد کی ایک بناء ہے پھر یہ کبھی لازم آتا ہے جیسے دربَخ سر جھکانا اور کبھی متعدی جیسے دحرجتہ۔اور رباعی مزید کی تین ابنیہ ہیں:

۱۔ تفَعْلَلَ جیسے تدحُرَج۔

۲۔ اِفْعَنْلَلَ جیسے اِحْرنْجَم۔

۳۔ اِفْعَلَلَّ جیسے اِقْشَعَرّ۔

یہ باب لازم استعمال ہوتے ہیں۔

مضارع کی ابنیہ

متن

الْمُضَارع بِزِيَادَة حرف المضارعة على الْمَاضِي فَإِن كَانَ مُجَردا على فعل كُسِرت عينه أَو ضُمّت أَو فتِحت إِن كَانَ الْعين أَو اللَّام حرفَ حلق غيرَ ألف وشذّ أَبي يَأْبَى وَأما قلٰى يقلٰى فعامريةٌ وركَن يركَن من التَّدَاخُل ولزموا الضَّمَ فِي الأجوف بِالْوَاو والمنقوص بهَا وَالْكَسْرَ فيهمَا بِالْيَاءِ وَمن قَالَ طوَّحت وأطوَحُ وتوّهت وأتوَهُ فطاح يطيح وتاه يتيه شَاذ عِنْده أَو من التَّدَاخُل وَلم يضموا فِي الْمِثَال وَوجد يجُد ضَعِيف ولزموا الضَّم فِي المضاعف الْمُتَعَدِّي نَحْو يشدّ ويمدُّ وَجَاء بِالْكَسْرِ فِي يشِدّه ويعِلُّه ويهِمّه ولزِموه فِي حبه يَحِبُّهُ وَهُوَ قَلِيل وَإِن كَانَ على فعِل فتِحت عينُه أَو كسِرت إِن كَانَ مِثَالا وطيِّئٌ تقول فِي بَاب بَقِي يبْقى بقٰى يبْقى وَأما فضِل يفضُل وَنعِم ينعُم فَمن التَّدَاخُل وَإِن كَانَ على فعُل ضُمّت عينه وَإِن كَانَ غيرُ ذَلِك كسِر مَا قبل الآخر مَا لم يكن أول ماضيه تَاءً زَائِدَة نَحْو تعلَّم وتجاهل فَلَا يُغيَّر أَو لم تكن اللَّام مكرَّرةً نَحْو احمرَّ واحمارَّ فتدغم وَمن ثمَّ كَانَ أصلُ مضارِع أفعل يؤفعل إِلَّا أَنه رُفِض لما لزم من توالي همزتين فِي الْمُتَكَلّم فَخُفِّفَ الْجَمِيع وَقَوله(فَإِنَّهُ أهل لِأَن يؤكرما ...) شَاذ وَالْأَمر وَاسم الْفَاعِل وَاسم الْمَفْعُول وأفعل التَّفْضِيل تقدّمت۔

شرح

مضارع وہ فعل ہے جو زمان متکلم یا زمان متکلم کے بعد حدوث شئ پر دلالت کرے مصنف نے مضارع کی تعریف کافیہ میں ذکر کی ہے یہاں اس بات کو ذکر کرتے ہیں کہ مضارع کیسے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ مضارع حروف مضارعت کو ماضی پر بڑھانے سے

حاصل ہوتا ہے حروف مضارعت ٤ ہیں جن کا مجموعہ اتین ہے۔ پھر آگے مضارع کی ابنیہ ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

مضارع مجرد کے ابواب کا ہوگا یا مزید کے ابواب کا

١۔ مجرد سے مضارع کی کل ٦ ابنیہ ہیں عقلی تقسیم نو کا تقاضا کرتی ہیں اور وہ اس طرح کہ ماضی کے تین حالات ہیں اور مضارع کے بھی تین تو تین کو تین میں ضرب دیا کل نو احوال حاصل ہوئے ان میں تین ابواب ساقط ہیں۔

١۔ فعِل یفعُل۔

٢۔ فعُل یفعِل۔

٣۔ فعُل یفعَل۔

باقی چھ بچ گئے جو درج ذیل ہیں:

١۔ فعَل یفعِل۔

٢۔ فعَل یفعَل۔ جب عین یا لام کلمہ حروف حلقی ہوں۔

٣۔ فعَل یفعُل۔

٤۔ فعِل یفعَل۔

٥۔ فعِل یفعِل۔ اس باب کے لیے ابن حاجب نے یہ شرط لگائی ہے کہ یہ مثال واوی ہے۔

٦۔ فعُل یفعُل۔

اور اگر مضارع مزید سے ہو تو یہاں قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ کہ اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ یا لام مکرر نہ ہو تو ما قبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اور اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ ہو تو مضارع

میں کوئی تغیر نہیں کرتے اور اگر لام مکرر ہوا تو ان میں ادغام کرتے ہیں، یہ کل عبارت کا خلاصہ ہوا۔

قولہ: وشذّ أبي يأْبَى ---

ش: ابن حاجب رحمہ اللہ نے ذکر کیا تھا کہ ماضی مفتوح العین کے ساتھ مضارع مفتوح تب آئے گا جب عین یا لام کلمہ حروف حلقی سے ہوں اور ان میں الف نہ ہو۔ اس قاعدہ پر تین سوال ہوتے تھے جن کے جواب یہاں سے شروع ہوتے ہیں۔

سوال اول۔ اَبی یأبیٰ میں عین یا لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف حلقی نہیں ہے اور الف بھی موجود ہے پھر بھی فعَل یفعَل کے وزن پر لایا گیا ہے؟

جواب۔ یہ شاذ ہے۔

سوال دوم۔ قلیٰ یقلیٰ الف پائے جانے کے باوجود فعَل یفعَل کے وزن پر ہے؟

جواب: قبیلہ عامر کی لغت میں یہ یفعَل آیا ہے ورنہ عام اور مشہور بکسر العین یقِلی ہے۔

سوال سوم۔ رکَن یرکَن حروف حلقی کے نہ پائے جانے کے باوجود یفعَل کے وزن پر آیا ہے؟

جواب۔ یہ تداخل لغتین سے ہے اور وہ اس طرح کہ یہ دو اوزان سے آتا ہے فعَل یفعُل اور فعِل یفعَل تو یہاں ماضی اول وزن سے اور مضارع ثانی وزن سے لیا گیا تو یہ بن گیا۔

قولہ:۔ولزموا الضَّمَ فِي الأجوف ---

ش: عین کلمہ میں ضمہ اور کسرہ کبھی تو سماعی ہوتا ہے جیسے نصر ینصُر اور ضرب یضرِب اور کبھی قیاسی ہوتا ہے یہاں سے قیاسی کا ذکر شروع ہو رہا ہے ابن حاجب نے قیاسی کے تقریباً چار قواعد بیان کیے ہیں۔

۱۔اجوف واوی اور ناقص واوی مضارع کے عین کلمہ کو ضمہ دینالازم ہے۔

۲۔اجوف یائی اور ناقص یائی میں مضارع کے عین کلمہ کو کسرہ دینالازم ہے۔

سوال۔ طوحت اور توہت باب استعمال ہوتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مجرد طاح اجوف واوی ہے اور آپ کے قاعدہ کے مطابق مجرد کا مضارع طاح سے یطوح آنا چاہیے حالانکہ یہ طاح یطیح آتا ہے علی ھذ القیاس تاہ یتیہ ؟

جواب۔جی ہاں ہوناتو طاح یطوح ہی چاہیے لیکن طاح یطیح پڑھا گیا یہ شاذ ہے۔یا تداخل لغتین پر مبنی ہے اس طرح کہ طاح اجوف واوی سے آگیا اور یطیح اجوف یائی سے۔پھر یہ شاذ اس کے نزدیک ہو گا جس نے طوحت اور توہت پڑھا ہے اور جس نے طیحت اور تیہت پڑھا ہے اس کے نزدیک شاذ کہنے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ۔ یہاں تداخل کا قول کرنا ضعیف ہے کیونکہ ثقہ نحاۃ نے تصریح کی ہے کہ ان ابواب کے ماضی کے ساتھ جب تِ ضمیر لگتی ہے تو ان کا فاء کلمہ کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو اگر طاح اجوف واوی سے ہوتا توت ضمیر لگنے کے بعد اس کا فاء کلمہ مضموم ہوتا معلوم ہوا کہ تداخل کا قول درست نہیں۔

۳۔مثال کے مضارع میں عین کلمہ کو ضمہ نہیں دیا جائے گا۔

سوال وجد یجُد کو ضمہ دیا گیا ہے جیسا کہ شاعر کے قول میں:

لو شئتِ قد نقع الفؤاد بشربة

تدع الصوادی لایجُدن غليلا

جواب۔یہ ضعیف ہے۔

٤۔مضاعف متعدی کے مضارع میں عین کلمہ کو ضمہ دینالازم ہے جیسے شدیشدُّہ جو اصل میں یشدُدُہ تھا

پھر مضاعف متعدی میں کبھی کسرہ بھی آئی ہے جیسے یسدہ وغیرہ حبَّ یحِبُّ میں تو کسرہ کو لازم کہا گیاہے مگر کسرہ قلیل ہے لھذا اس کی وجہ سے قاعدہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قولہ۔وطیّ تقول۔۔

ش،ناقص یائی جو فعِل وزن پر ہو تو طی قبیلہ والے کسرہ کو فتحہ سے اور پھر یا کو الف سے تبدیل کر دیتے ہیں چنانچہ وہ بَقِیَ یبقیٰ میں بقیٰ یبقیٰ پڑھتے ہیں۔

سوال۔آپ نے کہا تھا کہ اگر ماضی فعِل ہو تو مضارع یفعُل نہیں آسکتا ہے لیکن یہ دو باب اس زون پر موجود ہیں فضِل یفضُل اور نعِم ینعُم۔

جواب ان دونوں ابواب میں تداخل لغتین ہے اور وہ اس طرح کہ پہلا باب فعَل یفعُل اور فعِل یفعَل دونوں سے آتا ہے تو ماضی یہاں دوسرے باب کی اور مضارع پہلے باب سے ہے اسی طرح دوسرا باب فعِل یفعَل اور فعُل یفعُل سے آتا ہے تو پڑھنے والے نے مرکب کر کے پڑھ دیا۔

قولہ۔ومن ثم کان اصل مضارع۔۔۔

ش:ابن حاجب رحمہ اللہ نے اس بحث کے شروع میں فرمایا تھا کہ ماضی پر حروف مضارعت کے زائد کرنے سے مضارع بنتا ہے اب اسی قاعدہ پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر باب افعال کا مضارع یؤفعِل تھا لیکن اگر اس کو اسی حالت میں باقی رہنے دیا جاتا تو متکلم کے

صیغہ میں دو ہمزہ کا پہ درپہ آنا لازم آتا۔ اس وجہ سے پہلے متکلم کے صیغہ میں تخفیف کرکے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا پھر مضارع کے تمام صیغوں میں تبعًا یہ تخفیف کر دی گئی۔

پھر من ثم سے کلام لانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مضارع بنانے کا طریقہ ابن حاجب نے یہ ذکر کیا تھا کہ ماضی پر حروف مضارعت کی زیادتی کی جائے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید ماضی کے کسی بھی حرف کو کم نہ کیا جائے گا اب یہاں باب افعال کے مضارع سے اشکال پیدا ہو سکتا تھا کیونکہ یہاں ماضی کے ایک حرف ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے تو اس اشکال کے دفع کے لیے یہ کلام لایا گیا واللہ اعلم۔

صفت مشبہ کی ابنیہ

متن

الصِّفَةُ المُشَبَّهةُ من نَحْو فَرِح على فَرِح غَالِبا وَقد جَاءَ مَعَه فِي بَعْضهَا الضَّمُّ نَحْو ندس وحذر وَعجل وَجَاءَت على سليم وشكْسٍ وحُرِّ وصِفْر وغَيُور وَمن الألوان والعيوب والحُلِي على أفعَل وَمن نَحْو كرم على كريم غَالِبا وَجَاءَت على خَشِن وَحسَن وصعْب وصُلْب وجَبَانٍ وشُجَاع ووَقُور وجُنُب وَهِي من فعَل قَليلَةٌ وَقد جَاءَت نَحْوَ حَرِيص وأشيَبَ وضَيِّق وتجيء من الجْمِيع بِمَعْنى الجُوع والعطش وضدهما على فعلان نَحْو جَوْعانَ وشَبعانَ وعَطشانَ وريَّانَ۔

شرح

شافیہ کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔صفت مشبہ فَعِل باب سے ۹ ابنیہ پر آتی ہے۔۸ کا یہاں ذکر ہے اور نویں مشترک بنا کے طور پر مستقل بیان کی گئی ہے۔

۱۔اکثر فَعِل وزن پر آتی ہے جیسے فرح۔

۲۔بعض فَعِل اوزان میں فَعُل وزن پر بھی آئی ہے جیسے ندس۔ کہ دال کے ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

۳۔فعیل جیسے سلیم۔

٤۔فَعْل جیسے شَکْس۔

٥۔فُعْل جیسے حُرٌّ۔

٦۔فِعْل جیسے صِفْر۔

۷۔فَعُول جیسے غَیُور۔

۸۔جن میں لون یا عیب کا معنی ہو یا کسی ظاہری صفت کا معنی پایا جائے وہاں اَفعل وزن پر آتی ہے

۲۔فعُل سے صفت مشبہ کی ۱۰ ابنیہ ہیں ۹ کا یہاں ذکر ہے اور ایک کا مشترک بناء کے طور پر مستقل ذکر آئے گا۔ بہر حال نو یہ ہیں۔

۱۔ فعیل جیسے کریم فعُل کی صفت مشبہ اکثر اسی وزن پر آتی ہے۔

۲۔فعِل جیسے خشِن۔

۳۔فعَل جیسے حسَن،اچھا۔

٤۔فعُل جیسے صعُب۔

٥۔فُعُل جیسے صلُب۔

٦۔فَعال جیسے جَبان۔

۷۔فُعال جیسے شُجاع۔

۸۔فَعُول جیسے وَقور۔

۹۔فُعُل جیسے جنُب۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ فَعَل سے صفت مشبہ کم آئی ہے اور جو آئی ہے وہ فعیل اَفعل اور فیعل کے اوزان پر آئی ہے جیسے مریض۔ اَشیب، سفید سر اور ضیّق۔

اور ایک بناماضی کے تینوں صیغوں میں مشترک ہے جو ہر ایک سے آجاتی ہے اور وہ فعلان ہے لیکن تب ہے جب کہ وہ باب حرارت بطن یا امتلاء بطن کے معنی پر مشتمل ہو اس صورت میں اس وزن پر صفت مشبہ آئے گی جیسے عطشان [65]، ریّان [66] وغیرہ۔

فائدہ۔۔جو فعِل باطنی امراض پر دلالت کرے جیسے وجِع یا باطنی عیب پر دلالت کرے جیسے لِحز [67] تو قیاس ان میں یہی ہے کہ کہ ان کی صفت مشبہ فعِل کے وزن پر ہو۔ لھذا مذکورہ افعال کی صفت مشبہ وجِع اور لِحز آئے گی۔

---

65 ۔پیاسا۔

66 ۔ سیراب۔

67 ۔ کنجوس ہونا

مصدر کی ابنیہ

متن

أَبنيةُ الثلاثي الْمُجَرّد كَثِيرَة نَحْوقتْل وَفِسْق وشُغل وَرَحْمَة ونِشدة وكُدرة وَدَعوى وذِكرٰى وبشرى ولِيَّانٍ وحِرمَانٍ وغُفران ونَزوانٍ وَطلَبٍ وخنِقٍ وَصِغرٍ وَهُدًى وَغَلَبَة وسرقة وَذَهَاب وصِراف وسؤال وزَهادة ودِراية وَدُخُول وَقبُول ووجيف وصَهوبة ومَدخل ومرجِع ومَسعاةٍ ومحَمِدة وبُغايةٍ وكراهية إِلَّا أَن الْغَالِب فِي فعل اللَّازِم نَحْو ركع على رُكُوع وَفِي الْمُتَعَدِّي نَحْو ضرب على ضرب وَفِي الصَّنَائِع وَنَحْوهَا نَحْو كتب على كِتَابَة وَفِي الِاضْطِرَاب نَحْو خَفَق على خفَقان وَفِي الْأَصْوَات نَحْو صرخَ على صُرَاخ وَقَالَ الْفراء إِذا جَاءَك فعل مِمَّا لم يسمع مصدره فاجعله فعلا للحجاز وفُعولا لنجدٍ وَنَحْو هدًى وقرًى مُخْتَصّ بالمنقوص وَنَحْو طلَب مُخْتَصّ بيفعُل إِلَّا جلَب الجَرْح والغلَب وَفعِل اللَّازِمُ نَحْو فَرح على فَرَح والمتعدي نَحْو جهِل على جهْل وَفِي الألوان والعيوب نَحْو سَمِر وأدِم على سُمْرَة وأُدْمة وَفعُل نَحْو كرُم على كَرَامَة غَالِبا وَ نحوعِظَمٍ كثيرا وكرَمٍ -

شرح

ش: ثلاثی مجرد سے مصدر کی ابنیہ بہت زیادہ ہیں نیز سماعی ہیں جن کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ یہ مسلک جمہور کا ہے امام سیبویہ کے نزدیک قیاسی ہیں اور ۳۲ ابنیہ میں منحصر ہیں۔ مراح الارواح میں ان کی یہی تعداد منقول ہے جبکہ مفتاح کے حوالے سے حاشیہ میں ۳۴ ابنیہ کا قول منقول ہے۔

ابن حاجب نے پہلے جمہور کے مذہب کے مطابق فرمایا کہ ثلاثی مجرد کی ابنیہ کثیر ہیں پھر امام سیبویہ کے مذہب کے مطابق ٣٤ ابنیہ کی مثالیں پیش کی۔ گویا ٣٤ مثالیں پیش کر کے کہا کہ یہ تو سیبویہ کے مسلک کے مطابق ہیں لیکن جمہور کے نزدیک ثلاثی مجرد کی ابنیہ اس میں بند نہیں بلکہ کثیر ہیں۔

قولہ:الا ان الغالب۔۔

ش:مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے مصدر کی ابنیہ کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں لیکن ضابطہ ان کے بارے میں موجود ہے چنانچہ مصنف نے کل ١٢ ضابطے بیان کیے ہیں جن میں سے آٹھ کا تعلق فعَل باب سے ہے ٣ کا فعِل سے اور ایک فعُل باب سے ہے۔

ضوابط ثمانیہ متعلقہ باب فعَل

١۔ فعَل لازم کا مصدر فُعُول وزن پر آتا ہے جیسے رکَع سے رُکُوع۔

٢۔ فعَل متعدی کا مصدر فعْل وزن پر آتا ہے جیسے ضرَب سے ضرْب۔

٣۔ جس فعَل میں صناعت اور حرفت یا حرفت کے مشابہ معنی پایا جائے اس کا مصدر **فِعَالۃ** کے وزن پر آتا ہے۔

٤۔ جس فعَل میں اضطراب کا معنی ہو اس کا مصدر فَعَلان وزن پر آتا ہے جیسے خفَق سے خفقان جیسے خفق الفؤاد۔ دل کا دھڑکنا۔

٥۔ جس فعَل میں اصوات کا معنی پایا جائے اس کا مصدر فُعَال وزن پر آتا ہے جیسے صرَخ سے صُراخ۔ زور سے چیخنا۔

٦۔امام فراء فرماتے ہیں کہ اگر کسی فعَل کا مصدر غیر مسموع ہو تو اس کو حجازیوں کے لیے فعُل وزن پر کر دو اور نجدیوں کے لیے فعُول کے وزن پر۔

۷۔فعَل کا مصدر فُعَل اور فِعَل کے وزن پر صرف ناقص میں آتا ہے جیسے ھُدیً اور قِریً۔ مگر یہ دونوں وزن قلیل ہیں کمافی شرح الکمال۔

۸۔جس فعَل کا مضارع یفعُل کے وزن پر ہو اس کا مصدر فعَل کے وزن پر آتا ہے نیز یہ مصدر اس باب کے ساتھ مختص ہے سوائے جلب یجلِب اور غلَب یغلِب ابواب کے، ان دونوں ابوب کا مضارع یفعِل پر ہونے کے باوجود ان کا مصدر فعَل وزن پر ہی آتا ہے۔

ضوابط ثلاثہ متعلقہ باب فعِل

١۔فعِل لازم کا مصدر فَعَل کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے فرِح سے فرَحاً۔

٢۔فعِل متعدی کا مصدر فَعْل وزن پر آتا ہے جیسے جھِل سے جَھْل۔

٣۔جس فعِل میں لون، یا عیب کا معنی پایا جائے اس کا مصدر فُعْلة کے وزن پر آتا ہے جیسے سَمِر سے سُمرَۃ۔

ضابطہ متعلقہ باب فَعُل

فَعُل باب کا مصدر اکثر فَعَالة وزن پر آتا ہے جیسے جیسے کرُم سے کرامۃ نیز بہت دفعہ فعِل اور فعَل پر آتا ہے۔

متن

والمزيد فِيهِ والرباعي قِيَاس فنحو أكْرم على إكرام وَنَحْو كرّم على تكريم وتكرمة وَجَاء كِذَّاب وَكِذَاب والتزموا الْحَذفَ والتعويضَ فِي نَحْو تَعْزِيَةٍ وإجازةٍ واستجازةٍ

وَنَحْو ضَارب على مُضَارَبَة وضِراب ومِرّاء شَاذٌّ وَجَاء قيتال وَنَحْو تكرمَ على تكرُّمٍ وَجَاء تِمِلَّاقٌ وَالْبَاقِي وَاضح وَنَحْو الَّتَرْدَادِ والتَّجوال والحِثِّيثى والرِّمِّيَّا للتكثير۔

شرح

ثلاثی مزید اور رباعی کے مطلقاً مصادر قیاسی ہیں پھر ہر باب کا قیاس الگ الگ ہے چنانچہ مصنف رحمہ اللہ نے ثلاثی مزید کے پانچ ، اور رباعی کے دو ضوابط بیان کیے ہیں۔تو کل ۷ ضوابط ہوگیے۔

۱۔ اَفعَل باب کا مصدر افعال آئے گا جیسے اَکرم سے اِکرام۔

۲۔ فعَّل باب کا مصدر تفعیل آئے گا جیسے کرم سے تکریما، نیز تَفعِلۃ بھی آتا ہے لیکن صحیح کے ابواب میں یہ وزن مقصور علی السماع ہے نیز فِعَّالاً اور فِعَالاً بھی آتا ہے جیسے کِذّابا اور کِذابا۔

۳۔اگر باب افعل اجوف سے ہو (باب استفعال کا بھی یہی حکم ہے)اور فعَّل ناقص سے تو حذف اور تعویض لازم ہوں گے مطلب یہ ہے کہ حرف علت کو حذف کرکے اس کے عوض میں آخر میں "ۃ" لائیں گے پھر باب تفعیل میں باب کی تاء حذف کی جائے گی لیکن باب افعال میں الف کے حذف کرنے میں اختلاف ہے۔ خلیل اور سیبویہ کے نزدیک باب کا الف حذف کیا جائے گا اور اخفش وفراء کے نزدیک حروف اصلی والا الف حذف کیا جائے گا۔

باب تفعیل کی مثال جیسے عزّیٰ سے تعزیۃ۔

باب افعال کی مثال جیسے اَقال سے اَقالۃ۔

٤۔ فاعَل باب کا مصدر مفاعلۃ فعالا اور فیعالا وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے مضاربۃ ضرابا اور قیالا ۔لیکن فِعَّالا وزن پر نہیں آتا۔ اسی لیے ماری یماری سے مراء شاذ ہے۔

٥۔ تفَعَّل باب کا مصدر تفَعّل اور تِفِعّال وزن پر آتا ہے جیسے تکرَّمًا سے تکرُّمًا اور تِملّاق۔

فائدہ:

۱۔ ہر باب جس کی ماضی کے اول میں ت ہو تو اس کا مصدر بنانے کا طریقہ یہ ہے ماضی کے ماقبل آخر کو ضمہ کی حرکت دے دی جائے جیسے تکَرَّم سے تکَرُّماً اور تقابُل سے تقابُلا۔ تدحرج سے تدحرجا۔

۲۔ ہر باب جس کے اول میں ہمزہ وصلی قیاسی ہو اس کا مصدر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ماضی کے تیسرے حرف کو کسرہ دے دیں۔ اور ماقبل آخر میں الف بڑھا دیں جیسے اقتدر سے اقتدار۔ استخرج سے استخراجاً۔

قولہ: **ونحو التَّرْدَاد والتَّجْوَال۔۔**

ش: رضی کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ثلاثی کے مصدر سے مبالغہ کا ارادہ ہو تو اس کو تفعال کے وزن پر کر دو جیسے ترداد وغیرہ۔ پھر یہ باب باوجود کثیر الاستعمال ہونے کے قیاسی نہیں ہے۔ اسی طرح فعیلی وزن بھی مبالغہ کے لیے آتا ہے مگر قیاسی نہیں ہے جیسے حِثّیثٰی تحاثّ میں مبالغہ ہے۔[68] رِمِّیا ترامی میں مبالغہ ہے[69]۔

متن

وَيَجِيء الْمصدر من الثلاثي الْمُجَرّد أَيْضا على مَفعَلٍ قِيَاساً مطردًا كمقتل ومضرب وَأما مَكرُمٌ ومعْوُنٌ وَلَا غَيرهمَا فنادران حَتَّى جَعلهمَا الْفراء جمعا لمكرُمة ومعُونة وَمن غَيره جَاءَ على زنة الْمَفْعُول كمُخرَج ومستخرِج وَكَذَلِكَ الْبَاقِي وَأما مَا جَاءَ على مفعول كالميسور والمعسور والمجلود والمفتون فقليلٌ وفاعلة كالْعَافِيَة وَالْعَاقبَة والباقية

---

68 ۔ بہت زیادہ ور غلانا۔

69 ۔ بہت زیادہ تیر اندازی کرنا۔

والكاذبة أقلُّ وَنَحْو دحرج على دحرجة ودِحراج بِالْكَسْرِ وَنَحْو زلزل على زِلزال بِالْفَتْح وَالْكَسْر۔

مصدر میمی کی ابنیہ

مصدر ہی کی ایک خاص قسم مصدر میمی ہے یہاں سے اس کا بیان شروع ہو رہا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصدر میمی دو اوزان پر آتا ہے:

١۔ ثلاثی مجرد میں مفعَل وزن پر آتا ہے جیسے مشرب وغیرہ۔

سوال۔ آپ نے فرمایا کہ ثلاثی مجرد میں مصدر میمی مفعَل وزن پر آتا ہے حالانکہ ثلاثی مجرد میں مفعُل وزن پر بھی آیا ہے جیسے مکرُم۔

جواب۔ یہ دو لفظ ایک مکرُم اور دوسرا معوُن دونوں نادر ہیں حتی کہ فراء نے ان کے مصدر ہونے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ مکرُۃ اور معونۃ جمع ہیں۔

٢۔ غیر ثلاثی مجرد چاہے ثلاثی مزید ہو، یا رباعی، اور رباعی عام ہے چاہے مزید ہو یا مجرد ان کا مصدر میمی اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مخرج وغیرہ۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصدر میمی مفعول کے وزن پر بھی آیا ہے مگر قلیل ہے اور فاعلۃ کے وزن پر بھی آیا ہے مگر مفعول سے بھی اقل ہے۔

قولہ۔**نحو دحرج على دحرجة ودحراج۔۔۔**

ش: یہاں سے رباعی کے دو قاعدوں کا ذکر ہے۔

١۔ رباعی (چاہے مضاعف ہو یا نہ ہو) کا مصدر فعْلَلَۃ کے وزن پر آتا ہے جیسے دحرج سے دحرجۃ زلزل سے زلزلۃ۔

۲۔ مضاعف رباعی کا مصدر فعلال اور فِعلال دونوں اوزان پر آتا ہے جیسے زلزل سے زَلزالا اور زِلزالا اور غیر مضاعف سے بھی فِعلال وزن پر آتا ہے مگر یہ مقصور علی السماع ہے۔[70]

[70] ۔ یہ دحراج کی تشریح ہے۔

اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ

متن

والمرة من الثلاثي الْمُجَرّد مِمَّا لَا تَاءَ فِيهِ على فعْلَةٍ نَحْو ضَرْبَة وقتلةٍ وَمَا عداهُ على الْمصدر الْمُسْتَعْمل نَحْو إناخة فَإِن لم تكن تَاء زدتهاوأتيته إتيانة ولقيته لقاءة شَاذ

شرح

قولہ:والمرة من الثلاثی --لقائة شاذ-

اسم مرۃ وہ مصدرر ہے جو فعل کے ایک مرتبہ واقع ہونے پر دلالت کرے اور اسم نوع وہ مصدر ہے جو فعل کے خاص حالت میں ہونے پر دلالت کرے۔ مصنف رحمہ اللہ یہاں سے اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ ذکر کررہے ہیں۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسم ثلاثی مجرد سے ہو گا یا غیر ثلاثی مجرد سے اگر ثلاثی مجرد سے ہوتو بالتاء ہو گا یا بغیر التاء،اگر ثلاثی مجرد سے مصدر بغیر التاء ہو تو اسم مرۃ فَعْلۃ کے وزن پر اور اسم نوع فِعْلۃ کے وزن پر ہو گا اسم مرۃ کی مثال جیسے قتلۃ ۔اسم نوع کی مثال جیسے ضِربۃ۔

اور اگر ثلاثی مجرد سے بغیر التاء نہ ہو تو عام ہے خواہ ثلاثی مجرد بالتاء ہو یا غیر ثلاثی مجرد ہو ہر حالت میں اسم مرۃ اور اسم نوع دونوں باب کے مصدر ہی کے وزن پر آئیں گے جیسے اَناخۃ۔تو جس صورت میں مصدر پر تاء نہ ہو تو اس پر تاء لگائی جائی گی تاکہ اسم مرۃ یا اسم نوع حاصل ہو جائے۔

آخر میں" اتيته إِتْيانَة "سے مصنف نے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال۔ آپ نے سب سے پہلے یہ قاعدہ ذکر کیا تھا کہ ثلاثی مجرد بغیر التاء اسم مرۃ فعلۃ اور اسم نوع فِعلۃ کے وزن پر آتی ہے آپ کا یہ قاعدہ اِتْیانۃ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ مجرد سے بغیر التاء ہیں مگر اس کے باوجود اسم مرۃ یا اسم نوع فَعلۃ اور فِعلۃ کے وزن پر نہیں آیا۔

جواب: یہ شاذ ہیں۔

اسم زمان، اسم مکان کی ابنیہ

متن

أَسماء الزَّمَان وَالْمَكَان مِمَّا مضارعه مَفْتُوحُ الْعين أَو مضمومُها وَمن المنقوص على مَفعَل نَحْو مشرب ومقتل ومرمىً وَمن مكسورها والمثالُ على مَفعِل نَحْو مَضرِبٌ وموعِد وَجَاء المَنسِك والمَجزِر والمَنبِت والمطلع والمشرق وَالْمغْرب والمَفرِق والمَسقِطُ والمَسِكن والمَرفِق وَالْمَسْجِد والمَنخروَأما مِنخَر ففرع كمِنتِنٍ وَلَا غَيرُهما وَنَحْو المَظِنَّة والمقبُرة فتحا وضما لَيْسَ بِقِيَاس وَمَا عداهُ فعلى لفظ الْمَفْعُول۔

شرح

اسم زمان وہ اسم ہے جو کسی زمانہ میں فعل کے وقوع پر دلالت کرے اور اسم مکان وہ اسم ہے جو کسی مکان میں فعل کے وقوع پر دلالت کرے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اسم زمان اور اسم مکان کے باب میں تین قواعد اور چند فوائد ذکر فرمائے ہیں، تین قواعد میں سے دو ثلاثی مجرد اور ایک غیر ثلاثی کے متعلق ہے۔ تین قواعد یہ ہیں:

۱۔ مضارع اگر غیر یفعِل ہو، نیز اگر باب ناقصوں کا ہو چاہے جس باب سے بھی ہو تو اسم زمان ومکان مفعَل کے وزن پر آئیں گے جیسے مشرَب مقتَل اور مرمَیً۔

۲۔ مثال مطلقاً اور مضارع اگر یفعِل کے وزن پر ہو تو ان کا اسم زمان ومکان مفعِل کے وزن پر آئے۔ گا جیسے مضرب اور موعِد۔

۳۔ غیر ثلاثی سے یہ دونوں مطلقاً اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آئیں گے۔ مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ خواہ ثلاثی مزید ہے یا رباعی مزید ہو۔

چند فوائد یہ ہیں:

۱۔یفعُل سے بھی چند کلمات خلاف القیاس مفعِل وزن پر آئیں ہیں جیسے منسِک مجزر وغیرہ۔

۲۔اسم زمان اور اسم مکان میں اصل یہ ہے کہ میم مفتوح ہو لھذا مِنخَر فرع ہے مَنخر کی جیسے مِنتَن فرع ہے مُنتن کی"**ولاغیرھما موجودا فی کلامھم فلذلک جعلا فرعین علی البناء المتحقق**"۔

۳۔اصل اسم زمان اور اسم مکان میں یہ ہے کہ وہ مجرد عن التاء ہوں اسی بناء پر جہاں تاء آئی ہے وہ خلاف القیاس ہے جیسے مظنۃ مقبرۃ۔ نیز مظِنۃ یظُن باب سے آیا ہے اصولی طور پر اسے مفتوح العین آنا چاہیے تھا لیکن نہیں آیا یہ دوسرا شذوذ اس میں پایا جارہا ہے۔اسی طرح مقبرۃ بھی شاذ ہے کیونکہ اسے مفتوح العین آنا چاہیے تھا۔

اسم آلہ کی ابنیہ

متن

الْآلَة على مِفعل ومِفعال ومِفعلة كالمِحلب والمِفتاح والمِكْسَحةوَنَحْو المُسعُط والمُنْخُل والمُدُقّ والمُدْهُنِ والمُكْحَلة والمُحرُضَةِ لَيْسَ بِقِيَاس-

شرح

ش: آلہ کا مطلب ہے جس کے ذریعے سے فعل واقع ہو۔ اسم آلہ میں اصل یہ ہے کہ وہ مکسور المیم اور مفتوح العین ہو۔ اسم آلہ کی تین بناء ہیں۔

۱۔ مِفعَل جیسے مِحلب۔

۲۔ مِفعال جیسے مفتاح۔

۳۔ مِفعَلة جیسے مِکحسة۔

اگر کوئی اسم آلہ مکسور المیم اور مفتوح العین نہ ہو تو خلاف القیاس ہو گا جیسے مُسعُط مُنخل وغیرہ۔

اسم تصغیر

متن:

المصغَّرُ الْمَزِيدُ فِيهِ ليدُل على تقليل فالمُتمَكن يُضمُّ أَوله وَيفتَح ثَانِية وبعدهما يَاءٌ سَاكِنةٌ وَيكسَر مَا بعْدهَا فِي الْأَرْبَعَة إِلَّا فِي تَاء التَّأْنِيث وَأَلْفِي التَّأْنِيث وَالْأَلف وَالنُّون المشبهتين بهما وَأَلف أَفعَال جمعاوَلَا يُزَاد على أَرْبَعَة فَلذَلِك لم يَجِيء فِي غَيرهَا إِلَّا فُعيل وفُعَيعِل وفُعَيعيل وَإِذا صغِّر الخماسي على ضعفه فَالْأولى حذف الْخَامِس وَقيل مَا أشبه الزَّائِدِ وَسمع الْأَخْفَش سُفَيرِجل وَيردُّ نَحْو بَابٍ وناب وميزانٍ ومُوقِظ إِلَى أَصلِه لذهاب الْمُقْتَضِي بِخِلَاف قَائِم وتراثٍ وأَدَدٍ وَقَالُوا عُييد لقَولهم أعياد۔

اسم تصغیر کی تعریف

تصغیر خاص قسم کے تغیر کو کہتے ہیں اور مصغر وہ اسم ہے جس میں خاص قسم کا تغیر کیا جائے تا کہ وہ تقلیل پر دلالت کرے۔ پھر تقلیل عام ہے تقلیل عدد کو بھی شامل ہے جیسے عندی دُرَیھمات اور ذات مصغر کی تقلیل کو بھی شامل ہے۔ ذات مصغر کی تصغیر اس طرح کہ اس کی حقارت ظاہر کی جائے تا کہ اس کی عظمت کا وہم نہ پڑے۔ جیسے رُجَیل۔

تقلیل ذات کے مجاز میں سے وہ تقلیل بھی ہے جو شفقت کا فائدہ دے جیسے یا بُنی۔ اور وہ تقلیل بھی ہے جو ملاحت کا فائدہ دے جیسے لُطَیّف مُلَیّح۔ رضی نے لکھا ہے کہ تقلیل سے مقصود اختصار ہوتا ہے مثلاً رجیل مختصر ہے رجل صغیر سے۔

باب تصغیر کا خلاصہ

باب تصغیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاً مصغر کی تعریف کی۔ پھر چونکہ اسم متمکن اور غیر متمکن کی تصغیر کی بناء میں اختلاف تھا اور غیر متمکن کی تصغیر کے احکامات بھی کم تھے اس وجہ سے ان کا ذکر مؤخر رکھا اور اسم متمکن کو پہلے ذکر کیا۔

اب اسم متمکن میں پہلے ثلاثی، رباعی اور خماسی کی تصغیر سے متعلق تقریباً ۱۵ احکامات اور مسائل کا بیان ہو گا ہے پھر جمع کی تصغیر بنانے کا طریقہ اور پھر ترخیم کی تصغیر بنانے کا طریقہ ذکر ہو گا ہے اس کے بعد اسم غیر متمکن کا ذکر ہو گا۔ اسم غیر متمکن میں کچھ کی تصغیر نہیں آتی تھی اور کچھ کی آتی تھی تو جن کی تصغیر آتی تھی ان کا پہلے اور جن کی نہیں آتی تھی ان کا بعد میں ذکر آئے گا۔ پھر اسی مناسبت سے اسم متمکن میں جس کی تصغیر نہیں آسکتی تھی اس کو بھی ذکر کیا جائے گا۔ یہ کل باب کا خلاصہ ہو گیا۔

فائدہ: تصغیر میں ثلاثی رباعی اور خماسی سے مراد حروف اصلی نہیں ہوتے بلکہ مطلقاً کلمہ کا تین حرفی ہونا، چار حرفی ہونا، اور پانچ حرفی ہونا ہے بالفاظ دیگر باب تصغیر میں کلمہ کے حروف اصلی اور زائدہ پر نظر نہیں ہوتی بلکہ مطلقاً عدد حروف پر نظر ہوتی ہے۔ کذا فی شرح الکمال۔

اسم متمکن کی تصغیر بنانے کا طریقہ

قولہ۔ فالمُتمَكن يُضمُّ أَوله ---

ش: اسم متمکن میں ثلاثی رباعی اور خماسی کی تصغیر بنانے کا طریقہ اور ان کی ابنیہ کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

۱۔ ثلاثی کی تصغیر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ حرف اول کو ضمہ ،ثانی کو فتح دی دے جائے ،تیسری جگہ پر یاء ساکنہ علامت تصغیر کی لائی جائے جیسے رجل سے رُجَیل۔اور آخری حرف کا اعراب عامل کے لحاظ سے ہو گا۔

۲۔رباعی کی تصغیر بناتے وقت بھی وہی عمل کیا جائے گا جو ثلاثی کی تصغیر بناتے وقت کیا گیا مگر اتنا فرق ہے کہ یاء کے مابعد حرف کو کسرہ کی حرکت دے دی جائے پھر رباعی میں چونکہ یاء کے مابعد دو حرف بچتے ہیں تو پہلے کو کسرہ دی جائے گی کماذکر اور آخری حرف کا اعراب عامل کے اعتبار سے ہو گا جیسے دِرھم سے دُرَیھِم لیکن اس قاعدہ سے چار مسائل مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہاں پر یاء کے مابعد کسرہ نہیں بلکہ فتحہ دی جاتی ہے ان کا ذکر درج ذیل ہے :

۱۔کلمہ میں علامت تانیث پائی جائے یعنی تاء ہو جیسے شَجَرۃٌ سے شُجَیرۃٌ۔

۲۔الف مقصورہ یا الف تانیث ممدودہ کلمہ میں پایا جائے مثال الف تانیث مقصورہ کی جیسے حبلی سے حُبَیلیٰ مثال الف تانیث ممدودہ کی جیسے حمْرَاء سے حُمیراءُ۔

۳۔الف نون مشبھتان بالفی تانیث کا کلمہ میں پایا جانا جیسے سَعدان سے سُعیدان ان کی مشابہت الفی تانیث کے ساتھ اس چیز میں ہے کہ جیسے وہ تاء تانیث کے ساتھ جمع نہیں ہوتے ایسے ہی یہ بھی علامت تانیث کے ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

٤۔الف جمع کا کلمہ میں پایا جائے اور کلمہ افعال کے وزن پر ہو جیسے اَفرَاس سے اُفَیرَاس۔

ان چاروں صورتوں میں یاء کے مابعد کو فتح دیں گے بشرطیکہ یہ سب چوتھی جگہ پر واقع ہوں۔

۳۔ فصیح لغت میں خماسی کی تصغیر نہیں آتی لیکن اگر لائی جائے تو اس کے تین طریقے ہیں۔

۱۔بہتر یہی ہے کہ پانچویں حرف کو حذف کر دیا جائے جیسے فَرَزدَق سے فُرَیزِد۔

۲۔جو حرف زائد حرف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اس کو حذف کر دیا جائے حروف زیادۃ دس ہیں جن کا مجموعہ الیوم تنساہ وغیرہ ہے پھر مشابہ حرف کو تب حذف کیا جاتا ہے جب وہ طرف کے قریب ہو یعنی چوتھی جگہ ہو اس صورت میں فَرَزْدَق کی تصغیر فُرَیْزِق آئے گی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مشابہت مخرج سے معلوم ہوتی ہے مثلاً یہاں پر دال تاء کے مخرج سے ہے۔

۳۔بغیر حذف کیے تصغیر لائی جائے جیسے سَفَرْجَل سے سُفَیْرِجِل۔رضی نے اس کی تصغیر بفتح الجیم کہی ہے جبکہ دیگر صرفیوں نے بکسر الجیم۔

اب ساری بحث کے خلاصہ کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ جب ثلاثی اور رباعی کی تصغیر بنانے کا قاعدہ معلوم ہو گیا، نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لغت فصیحہ میں خماسی کی تصغیر نہیں اور اسی بناء پر اس کی تصغیر بنانے میں پانچویں حرف کو حذف کیا جاتا ہے تو اس سے ہمیں تصغیر کی ابنیہ کے بارے میں علم حاصل ہو گیا (سوائے مذکورہ مستثنیٰ صورتوں کے جو چار ہیں۔) تصغیر ثلاثی سے فُعَیْل کے وزن پر رباعی بلامد سے فُعَیْعِل کے وزن پر اور رباعی بالمد سے فُعَیْعِیْل کے وزن پر آتی ہے تو یہ تصغیر کے کل تین اوزان ہو گئے۔

فائدہ۔اگر آپ چاہیں تو فُعَیْعِل کے جگہ فُعَیْلِل اور فُعَیْعِل کی جگہ فُعَیْلِیْل بھی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تصغیر میں نظر عدد حروف پر ہوتی ہے نہ کہ اصلی اور زائد پر۔نظامی

قولہ۔ویرد نحو باب۔۔۔

ش: یہاں سے لیکر جمع کی تصغیر کی بحث تک تقریبا ۱۵ احکامات و مسائل کا ذکر آئے گا لیکن ان سے پہلے چند اصولی باتوں کا ذکر ضروری ہے جو ان احکامات کیلیے جامع ہوں گی۔

۱۔ اسم میں کبھی تصغیر سے پہلے سبب قلب یا سبب حذف پایا جاتا ہے جسکی وجہ سے کلمہ میں لفظ بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے اور کبھی تصغیر سے پہلے یہ سبب نہیں پایا جاتا۔

۲۔ پھر اگر قبل التصغیر سبب قلب یا حذف پایا جائے تو کبھی تو تصغیر کی وجہ سے یہ سبب زائل ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں۔

۳۔ جہاں تصغیر کی وجہ سے سبب قلب زائل ہو جاتا ہے وہاں بعض صورتیں تو اتفاقی ہیں کہ تصغیر میں سبب قلب کے زائل ہونے سے مسبب منتفی ہے اور بعض صورتیں اختلافی ہیں۔

٤۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جہاں تصغیر سے تو سبب حذف زائل نہیں ہوتا لیکن تصغیر میں کوئی ایسی چیز عارض آجاتی ہے جو اس سبب کا اعتبار کرنے سے مانع ہوتی ہے مثلا کلمہ ثلاثی ہو اور کوئی حرف بھی محذوف ہو (خواہ خلاف القیاس تخفیف کی غرض سے حذف ہو یا قیاسی تعلیل کیوجہ سے ہو) کیونکہ یہاں محذوف کے بغیر وزن پورا نہیں ہوتا۔

٥۔ قبل التصغیر تو سبب قلب یا سبب حذف نہ پایا جائے مگر تصغیر کیوجہ سے سبب قلب یا سبب حذف عارض آجائے۔

٦۔**التصغیر یَرُدّ الاشیاءَ الی اصلها۔**

ان اصولی باتوں کے بعد اب ہم احکامات و مسائل ذکر کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۱:

ان میں سے ہے جہاں قلب ہوا ہے لیکن تصغیر کے سبب اور مقتضی کے زائل ہونے سے زائل ہو جاتا ہے جیسے باب اور ناب۔ اس مثال سے مراد ہر وہ واؤ اور یاء ہیں جو الف سے بدل گئے

ہوں تو تصغیر میں اپنی اصلی حالت پر واپس آجائیں گے اسی طرح میزان اور موقظ بھی اسی مسئلے ہیں ان سب کی تصغیر بُوَیب، نُیَیب، مُوَیزین اور مُیَقیظ آئے گی۔

قولہ۔بخلاف قائم۔۔

مسئلہ نمبر۲:

تیسرے اصول کی اختلافی صورت میں سے ہے کہ آیا تصغیر کیوجہ سے سبب قلب زائل ہو گا یا نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ حرف اصلی حالت کی طرف لوٹے گا یا نہیں جیسے قائم کہ اس کی تصغیر میں سیبویہ اور جرمی کا اختلاف ہے سیبویہ کے نزدیک اس کی ہمزہ اصلی حالت کی طرف نہیں لوٹے گی لھذا قائم کی تصغیر قُوَیئم آئے گی لیکن جرمی کے نزدیک ہمزہ اصلی حالت کی طرف لوٹے گی جو کہ واؤ ہے پس اس صورت میں قائم کی تصغیر قوّیم آئے گی۔

غالباً مصنف کے نزدیک اس مسئلہ کا تعلق دوسرے اصول سے ہے کیونکہ مصنف نے تراث اور اُدَدِ کو دوسرے مسئلہ ہی کے تحت ذکر کیا ہے(کیونکہ تینوں میں سبب قلب بعد التصغیر بھی باقی ہے قائم میں واؤ کا عین کلمہ میں، اسم فاعل میں واقع ہونا، تراث جو اصل میں وراث تھا اس میں واؤ پر ضمہ کا واقع ہونا اور اُدَد جو اصل میں وُدد تھا واؤ کا ضمہ لازمی کے ساتھ مضموم ہونا ،اور غیر مشدد ہونا) اگرچہ یہ دونوں دوسرے اصول سے ہیں جہاں سبب قلب تصغیر کیوجہ سے زائل نہیں ہوتا۔

قولہ۔وقالوا عییدد لقولھم أعیاد۔

ش: یہاں سے ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے جو مصنف کی عبارت "لذھاب المقتضی" پر ہوتا ہے اعتراض یہ ہے کہ لفظ عِید کی اصل عِود ہے ما قبل کسرہ اور واؤ کے سکون کے سبب واؤ

کو یاء سے بدل دیا تو عید ہو گیا واؤ کو یاء سے بدلنے کا مقتضی تصغیر میں زائل ہو جاتا ہے کیونکہ عین کو ضمہ دی جاتی ہے اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی تصغیر عُوَید آتی مگر عرب اس کی تصغیر خلاف القانون عُیَید لاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مقتضی کے زائل ہونے کے باوجود حرف کو اصلی حالت میں نہیں لایا گیا؟

مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہاں تصغیر کو جمع تکسیر پر محمول کیا ہے کیونکہ عید کی جمع تکسیر عرب اُعیاد لاتے ہیں تاکہ عید اور عود کی جمع میں فرق ہو جائے تو تصغیر میں بھی یاء کو باقی رکھا۔ لأن التصغیر والتکسیر من دار واحدۃ۔ جاربردی۔

متن

فَإِن كَانَت مَدَّة ثَانِيَة فالواو لازمة نَحْو ضويرب فِي ضَارب وضويريب فِي ضيراب وَالِاسْم على حرفين يرد محذوفه تَقول فِي عِدَة وكُلٍ اسْما وُعَيدة وأُكَيل وَفِي سهٍ ومُذٍ اسْما سُتَيهة ومُنَيذ وَفِي دمٍ وحرٍ دُمَيٌّ وحُرَيْحٌ وَكَذَلِكَ بَاب ابْن وَاسم وَأُخْت وَبنت وهَنتٍ بِخِلَاف بَاب ميْت وهار وناس وَإِذا ولي يَاءَ التصغير وَاوٌ أَو ألف منقلبة أَو زَائِدَةٌ قلبت يَاءً وَكَذَلِكَ الْهمزَة المنقلبة بعْدهَا نَحْو عُرَيَّة وَعُصيَّة ورُسَيِّلَة وتصحيحه فِي بَاب أسَيِّد وجُدَيلٍ قَلِيل -

شرح

مسئلہ نمبر۳:

یہ پانچویں اصول میں سے ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب قلب عارض آرہاہے عبارت کی تشریح یہ ہے کہ ہر مدہ زائدہ ثانیہ جو غیر واؤ ہو تصغیر میں واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے ضارب میں ضویرب اور ضیراب میں ضویریب۔

قولہ۔**والاسم علی حرفین۔۔**

مسئلہ نمبر۴:

یہ چوتھے اصول سے ہے جہاں تصغیر میں ایسی چیز عارض آرہی ہے جو سبب کا اعتبار کرنے سے مانع ہے۔

عبارت کی تشریح یہ ہے کہ ہر اسم ثلاثی جس کا فاء کلمہ، عین کلمہ یا لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہو تو تصغیر میں اس کو واپس لوٹانا واجب ہے۔ کیونکہ سب سے چھوٹا تصغیری وزن فُعَیل ہے جو تین حرف ہی سے پورا ہو جاتا ہے۔ فاء کلمہ کے حذف کی مثال جیسے عِدَۃ اور کُل اسم ہونے کی حالت میں۔ ان کی تصغیر وُعَید اور اُکَیل آئے گی مثال اس کی جہاں عین کلمہ محذوف ہو جیسے سَہٍ اور مُذٍ اسم ہونے کی حالت میں۔ سہٍ اصل میں ستہ اور مذٍ مُنذ تھا ان کی تصغیر سُتَیھۃ اور مُنَیذ آئے گی ۔لام کلمہ میں حذف کی مثال جیسے دمٍ حرٍ جو اصل میں دمَوٌ اور حرَحٌ تھے۔ ان کی تصغیر دُمیّ اور حُریح آئے گی۔

قولہ**وکذلک باب ابن۔۔**

ش، اس کا تعلق بھی اسی مسئلہ سے ہے مطلب یہ ہے کہ ہر ثلاثی جس میں کوئی حرف حذف کیا گیا ہو اور اس کے عوض کوئی دوسرا حرف لائے ہوں مگر اس کے ساتھ فُعَیل کی بنا ممکن نہ

ہو وہاں بھی یہی قاعدہ چلے گا۔)۔ جیسے ابن اور اسم یہ اصل میں سمو اور بِنو تھے واؤ کو حذف کر کے شروع میں ہمزہ وصلی دے دی پھر فاء کلمہ کو ساکن کر دیا تو اسم اور ابن ہو گئے اب اگر فاء کلمہ کو ساکن ہی رہنے دیں تو فُعَیل بناء نہیں بن سکتی اور اگر فاء کلمہ کو فتح دے دیں تو ہمزہ وصلی مابعد متحرک ہونے کی بناء پر گر جائے گی تو دو حرف باقی رہنے کیوجہ سے پھر فُعیل وزن نہ بن سکے گا لہذا ہمزہ کو ساقط کیا جائے، اور محذوف کو واپس لائے جائے گا پھر تصغیر بنائی جائے گی تا کہ سمیّ اور بنیّ تصغیر حاصل ہو جائے۔

اسی طرح اُخت اور بنت کہ اصل میں اُخو اور بنو تھے واؤ کو حذف کر کے تاء عوض میں لے آئے تو اُخت اور بنت ہو گیا۔ اب اصل بناء میں یہ ہے کہ کلمہ دوسرے کلمہ کے ساتھ ملا ہوا ہو اسی بناء پر جو تاء کسی کے عوض میں آئے اس کے ماقبل فتح دی جاتی ہے تا کہ وہ تاء جو حقیقۃ اس کلمہ کی نہیں تھی اس کا کلمہ کے ساتھ ربط ہو جائے لیکن اُخت اور بنت میں جب تاء عوض میں لائی گئی تو ماقبل ساکن تھا اب اگر محذوف حرف کو واپس نہ لایا جائے اور فعیل وزن پر تصغیر لائے جائے تو تاء کا حقیقی کلمہ سے ہونا لازم آتا ہے اس بناء پر محذوف حرف کو واپس لایا گیا اور اُخَیّۃ اور وبُنَیَّہ تصغیر لائی گئی تدبر۔

قولہ: بخلاف باب میت وھار وناس۔

مسئلہ نمبر ۵:

یہ دوسرے قاعدے سے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سببِ حذف زائل نہیں ہوتا۔ اور باب سے اشارہ اس قاعدہ کی طرف ہے کہ جہاں بھی لفظ سے کچھ حذف کر دیا گیا ہو لیکن یاءِ تصغیر کے بڑھانے سے فعیل وزن پورا ہو جاتا ہو تو وہاں سبب حذف کے زائل نہ ہونے کی

وجہ سے محذوف واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ جیسے میّتٍ ھارٍ اور ناسٍ۔ اصل میں یہ میّت ھائر اور أناس تھے پھر ان میں تخفیف کی غرض سے حذف واقع ہوا اور یہ تخفیف والی علت حالت تصغیر میں بھی باقی ہے لھذا ان کی تصغیر مُیَیت ھُوَیر اور نُوَیس آئے گی اور رد واقع نہیں ہو گا۔

قولہ:وإذا ولی یاء التصغیر واو ---جدیل قلیل۔

<u>مسئلہ نمبر۶:</u>

پانچویں اصول سے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سببِ قلب عارض آجائے۔ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب یاء تصغیر کے بعد واؤ آجائے یا ایسا الف آجائے جو واؤ یا یاء سے بدل کر آیا ہو یا الف زائد متصلاً واقع ہو اور اس طرح واقع ہو کہ فعیل وزن میں لام کلمہ کے مقابلہ میں اور فعیعل وزن میں عین کلمہ کے مقابلہ میں ہو نیز فعیل وزن میں لام کے بعد کوئی حرف نہ ہو اور فعیعل میں ایک حرف ہو تو اس صورت میں اس واؤ یا الف کو یاء سے بدلتے ہیں۔

یہی حکم اس ہمزہ کا ہے جو واؤ یا یاء سے بدل کر آئی ہو اور اس الف زائدہ کے بعد واقع ہو جو یاء تصغیر کے بعد متصلا واقع ہے تو ایسی ہمزہ کو بھی یاء سے بدلیں گے۔

فائدہ۔ رضی نے لکھاہے کہ ہمزہ جو ایسے الف سے بدل کر آئی ہو جو واؤ یا یاء سے بدل کر آیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے تین مثالیں پیش کی ہیں ایک واؤ کی دوسری الف متقلبہ کی اور تیسر الف زائدہ کی۔

پہلی مثال۔ عُرَیَّۃ۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جب یاء تصغیر کے بعد واؤ ملے عریۃ اصل میں عُرَیوَۃ تھا جو تصغیر ہے عُرُوَۃ کی قویل قانون کے تحت عریۃ ہو گیا۔

دوسری مثال عُصَیَّۃ۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جہاں یاء کے بعد الف منقلبہ آئے عُصَیَّۃ تصغیر ہے عصا کی جس کی اصل عصو ہے قال کے قانون کے تحت عصا ہو گیا پھر جب عصا کی تصغیر لائے تو تیسری جگہ پر یاء تصغیر لائے، التقائے ساکنین کے ڈر سے الف منقلبہ کو واپس واؤ کی طرف رد کر دیا پھر قویل والے قانون سے ادغام کر دیا تو عُصَیَّۃ ہو گیا۔

تیسر مثال۔ رُسَیلَۃ۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جہاں یاء تصغیر کے بعد الف زائدہ آجائے رُسَیلۃ رسالۃ کی تصغیر ہے، رسالۃ میں جب تیسری جگہ یاء تصغیر لائے تو التقاء ساکنین کے سبب الف کو یاء سے بدل دیا پھر ادغام کر دیا رُسَیلۃ ہو گیا۔

سوال۔ اَسود کی تصغیر اُسَیِّد اور جَدوَل کی جُدَیِّل آنی چاہیے کیونکہ یاء تصغیر کے بعد واؤ واقع ہے لیکن پھر بھی ان کی تصغیر اُسیود اور جُدیول لائی جاتی ہے؟۔

جواب۔ ان کی تصحیح قلیل ہے۔

متن

فَإِن اتّفق اجْتِمَاع ثَلَاث ياءات حذفت الْأَخِيرَة نسياً على الْأَفْصَح كَقَوْلِك فِي عَطاء وإِدَاوة وغاوية وَمُعَاوِيَة عُطَيٌّ وأُدَيَّة وغُوَيَّة ومُعَيَّة وَقِيَاس أحوى أُحَيٌّ غير منصرف وَعِيسَى يصرفهُ وَقَالَ أَبُو عَمْرو أَحَي وعَلى قِيَاس أُسيوِد أُحيوٍ۔

شرح

مسئلہ نمبر ۷:

یہ دوسرے اور پانچویں اصول سے ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب قلب زائل ہو جائے اور سبب حذف عارض ہو جائے۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ اگر قلب مذکور ہی کی وجہ سے تین یائیں جمع ہو جائیں تو آخری کو نسیاً حذف کرتے ہیں نسیاً کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح حذف کیا جائے کہ ما قبل کو لام کلمہ قرار دے دیا جائے

مصنف رحمہ اللہ نے اس پر چار مثالیں پیش کی ہیں:

۱۔عطاء۔ یہ اصل میں عطاو تھا۔ دعاء والے قانون سے عطاء ہو گیا پھر جب تصغیر بنائی گئی الف یاء سے تبدیل ہو گیا اب سبب کے چلے جانے سے ہمزہ واپس واؤ کی طرف رد کر دی گئی تو عُطیّو ہو گیا، دُعِی والے قانون سے واؤ یاء سے تبدیل ہوا اب تین یائیں جمع ہو گئیں آخری کو حذف کر دیا تو عُطِیّ ہو گیا۔

۲۔ اَداوَة۔ یاء تصغیر لانے کے بعد الف کو یاء سے تبدیل کر دیا تو اُدَیّوۃ ہو گیا دُعِی قانون کے تحت اُدیِیّۃ ہو گیا پھر آخری یاء کو حذف کر دیا اُدَیَّۃ ہو گیا۔

۳۔غاویۃ۔ تصغیر کے لیے الف کو واؤ سے بدل دیا پھر بعد میں یاء تصغیر کی لے آئے تو غُوَیوِیَۃ ہو گیا، قویل کے قانون سے غُوِیّیَۃ ہو گیا ایک یاء کو حذف کر دیا تو غُوَیَّۃ ہو گیا۔

٤۔ مُعاویۃ۔ الف کو حذف کر دیا گیا تا کہ فُعَیل وزن بن سکے پھر یاء تصغیر لانے کے بعد قویّل کے قانون سے مُعَیِّیَۃ ہو گیا آخری یاء کو حذف کر دیا تو مُعَیَّۃ ہو گیا۔

قولہ:وقیاس احوی۔۔

ش: یہ بھی ما قبل ہی سے متعلق ہے چونکہ اس میں تھوڑا اختلاف تھا اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے مستقلاً ذکر کیا ہے۔ احوی اصل میں احوَوُ تھا تصغیر بنائی تو اُحَیوِو ہو گیا آخری واؤ میں دُعِی والا قانون لگا تو اُحَیوِیُ ہو گیا۔ قویل کے تحت پہلی واؤ بھی یاء سے تبدیل ہو گئی تو اُحیِّیُ ہو گیا آخری

یاء کو اجتماع ثلاث یاٰت کی بنا پر حذف کر دیا تو اُحَیّ ہو گیا۔ اب چونکہ یہ غیر منصرف تھا تو سیبویہ کے نزدیک بعد التصغیر بھی غیر منصرف ہی رہے گا کیونکہ دونوں علتیں موجود ہیں وصفیت اور وزن فعل، جو صورۃ تو اگرچہ زائل ہو گیا ہے لیکن ابتداء میں ہمزہ کی زیادتی ابھی باقی ہے۔

عیسی بن عمرو کا غیر منصرف ہونے میں اختلاف ہے کیونکہ تصغیر میں وزن فعل جاتا رہا ہے۔ ابو عمر بن العلاء نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے مگر ان کا اختلاف آخری یاء کو نسیاً منسیاً حذف کرنے میں ہے۔ وہ منوی طور پر حذف کرتے ہیں ان کے نزدیک جب اُحَیِّی ہوا تو ید عو کے قانون کے تحت حرکت کو حذف کر دیا گیا، التقاء ساکنین آ گیا یاء حذف ہو گئی تو اُحَیٍّ ہو گیا قاضٍ کی طرح۔

وعلی قیاس اُسیود اُحیوٍ۔ اگر ان تمام جگہوں میں نیز احوی کی تصغیر میں تصحیح والا معاملہ کیا جائے اور واؤ وغیرہ کو یاء سے نہ بدلا جائے تو احوی کی تصغیر اُحَیوِ آئے گی پھر دعی والے قانون سے یاء پھر ید عو اور التقاء والے قانون سے اُحیوٍ ہو جائے گا۔ بہر حال اُسَیود پر قیاس سے اشارہ تصحیح کی طرف ہے۔

متن

وَيُزَاد للمؤنث الثلاثي بِغَيْر تَاء تَاءً كعُيَيْنَةَ وأُذَينة وعُرَيبٌ وعُرَيسٌ شَاذ بِخِلَاف الرباعي ك عُقيربٌ وقُدَيدِمة ووُرَيَّة شَاذوتحذف الف التَّأْنِيث الْمَقْصُورَة غير الرَّابِعَة ك جُحَيجِب وحُوَيْليٌّ فِي جَحْجَبٰى وحَولَايا وَتثبت الممدودة مُطلقًا ثُبُوت الثَّانِي فِي بعلبكّ۔

شرح

مسئلہ نمبر۸:

یہ پانچویں اصول کے قریب ہے جہاں تصغیر میں کچھ زیادتی کی جائے۔اگر مؤنث ثلاثی مجرد عن التاء کی تصغیر بنائی جائے گی تو تصغیر میں تاء کو مؤنث کیلئے زیادہ کیا جائے گا جیسے عین اور اُذن کی تصغیر عُیَینۃ اور اُذَیْنَۃ آئے گی۔باقی عرب کی تصغیر اور عرس کی تصغیر بغیر تاء کے لانا شاذ ہے لیکن رباعی کا حکم ثلاثی کے خلاف ہے پس اس میں مؤنث کی تصغیر میں تاء نہیں لائیں گے جیسے عقرب سے عُقیرَب اور جہاں لائے ہیں وہ شاذ ہیں جیسے قُدَیدِیمَۃ قُدّام کی تصغیر میں اور وُرَیّیۃ وراء کی تصغیر میں کہ یہ دونوں شاذ ہیں۔

قولہ۔وتحذف الف التاء المقصورة۔۔

مسئلہ نمبر۹:

پانچویں اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب حذف عارض آرہا ہے۔مثال جیسے حُوَیلیّ اصل اور مکبر میں حولایا تھا الف تانیث کو تصغیر کے سبب حذف کر دیا گیا تو حولای باقی رہ گیا پھر تصغیری وزن پر لائے تو الف کا ما قبل مکسور ہو گیا اس الف کو یاء سے تبدیل کر دیا حُویلی ہو گیا۔

قولہ۔وتثبت الممدودة مطلقا۔۔

مسئلہ نمبر۱۰:

اس مسئلہ کا کچھ تعلق پہلے قاعدہ اور اصول سے ہے یعنی جہاں سبب حذف نہ قبل التصغیر ہے نہ بعد التصغیر۔الف ممدودہ کو ہر حالت میں تصغیر میں بھی باقی رکھا جائے گا کیونکہ یہ دو حرف پر

مشتمل ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دوسرے کلمہ کے ہوگیا ہے پس یہ ایسا ہوگیا جیسے بعلبک میں بک ،بکّ مستقل کلمہ ہونے کی بناء پر تصغیر میں حذف نہیں کیا جاتا چنانچہ بعلبک کی تصغیر بُعَیْلَبکّ آتی ہے پس حمراء کی تصغیر حمیراء آئے گی اور اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔

متن

والمدة الْوَاقِعَة بعد كسرة التصغير تنْقَلب يَاءً إِن لم تكن إِيَّاهَا نَحْو مُفَيتيح وكُرَيدِيس وَذُو الزيادتين غَيرُهَا من الثلاثي تحذف أقلُّهما فَائِدَة ك مُطَيلق ومُغيلِم ومُضيرِب ومُقيدِم فِي منطلق ومغتلِم ومضارِب ومقدِّم فَإِن تَساويا فمُخَيّر كقُلَينِسة وقُلَيسِية وحُبَينِط وحُبيطٍ وَذُو الثَّلَاث غَيرهَا تبقى الفضلى مِنْهَا ك مُقيعِس فِي مُقْعَنْسِسٍ وتحذف زيادات الرباعي كلهَا مُطلقًا غير الْمدَّة ك قشيعر فِي مُقْشَعِر وحُريجِيم فِي احرنجام وَيجوز التعويضُ عَن حذف الزِّيَادَة بِمدَّة بعد الكسرة فِيمَا لَيست فِيهِ ك مُغَيلِيم فِي مُغتلِم۔

شرح

مسئلہ نمبر۱۱ :

یہ بھی پانچویں قاعدہ کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے قلب عارض آرہاہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ مدہ جو چوتھی جگہ واقع ہو اور تصغیر میں کسرہ کے بعد ہو تو اس مدہ کو یاء سے بدلتے ہیں اور اگر وہاں پہلے سے ہی یاء ہے تو اسے اپنی حالت پر باقی رکھتے ہیں جیسے مفتاح سے مُفَیتِیح۔ کسرہ سے مراد وہ کسرہ ہے جو یاء تصغیر کے بعد واقع ہو۔

قولہ: وذو الزیادتین غیرھا ---الی ----فی مغتلم۔

ش: یہاں سے جمع کی تصغیر تک بقیہ چار احکامات کا ذکر ہے یہ چاروں احکامات پانچویں اصول کی دوسری شق کے متعلق ہیں جہاں تصغیر میں حذف عارض آجائے چار احکامات یہ ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲:

یہ پانچویں قاعدہ کی اس شق سے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے حذف عارض آرہا ہے۔ ثلاثی میں مدہ کے علاوہ اگر دو زیادتیاں پائی جائیں تو جس کا فائدہ کم ہو اس کو حذف کر دیتے ہیں جیسے منطلق میں میم اور ن زائد تھے یہاں میم مسمی پر اور ن باب انفعال پر جو کہ عرض ہے دلالت کر رہا ہے۔ اور عرض پر دلالت سے زیادہ اہم مسمی پر دلالت ہے لھذا ن کو حذف کر دیا جائے گا تا تصغیر کی بناء پوری ہو سکے اور مُطَیلق پڑھا جائے گا۔

لیکن اگر دونوں زیادتیاں مساوی ہوں تو اختیار ہے جس کو چاہیں حذف کر دیں جیسے قلنسوۃ میں ن اور واؤ زائد ہیں تو تصغیر ن کو باقی رکھ کر اور واؤ کو حذف کر کے قُلَینسہ لانی بھی ٹھیک ہے اور عکس کے ساتھ قُلَیسِیَۃ لانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳:

یہ بھی پانچویں قاعدہ کی اس شق سے متعلق ہے جہاں تصغیر کی وجہ سے حذف عارض آرہا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی کلمہ میں (مدۃ کے علاوہ) تین زیادتیاں پائی جائیں تو فضلی کو یعنی فضیلت والی کو باقی رکھ کر باقی دو کو حذف کر دیا جائے گا جیسے مُقْعَنْسِس میں م ن اور س زائد ہیں تو صرف میم کو باقی رکھ کر تصغیر مُقَیعِس لائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۱۴ :

یہ بھی پانچویں قاعدہ کی اس شق سے متعلق ہے جہاں تصغیر کی وجہ سے حذف عارض آرہا ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ رباعی کی تمام زیادات کو سوائے مدہ کے مطلقا حذف کر دیا جائے گا جیسے مُقْشعِرّ میں قُشَیعِر۔

مسئلہ نمبر ۱۵:

امام یونس کے نزدیک جہاں زائد کو حذف کیا جاتا ہے تو اگر کلمہ میں یاء مدہ نہ ہو تو تصغیر کی کسرہ کے بعد مدہ کا لانا جائز ہے اور یہ مدہ زائد کے عوض میں ہو گی جیسے مُغتَلِم میں مُغَیلِیم۔

متن

وَيرد جمع الْكَثْرَة لَا اسْم الجْمع إِلَى جمع قلته فيصغَّر نَحْو غُلَيمَةٍ فِي غلْمَان إو إِلَى واحده فيصغَّر ثمَّ يُجمَع جمع السَّلَامَة نَحْو غليمون ودُويرات وَمَا جَاءَ على غير مَا ذُكِر ك أُنَيسِيان وعُشَيشِية وأُغَيلِمة وأُصَيْبِية شَاذ وقولهم أُصيغرُ مِنْك ودُوينَ هَذَا وفُويقَ هَذَا لتقليل مَا بَينهمَا وَنَحْو مَا أُحيسِنه شَاذ وَالْمرَاد المتعجب مِنْهُ وَنَحْو جُمَيل وكُعَيت لطائرين وكُميت للْفرس مَوْضُوع على التصغير-

جمع کی تصغیر

ابھی تک مفرد کی تصغیر کا بیان ہو رہا تھا اس کے مکمل ہونے کے بعد اب جمع کی تصغیر بنانے کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ جمع میں چونکہ سب کی تصغیر بلفظہ آتی تھی اس لیے ان کو ذکر نہیں کیا لیکن جمع کثرت کی تصغیر بنانے کا طریقہ مختلف تھا تو اسے ذکر کیا۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمع کثرت کی تصغیر بنانے کے دو طریقے ہیں:

۱۔جمع کثرت کو جمع قلت کی طرف لوٹایا جائے گا بشرطیکہ کلمہ کی جمع قلت آتی ہو پھر اس کی تصغیر بنائی جائے گی جیسے غلمان غلام کی جمع کثرت ہے اس کو جمع قلت غلمۃ کی طرف رد کیا گیا پھر اس کی تصغیر بنائی گئی جو غُلَیمۃ ہے۔

۲۔جمع کثرت کو واحد کی طرف لوٹایا جائے گا پھر واحد کی تصغیر بنائی جائے گی پھر اس کی جمع سالم لائی جائے گی جیسے غلام کی جمع کثرت غلمان تھی غلمان کو غلام واحد کیطرف رد کیا گیا پھر اس کی تصغیر بنائی گئی تو غلیّم ہو گیا پھر اس کی جمع سالم بنائی گئی تو غلیمان ہو گیا وھو المطلوب۔

فائدہ۔جمع بنانے میں یہ بات اہم ہے کہ اگر کلمہ مذکر عاقل کی جمع ہے تو جمع سالم واؤ نون کے ساتھ لائیں گے اور اگر غیر مذکر عاقل ہے تو الف تاء کے ساتھ جیسے دُور کی تصغیر دُوَیرات آئے گی۔

قولہ۔وماجاء علی غیر ماذکر ---شاذ

ش: تصغیر کے مذکورہ قواعد کے خلاف جو تصغیر آئی ہے وہ شاذ ہے۔ جیسے۔

۱۔انسان کی تصغیر میں قیاس اُنَیسین ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر اُنَیسیَان لائی گئی یہ شاذ ہے۔

۲۔عشِیَّۃ کی تصغیر میں قیاس عُشَیَّۃ ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر عُشَیْشِیۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

۳۔غِلْمۃ کی تصغیر میں قیاس غُلَیمۃ ہے لیکن اُغیلمۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

٤۔صبیۃ کی تصغیر میں قیاس صُبَیَّۃ ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر اُصُیبِیَۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

قولہ۔وقولھم أصیغر منک۔۔

ش: یہ مسئلہ بطور فائدہ کے ذکر کیا گیا ہے۔

رضی نے لکھا ہے کہ صفت کی تصغیر سے موصوف بہ کی ذات کی تحقیر مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس صفت کی تصغیر و تحقیر مراد ہوتی ہے مثلاً ضُویرب کا معنی ہے ذو ضرب حقیر، اسی طرح اُصیغر منک کا معنی ہے کہ کہ وہ تجھ سے تھوڑا ہی چھوٹا ہے تو اُصیغر میں ذات کی تصغیر نہیں بلکہ صغر کی تصغیر مراد ہے کہ صغر میں تفاوت زیادہ نہیں ہے۔[71]

قولہ۔ونحو ما أحسنه شاذ ۔

ش: اسی بناء پر کہ فعل کی تصغیر نہیں آسکتی فعل تعجب کی تصغیر لانا شاذ ہے لیکن کوفیوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک فعل تعجب اسم ہے لھذا تصغیر لانا عین قیاس ہے۔

قولہ۔ونحو جُمَیل وکُعَیت --موضوع علی التصغیر

ش: سوال ہوتا ہے کہ تصغیر مکبر کی فرع ہے ان الفاظ کی تصغیر پائی جارہی ہے لیکن مکبر ندارد؟

جواب۔ یہ الفاظ مصغر نہیں ہیں بلکہ اپنی وضع سے ہی اس وزن پر آئے ہیں تو جب مصغر نہیں تو سوال بھی باقی نہیں رہا۔

متن

وتصغير التَّرْخِيم تحذَف مِنْهُ كلّ الزَّوَائِد ثمَّ يصغر ك حُميد فِي أَحْمد وخولف بِالْإِشَارَةِ والموصول فالحِقت قبل آخرهما يَاءً وزيدت بعد آخرهما ألفٌ فَقيل ذَيَّا وتيَّا واللَّذيّا واللتيا واللذيان واللتيان واللذيون واللتيات ورفضوا تَصْغِيرَ الضمائرِ وَنَحْو أَيْن وَ مَتى وَمن وَمَا وَحَيْثُ ومنذُ وَمَعَ وَغير وحسبُك وَالِاسْم عَاملاً عمل الْفِعْل فَمن ثمَّ جَازَ ضويرب زيدٍ وَامْتنع ضويرب زيدا۔

---

[71] ۔ یہ مطلب ہے اس عبارت "لتقلیل ما بینھما" کا۔

تصغیر الترخیم

تصغیر کی ایک قسم ترخیم بھی ہے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ کے زوائد کو حذف کر دیا جائے پھر مجرد عن الزوائد کی تصغیر لائی جائے جیسے احمد سے حمید نیز یہ تصغیر ان کلمات کے ساتھ مختص ہے جن میں زوائد کلمات پائے جائیں چاہے ایک زیادتی ہی کیوں نہ ہو نیز تصغیر الترخیم بصریوں کے نزدیک جائز ہے اور امام فراء اسے منع کرتے ہیں۔

اسم غیر متمکن کی تصغیر

قولہ۔وخولف باسم الاشارة والموصول۔۔

ش: ابھی تک اسم متمکن کی تصغیر کے متعلق کلام تھا جب وہ مکمل ہو گیا تو اب اسم غیر متمکن کی تصغیر کو ذکر کر رہے ہیں۔ اسم غیر متمکن میں بعض کی تصغیر آتی تھی جیسے اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ اور بعض کی نہیں آتی تھی جیسے ضمائر تو پہلے ان کا ذکر ہے جن کی تصغیر آتی ہے پھر ان کا جن کی نہیں آتی۔

اسم اشارہ اور اسم موصولہ میں قیاس تصغیر کا نہ آنا ہے کیونکہ یہاں حرف کی مشابہت قوی ہے لیکن جب خلاف القیاس تصغیر لائے تو خلاف القیاس طریقے سے سے بھی لائے لھذا ان کے ماقبل آخر میں یاء تصغیر لاحق کی گئی اور ابتدائی ضمہ کے عوض میں آخر میں الف زائد کر دیا گیا ۔اب تصغیر کا قاعدہ جاری ہوا یعنی پہلے لفظ ذا میں تو ذیَیا ہو گیا پھر دونوں یاؤں میں ادغام کر دیا گیا تو ذیَّا ہو گیا اسی طرح تا میں تیَّا ہو گیا۔

اسی طرح الذی اور التی میں ماقبل آخر میں یاء تصغیر لائے تو دو یائیں جمع ہو گئیں دونوں میں ادغام کر دیا پھر آخر میں الف لائے اور ماقبل الف کو فتح دے دیا نیز یاء تصغیر کے ماقبل کو بھی فتح

دے دیا تو الذِیّا اور التیّا ہو گیا پھر تثنیہ اور جمع بنانے میں جب ان کے ساتھ الف نون لگایا تو دو الف جمع ہو گئے التقاء ساکنین کی بنا پر عوض والے کو حذف کر دیا تو الذیّان اور التِیّان ہو گیا پھر جمع کے لیے الذیان کی یاء والی فتح کو ضمہ سے اور الف کو واؤ سے تبدیل کر دیا تو الذیون ہو گیا اور التیا کے آخر میں الف تاء لگا دیا تو دو الف جمع ہو گئے الف عوض کو حذف کر دیا التیات ہو گیا۔

قولہ:ورفضواتصغیر الضمائر---

ش:ضمائر کی تصغیر نہیں آتی کیونکہ ضمیر کا قاعدہ ہے کہ "المضمر لایوصف ولایوصف بہ" اور تصغیر نام ہے موصوف مع الصفت کا۔

۔این میں حرفیت پائی جاتی ہے بلکہ یہ متوغل فی الحرف ہے (حرف ہونے میں غرق ہے)۔

۔متی میں حرف کی مشابہت ہے۔

۔من اور ما دو حرف ہیں بناء تصغیر پوری نہیں ہو سکتی۔

۔حیث کی تصغیر لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مکان کی تصغیر آجاتی ہے۔

۔اسی طرح مذ کی تصغیر کی وجہ سے منذ کی تصغیر لانے کی ضرورت نہیں۔

۔لفظ مع دو حرف ہیں تصغیر کا وزن پورا نہیں ہوتا۔

۔لفظ غیر میں حرف کی مشابہت پائی جاتی ہے یعنی حرف استثناء اور حرف نفی کی۔

۔لفظ حسبک میں فعل کا معنی پایا جاتا ہے۔

اسی طرح جو اسم فعل والا عمل کرے اس کی تصغیر نہیں لائی جاتی یہی وجہ ہے کہ مثلا ضویرب زید کہنا ٹھیک ہے اور یہ تصغیر لانا ٹھیک ہے کیونکہ اس وقت اسم والا معنی غالب ہے لیکن ضویرب زیدا کہنا ٹھیک نہیں کہ اب فعل والا معنی غالب ہے۔

اسم منسوب

متن

الْمَنْسُوب الملحَق آخِرُه يَاءً مُشَدّدَةً لِتدُلّ على نسبته إِلَى الْمُجَرّد عَنْهَا وَقِيَاسه حذفُ تَاءِ التَّأْنِيث مُطلقًا وَزِيَادَة التَّثْنِيَة وَالْجمع إِلَّا علماً قد أُعرِب بالحركات فَلذَلِك جَاءَ قِنَّسْرِيّ وقنسريني وَيفتَح الثَّانِي من نَحْو نمِر والدئِلِ بِخِلَاف تغلبِيٍّ على الْأَفْصَح -

شرح

منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء مشدد لاحق ہو تا کہ یہ الحاق دلالت کرے کہ کلمہ مرکبہ من الیاء المشددۃ کی نسبت مجرد عن الیاء کی طرف ہورہی ہے، جیسے علویّ کہ یہ مرکب ہے اور اس کی نسبت مجرد عن الیاء کی طرف ہورہی ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف۔

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ نے تعریف میں صرف یاء مشددہ لاحق کرنے کا ذکر کیا ہے مگر صاحب شذا العرف نے تعریف میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ ماقبل یاء کے کسرہ دی جائے۔

باب المنسوب کا خلاصہ

باب منسوب کا خلاصہ یہ ہے کہ نسبت اکثر یاء کے ساتھ لائی جاتی ہے اور کبھی بغیر یاء کے بھی لائی جاتی ہے جس کے مخصوص اوزان ہیں مصنف رحمہ اللہ نے اس نسبت کے احکام پہلے بیان کیے جو یاء کے ساتھ آتی ہے اور احکامات تقریبا ۳۱ ہیں جنہیں ۳۱ قواعد و قوانین کہہ لیں اور پھر اس نسبت کے احکام ذکر کیے جو بغیر یاء کے آتی ہے۔

قولہ: وقیاسہ حذف تاء التانیث۔۔

ش: منسوب میں بعض تغیرات قیاسی ہیں اور بعض غیر قیاسی ہیں مصنف نے پہلے قیاسی پھر ان کے مطابق غیر قیاسی کو ذکر فرمایا ہے۔

قیاسی کے بعض مقامات میں یاء مشدد کی وجہ سے اسم منسوب کے آخر کو حذف کیا جاتا ہے اور بعض مقامات میں ماقبل آخر کو حذف کیا جاتا ہے۔

یہاں مصنف رحمہ اللہ نے تین مقامات کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے جہاں آخر میں حذف واقع ہوا ہے

۱۔ تاء تانیث کو مطلقا حذف کیا جاتا ہے خواہ جس کلمہ میں یہ تاء موجود ہے وہ علم یا نہ ہو علم کی مثال جیسے کوفۃ میں کوفی اور غیر علم کی مثال جیسے غرفۃ میں غرفی۔

۲۔۳۔ تثنیہ اور جمع کی علامت کو حذف کیا جاتا ہے مگر یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس سے علم ہونے کی حالت مستثنی ہے یعنی جب تثنیہ اور جمع کا کلمہ علم ہو اور اسے اعراب بالحرکات دیا جائے تو اس صورت میں حذف علامات کا حکم وجوبی نہیں بلکہ جوازی ہے چاہیں تو علامات حذف کر کے اسم منسوب بنائیں چاہیں تو بغیر حذف کیے بنائیں جیسے قنسرین (شام کے ایک شہر کا نام) اس سے جب اسم منسوب بنائیں گے تو قنسری اور قنسرینی دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

قولہ۔ویفتح الثانی من نحو نمر ---بخلاف تغلبی

ش: یعنی ہر کلمہ ثلاثی مکسور العین کو نسبت کی حالت میں فتح دیا جائے گا جیسے نمر میں نمری لیکن اگر کلمہ رباعی ہو تو اپنی مکسور حالت پر باقی رکھا جائے گا۔ جیسے تغلب میں تغلبی۔

متن

وتحذَفُ الْيَاءُ وَالْوَاوُ من فَعِيلة وفَعُولة بِشَرْط صِحَة الْعين وَنفي التَّضْعِيف ك حَنَفِيّ وشَنَئِيّ وَمن فُعيلةٍ غيرِ مضاعَف ك جُهَيْنَةَ بِخِلَاف شديديٍّ وطَوِيليّ وسِلِيقِيٍّ وسَليمِيّ فِي الأزد وعَمِيريٌّ فِي كلب شَاذ وعُبَديٌّ وجُذَميٌّ فِي بني عُبَيْدَة وجُذيمة أشذ وخُرَيبِيٌّ شَاذٌ وثقَفِيٌّ وقُرَشِيٌّ وفُقَميّ فِي كنَانَةَ ومُلَحِيٌّ فِي خُزَاعَة شَاذوتحذَف الْيَاء من المعتلّ اللَّام من الْمُذكر والمؤنث وتقلب الْيَاء الْأَخِيرَة واوا كغنويٍّ وقُصَوِيٍّ وأُمويٍّ وَجَاء أُمَيِّيٌّ بِخِلَاف غَنوي وأَمَويّ شَاذ وَأُجْرِيَ تَحَوِيٌّ فِي تَحِيَّة مجْرى غنوي وَأما نَحْو عَدو فعدويٌّ اتِّفَاقًا وَفِي نَحْو عَدُوَّةٍ قَالَ الْمبرد مثلَه وَقَالَ سِيبَوَيْهِ عدوِيٌّ۔

شرح

ابھی یہ بات گزری ہے کہ تاء کو ہر حال میں حذف کیا جائے گا۔ پھر مصنف رحمہ اللہ نے یہاں تین ایسے مقامات کو ذکر کیا ہے جہاں ما قبل آخر کو حذف کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ۲۔ فَعِیلَة کی یاء اور فَعُولَة کے واؤ کو حذف کیا جائے گا مگر دو شرطوں کے ساتھ:

۱۔ عین کلمہ معتل نہ ہو۔

۲۔ کلمہ مضاعف نہ ہو۔

فعیلة کی مثال جیسے حنیفة میں حنفی۔ فَعُولة کی مثال جیسے شَنوءة میں شَنَئِیّ۔

۳۔ فُعَیلَة کی یاء کو بھی وجوباً حذف کیا جاتا ہے مگر ایک شرط کے ساتھ کہ کلمہ مضاعف نہ ہو جیسے جُھَینة میں جُھَنِیّ۔

اب جہاں مذکورہ شرائط نہ پائی گئیں تو وہاں حذف بھی واجب نہیں ہو گا جیسے شدیدۃ میں شدیدیّ یہاں فَعیلۃ وزن موجود ہے مگر کلمہ مضاعف ہے اور جیسے طویلۃ میں طویلی یہاں معتل العین ہے اسی بناء پر یاء کو حذف نہیں کیا گیا۔

قولہ۔وسلیقی وسلیمی ---شاذ

ش۔ مذکورہ قواعد کے خلاف جو منسوب آئے گا شاذ ہو گا مصنف رحمہ اللہ یہاں سے خلاف القیاس تغیرات کی مثالیں دے رہے ہیں۔ سلیقیّ سلیقۃ کا اور سلیمیّ سلیمۃ کا اسم منسوب ہے (سلیمہ قبیلہ ازد کے بطن کا نام ہے) قیاس ان دونوں میں سلقی اور سلمی ہے کیونکہ فعیلۃ کے وزن پر ہیں مگر خلاف القیاس سلیقیّ اور سلیمیّ لائے یہ شاذ ہیں اسی طرح عمیری عمیرۃ کا اسم منسوب ہے جو کلب کا بطن ہے اس میں بھی قیاس عمری تھا یہ بھی شاذ ہے۔

قولہ۔وعبدی و جدمی أشذ۔۔

ش: بنی عبیدۃ کی نسبت میں عُبُدیّ اور بنی جَذیمۃ کی نسبت میں جُذَمیّ اسم منسوب لانا أشذ ہے۔ یہ اشذ اس وجہ سے ہے کہ ماقبل مثالوں میں یاء کو حذف نہیں کیا گیا تھا جس کا حاصل یہی ہے کہ لفظ کو اپنی حالت پر رہنے دیا لیکن یہاں پہلے حرف کو ضمہ دیا گیا جسکی وجہ سے کلمہ اپنی اصلی حالت سے نکل گیا اور یہ بڑی خرابی ہے۔

قولہ۔خریبی شاذ -- وثقفی شاذ

ش: خُرَیبۃ کا اسم منسوب خُرَیبِیّ بغیر حذف یاء کے جو آیا ہے شاذ ہے، کیونکہ فُعَیلۃ وزن ہے یاء کو حذف ہونا چاہیے تھا۔اسی طرح ثقیف کی نسبت میں ثقفیّ، قریش کی نسبت میں قُرَشیّ، فُقَیم کی

نسبت میں فُقمیّ اور مُلَیح کی نسبت میں مُلَحِیّ شاذ ہے۔ کیونکہ یہ سب "ۃ" سے خالی ہونے کی بناء پر اس کے مستحق تھے کہ ان کا اسم منسوب یاء کے ساتھ لایا جائے۔

قولہ۔وتحذف الیاء من المعتل اللام ۔

ش: یہ چوتھا مقام ہے جہاں پر ماقبل آخر میں حذف واقع ہوتا ہے۔ صاحب شذ العرف نے یہ قاعدہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جس فَعیل کا لام کلمہ معتل ہو عام ہے واوی ہو یا یائی اس کی یاء کو حذف کرتے ہیں۔ اور لام کلمہ کے مقابلہ میں جو یاء ہے اس کو واؤ سے تبدیل کرتے ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس بات کو ایسے بیان کیا ہے کہ معتل اللام خواہ مذکر ہو یا مؤنث (اگر فعیل یا فُعَیل وزن پر آجائے یا فعیلۃ وفُعَیلۃ وزن پر) تو پہلی یاء کو حذف کیا جائے گا اور دوسری یاء کو واؤ سے بدلا جائے گا اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے نزدیک اس کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ پہلے خاص اوزان پر ان چار حرفی کلمات کا ذکر تھا جن کا لام کلمہ صحیح ہے اور اب ان چار حرفی کلمات کا ذکر ہے جن کا لام کلمہ معتل ہے۔

۔مثال فَعیل وفُعَیلۃ کی جیسے غنیّ وغنیّۃ سے غَنَوِیّ

۔مثال فُعَیل وفُعَیلۃ کی جیسے قُصَیّ وقُصَیّۃ سے قُصَوِیّ

۔اسی طرح اُمَیّ اور اُمَیّۃ سے اُمَوِیّ

کبھی اس قاعدہ کے خلاف بھی وارد ہوا ہے لیکن وہ نادر ہے جیسے اُمیّ میں بغیر حذف و قلب کے اُمَیِیّ آیا ہے اسی بناء پر غنوی میں بغیر حذف و قلب کے اسم منسوب نہیں آیا ۔

قولہ۔وأجری تحوی فی تحیۃ مجری غنوی۔

ش: یہ مسئلہ فائدہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وزن کے اعتبار سے اگرچہ تحیۃ فعیلۃ نہیں بلکہ تفعلۃ ہے مگر حرکات و سکنات کے اعتبار سے کیونکہ غنیۃ کیطرح تھا اس لیے اس کا اسم منسوب بھی غنیۃ کے اسم منسوب غنوی کی طرح آئے گا یعنی تحویّ۔

قولہ۔وأما نحو عدو ---- وقال المبرد۔۔

ش: یعنی فَعُول معتل باللام کا اسم منسوب بناتے وقت نہ حذف ہو گا نہ قلب بلکہ اسی حالت میں یاء مشدد لاحق کی جائے گی بالاتفاق جیسے عدوّ میں عدویّ۔ لیکن اس کی مؤنث کے اسم منسوب میں اختلاف ہے مبرد کے نزدیک مذکر کی طرح ہی فعوۃ سے بھی اسم منسوب بنایا جائے گا لھذا جیسے عدوّ میں عَدَوِیّ پڑھتے ہیں عَدُوَّۃ میں بھی عَدَوِیّ پڑھیں گے امام مبرد فعول اور فعوۃ سے اسم منسوب میں کوئی فرق نہیں کرتے چاہے یہ معتل اللام ہوں یا صحیح۔

لیکن سیبویہ کے نزدیک فعوۃ معتل اللام کا اسم منسوب صحیح کی طرح آئے گا یعنی تاء اور واؤ کو حذف کیا جائے گا آخر میں یاء مشدد لاحق ہو گی اور ما قبل مکسور ہو گا لھذا ان کے نزدیک عدوۃ سے اسم منسوب عَدَوِی آئے گا۔

متن

وتحذف الْيَاء الثَّانِيَة من نَحْو سَيِّدي وميتي ومهيمي من هيَّم وطآيّ شَاذ فَإِن كَانَ نَحْو مَهيِّم تَصْغِيرَ مُهوِّمٍ قيل مُهَيِّميٌّ بالتعويض۔

شرح

قولہ۔وتحذف الياء الثانية۔۔۔

ش: عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی آخری حرف صحیح ہو اور ما قبل اس کے یاء مشدد مکسور واقع ہو پھر یاء نسبت کی آخر میں لاحق کی جائے تو وہاں یاء مشدد مکسور میں سے ثانی یاء کو حذف کرنا واجب ہے خواہ وہ کلمہ جس بھی وزن پر ہو جیسے سیّد بروزن فیعل میں سیّدیّ، میت میں میتیّ اور مھیِّم بروزبن مُفعِّل میں مُھیمیّ۔ اس کے خلاف شاذ ہے جیسے طَیّ (جو سید کی طرح ہے) کا اسم منسوب طیئیّ آنا چاہیے تھا مگر ثانی یاء کو حذف کرکے پہلی کو الف سے بدل دیا اور طائیّ ہو گیا یہ شاذ ہے۔

قولہ۔فأن كان مهيم تصغير مهوم۔۔

ش: مُھیِّم کا اسم منسوب جو مُھیِمیّ بتلایا گیا ہے یہ تب ہے جب کہ یہ ھَیَّم باب سے ہو اور اس باب کا اسم فاعل ہو لیکن اگر یہ مُھوِّم کی تصغیر ہو تو اس صورت میں اسم منسوب مُھَیِّیمیّ آئے گا اور وہ اس طرح کہ مھوِّم میں واؤ اولی کو حذف کیا گیا پھر یاء تصغیر تیسری جگہ لائی گئ تو مُھیوِم ہو گیا پھر دونوں میں ادغام کر دیا تو قویل قانون کے تحت مھیّم ہو گیا۔ اب یہ اسم فاعل مُھَیِّم کے مشابہ ہو گیا جو ھیّم باب سے ہے تو اس اشتباہ کو دور کرنے کے لیے یاء زائد کی گئ تو مُھَیِّیمیّ ہو گیا۔

نوٹ۔ ابن حاجب نے یاء زائدہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ واؤ محذوف کے عوض لائی گئ ہے۔

متن

وتقلب الْألف الْأَخِيرَة الثَّالِثَة وَالرَّابِعَة المنقلبة واوا كعَصَوِيٌّ ورحَوِيٌّ وملْهَوِيّ ومرموي ويحذف غَيرهَا كحبليٍّ وجمزِيٍّ ومُرامِيٍّ وقَبعْثَرِي وَقد جَاءَ فِي نَحْو حُبْلَى حُبلَوِيٌّ وحبلاوي بِخِلَاف نَحْو جمزى -

شرح

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسم منسوب کے آخر میں الف ہو اور تیسری جگہ ہو تو اس کو واوٗ سے بدلتے ہیں خواہ اصلی ہو زائدہ ہو، نسیاً ہو یا مطلقًا۔ جیسے عصا جس میں الف تیسری جگہ پر واوٗ سے بدل کر آیا ہے۔ اس الف کو اسم منسوب میں واوٗ سے بدل کر عصویؔ پڑھیں گے اور جیسے رحی میں رَحَوِیّ۔

اور اگر الف چوتھی جگہ پر حرف اصلی سے بدل کر آیا ہو خواہ واوٗ سے خواہ یاء سے اس کو بھی نسبت میں واوٗ سے بدلیں گے جیسے مَلْھیً میں مُلْھوِیّ جو چوتھی جگہ پر واوٗ سے بدل ہے اور مرمِیٰ میں مر مَوِیّ جو چوتھی جگہ پر یاء سے بدل ہے۔

قولہ: ویحذف غیرھما کحبلی۔۔

ش: فرماتے ہیں اگر الف تیسری جگہ پر نہ ہو یا چوتھی جگہ پر ہو لیکن حرف اصلی سے بدل نہ ہو تو پھر ہر صورت میں الف کو حذف کریں گے مثال اس کی جہاں چوتھی جگہ پر الف تانیث کے لیے ہو جیسے حبلی جمزی کہ نسبت میں حبلیّ جَمَزِیّ پڑھیں گے۔ مثال الف کی جو پانچویں جگہ پر حرف اصلی سے بدل ہو جیسے مُرَامیً میں مُرَامِیّ۔ الف زائدہ خامسہ کی مثال جیسے قبعثری میں قبعثریّ۔

قولہ۔ وجاء فی نحو حبلی۔۔

ش: اگر الف چوتھی جگہ پر غیر اصلی ہو اور ثانی حرف ساکن ہو تو الف کو واوٗ سے بدلنا بھی جائز ہے اور واوٗ سے بدل کر الف کا اضافہ بھی جائز ہے جیسے حبلی میں حبلوی اور حُبلاوِیّ دونوں جائز

ہیں۔ لیکن اگر ثانی حرف متحرک ہو تو حذف الف واجب ہے جیسے جمزی میں جمزیّ واجب ہے
۔

متن

وتقلب الْيَاء الْأَخِيرَة الثَّالِثَة المكسور مَا قبلهَا واواً وَيفتح مَا قبلهَا كعموي وشجَويٍّ وتحذف الرَّابِعَة على الْأَفْصَح كقَاضِي ويحذف مَا سواهُمَا ك مُشْتَرِي-

شرح

عبارت میں اس اسم کی نسبت کا بیان ہے جس کے آخر میں یاء ہو۔ کل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو یاء آخر کلمہ میں ہو گی وہ تیسری جگہ ہو گی چوتھی جگہ ہو گی یا پانچویں جگہ۔ دوسری جگہ کا حکم پیچھے گزر چکا ہے۔

اگر تیسری جگہ ہو تو ما قبل یا متحرک مکسور ہو گا یا ساکن، اگر متحرک مکسور ہو تو یاء کو واؤ سے بدل کر ما قبل کو فتح دیں گے اور ساکن ہو تو چار حال سے خالی نہیں، ما قبل یا حرف صحیح ہو گا یا حرف علت ہو گی یا یاء ہو گی جو اس یاء میں مدغم ہو گی۔ (یا الف ہو گا جس کا حکم یہاں مصنف نے نہیں ذکر کیا، الف اپنے حال پر ہو گا اور یاء کا حکم آگے آرہا ہے باب سقایۃ میں جس میں رای کا بھی ذکر ہے۔)

۔اگر یاء کا ما قبل حرف صحیح ہو تو اس کا حکم صحیح والا ہو گا یعنی کلمہ میں تغیر کیے بغیر اسم منسوب بنایا جائے گا۔

۔اگر یاء کے ما قبل بھی یاء ہوئی تو دیکھیں گے اگر وہ اصل میں بھی یاء ہے تو فک ادغام کیا جائے گا اور اگر حقیقت میں وہ واؤ ہو اتو اصل کی طرف لوٹایا جائے گا اور دوسری یاء کو واؤ سے بدل دیں گے۔

اگر یاء چوتھی جگہ پر ہوئی تو دیکھیں گے ما قبل یا مکسور ہے یا ساکن، مکسور ہوا تو یاء کو حذف کر کے یاء نسبت لائی جائے گی۔

اگر ساکن ہوا تو پھر دیکھیں گے وہ ساکن یا الف ہو گا یا یاء ساکن (جن کا حکم مصنف نے یہاں بیان نہیں کیا)۔ اگر الف ہوا تو الف منقلبہ عن الھمزہ ہمزہ کے حکم میں ہو گا اور الف زائدہ میں یاء کو نسبت میں ہمزہ سے بدلا جائے گا۔

اور اگر یاء پانچویں جگہ پر ہوئی تو اس کا ما قبل یا مکسور ہو گا یا ساکن، مکسور ہوا تو حذف کی جائے گی۔

ساکن ہوا تو ساکن تین حال سے خالی نہیں (یا الف ہو گا جس کا حکم پچھلے قواعد میں گزر چکا) یا یاء ہو گی جو اس میں مدغم ہو گی (یا اس کا غیر کچھ ہو گا جسے مصنف نے ذکر نہیں کیا اگر ما قبل الف زائدہ ہوا تو یاء کو ہمزہ سے بدلیں گے یا واؤ سے)

اگر یاء مدغم ہوئی تو دیکھیں گے کہ دونوں یائیں زائد ہیں یا پانچویں اصلی ہے اگر دونوں زائد ہوئیں تو نسبت میں حذف واجب ہے اور اگر دوسری اصلی ہوئی تو دیکھیں گے کہ ثانی حرف ساکن ہے یا متحرک ساکن ہوا تو بہتر دونوں کا حذف ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی کو حذف کر کے دوسری کو واؤ سے بدل دیں (اور اگر متحرک ہوئی تو دونوں کا حذف واجب ہے) کلھافی الرضی متفرقا۔

اب مصنف نے بڑے خوبصورت انداز سے پہلے ان مقامات کو جمع کیا ہے جہاں یاء تیسری چوتھے اور پانچویں وغیرہ مقامات پر ہو اور ما قبل مکسور ہو۔

پھر طَیِّبة سے اس مقام کو ذکر کیا ہے کہ یاء تیسری جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف صحیح ہو۔

پھر طیّ سے اس مقام کو ذکر کیا ہے جہاں یاء تیسری جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف علت یاء ہو جو مدغم ہو۔

پھر چونکہ چوتھی جگہ پر یاء ہو تو اس کے بقیہ احکامات کا تعلق اس باب سے نہیں تھا تو انہیں ذکر بھی نہیں کیا۔

پھر وما آخرہ یاء سے اس مقام کو ذکر کیا ہے جہاں یاء پانچویں جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف علت ہو۔

قولہ۔ویحذف ماسواهما۔۔

ش: یعنی تیسری اور چوتھی جگہ نہ ہو۔

متن

وَبَابُ مُحَيٍّ جَاءَ على مُحَوِيٍّ ومُحَيِّيٍّ كأموي وأُمَيِّيٍّ وَنَحْو ظَبْيَة وقِنية ورُقْيَةٍ وغزوة وَعُرْوَة ورِشوَة على الْقيَاس عِنْد سِيبَوَيْهِ وزِنويٍّ وقَرَوِيٍّ شَاذ عِنْده وَقَالَ يُونُس ظَبويّ وغزوِيٍّ واتفقا فِي بَاب ظَبْي وغزواء وبدوِيٌّ شَاذ وَبَاب طَيٍّ وَحَيٍّ ترد الأولى إِلَى أَصْلِهَا وتفتح فَتَقول طوَوِيٌّ وحيوِيٌّ بِخِلَاف دوِيٌّ وكوِيٌّ۔

شرح

باب سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں یاء پانچویں جگہ پر ہو اور ما قبل یاء مشدد ہو تو آخری یاء کو حذف کرتے ہیں پھر یاء مشدد میں سے پہلی یاء کو بھی حذف کر کے دوسری یاء کو نسبت میں واؤ سے بدلتے ہیں جیسے محیّ جو اصلی میں محیّیّ تھا اس کا اسم منسوب مُحَوِّی آئے گا۔ اسی طرح صرف آخری یاء کو حذف کر کے اس لفظ میں محیّیّ بھی پڑھا گیا ہے تو گویا نسبت میں دونوں طرح جائز

ہے۔ پھر اُمَیّ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ ایسے کہ جب پانچویں یاء کو حذف کر دیا تو مُحَیّ اُمَیّ کی شکل کا باقی رہ گیا تو جیسے اُمَیّ میں دونوں صورتیں جائز تھی اس میں بھی جائز قرار دی گئی۔

قولہ۔ونحو ظبية۔

ش: جہاں واؤ یا یاء تیسری جگہ ہوں اور ماقبل حرف صحیح ساکن ہو، وہاں دیکھا جائے گا کہ کلمہ بالتاء ہے یا بغیر التاء اگر بغیر التاء ہے تو بالاتفاق اس کلمہ کا حکم نسبت میں وہی ہے جو صحیح کا حکم ہے یعنی بغیر تغیر کے نسبت لائی جائے گی۔

لیکن اگر بالتاء ہو تو سیبویہ، اور یونس کا اختلاف ہے سیبویہ یہاں پر بھی یہی کہتے ہیں کہ صحیح کی طرح نسبت لائی جائے گی یعنی تاء کو گرا کر باقی برحال رکھیں گے اور یاء نسبت کی لاحق کریں گے اور اگر کوئی اس کے خلاف آئے تو شاذ ہو گا لھذا زِنیّۃ میں زَنَوِیّ اور قَرِیَّۃ میں قَرَوِیّ شاذ ہے

۔

لیکن یونس کے نزدیک یاء کو واؤ سے بدلا جائے گا اور ماقبل فتح دیا جائے گا جیسے ظبیۃ میں ظَبَوِیّ اور غَزْوۃ میں غَزَوِیّ پھر کیونکہ بغیر التاء والی صورت میں اتفاق ہے کہ بغیر تغیر کے نسبت لائیں گے لھذا البَدْوُ میں بَدَوِیّ یعنی دال کو حرکت دینے کے ساتھ جو نسبت آئی ہے شاذ ہے۔

اسی کے ضمن میں آگے فرمایا بخلاف دُوِیّ و کُوِّیّ یعنی اگر آخر میں اس صورت میں واؤ مشدد واقع ہو جیسے یہاں یاء واقع ہوئی تھی تو اسم منسوب بناتے وقت کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا خوہ کلمہ بغیر التاء ہو جیسے دَوّ یا بالتاء ہو جیسے کوّۃ۔

متن

وَمَا آخِره ياءٌ مُشَدّدَةٌ بعد ثَلَاثَة إِن كَانَ فِي نَحْو مَرمِيٍّ قيل مرموِيٌّ ومرمي وَإِن كَانَت زَائِدَة حذفت كـ كرْسِي وبخاتي فِي بَخَاتِيٌّ اسْم رجل وَمَا آخِره همزَة بعد ألف

إِن كَانَت للتأنيث قلبت واوا وصنعاني وبهراني وروحاني وجَلُولِيٌّ وحروري شاذ وَإِن كَانَت أَصْلِيَّة ثبتَتْ على الْأَكْثَر كقُرّائِيِّ وَإِلَّا فالوجهان ككِساويٌّ وعِلبَاوِيٌّ-

شرح

یہاں سے اس کلمہ کی نسبت کا بیان ہے جس کے آخر میں ہمزہ ہو اور ما قبل الف ہو۔ خلاصہ یہ کہ جو ہمزہ آخر میں الف کے بعد آئے، دو حال سے خالی نہیں الف زائدہ کے بعد ہو گی یا نہیں ۔وہ ہمزہ جو الف زائدہ کے بعد ہو چار قسم پر ہے۔

١۔اصلی ہو گی جیسے قراء۔اس کو اپنے حال پر رکھ کر نسبت لائی جائے گی۔

٢۔زائدہ محضہ ہو گی تانیث کے لیے۔اس کو نسبت میں واؤ سے بدلیں گے۔

٣۔حرف اصلی سے منقلب ہو گی جیسے کساء جو اصل میں کساوٌ تھا۔

٤۔حرف اصلی کے ساتھ ملحق ہو گی جیسے علباء۔

آخری دونوں صورتوں میں دو وجہیں جائز ہیں واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے اور اپنے حال پر رکھ کر نسبت کی یاء لاحق کرنا بھی جائز ہے۔

صنعاء بہراء روحاء کی نسبت میں ہمزہ کو نون سے بدل کر صنعانیؒ بہرانیؒ اور روحانیؒ پڑھنا شاذ ہے ۔

وَبَابُ سِقَايَة سقائيٌّ بِالْهَمْزَةِ وَبَابُ شَقَاوة شَقاوي بِالْوَاو وَبَاب رايٍ ورايَةٌ رائِيٌّ وراوِيٌّ

قولہ۔وباب سقاية سقائی ---وراییّ

ش:دو قواعد کا ذکر ہے۔

۱۔باب سقایۃ سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو اور اس سے پہلے الف زائدہ ہو اور اس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلا نہ گیا ہو تو نسبت کے وقت ۃ لازمہ کے گر جانے کی وجہ سے یاء کو ہمزہ سے بدل دیں گے جیسے سقایۃ میں سقائیّ لیکن واؤ کو (صرف واوی اور یائی میں فرق کرنے کے لیے) نہیں بدلیں گے لھذا شقاوۃ کا اسم منسوب شقاویّ آئیگا۔

۲۔باب رأیٍ سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں تیسری جگہ پر یاء ہو اور ما قبل الف غیر زائدہ ہو تو اس میں تین وجہیں پڑھنا درست ہے سقائی سے تشبیہ دیتے ہوئے ہمزہ سے بدلنا، ما قبل ساکن کے اعتبار سے ظبی سے تشبیہ دیتے ہوئے بغیر تغیر کے نسبت لانا یا اجتماع یا آت کے ڈر سے واؤ سے بدل دینا۔

لھذا حسب ترتیب راءٍ میں رائیّ رایِیّ اور راویّ تینوں وجہیں پڑھنا جائز ہے۔

متن

وَمَا كَانَ على حرفين إِن كَانَ متحرّك الْأَوْسَط أصلا والمحذوف اللَّام وَلم يعوَّضْ همزَةْ وصلٍ أَو كَانَ الْمَحْذُوف فَاءٍ وَهُوَ معتل اللَّام وَجب ردُّه كأَبَوِيٍّ وأخوي وستهي فِي سِتّ ووشوي فِي شِية وَقَالَ الْأَخْفَش وِشْيِيٌّ على الأَصْل وَإِن كَانَت لامه صَحِيحَة والمحذوف غيرهَا لم يُردَّ كعِدِيٍّ وزِنِيّ وسَهِيّ فِي سهٍ وَجاء عِدَوِيٌّ وَلَيْسَ بردٍّ وَمَا سواهُمَا يجوز فِيهِ الْأَمْرَانِ نَحْو غدِيّ وغَدَوِيٍّ وَابْنِيٍّ وبنوِيٍّ وحِرِيٍّ وحِرَحِيٍّ۔

شرح:

یہاں سے ان کلمات کی نسبت کا بیان ہے جو دو حرفوں پر مشتمل ہوں۔ جو اسم دو حرفوں پر مشتمل ہو وہ دو قسم پر ہے:

۱۔وضع واضع سے ہی دو حرف ہوں گے یا

۲۔اصل میں تو تین حرف ہوں گے پھر ایک کو حذف کر دیا گیا ہو گا۔

پہلی قسم صرف مبنیات میں ہوتی ہے جیسے من وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اسی لفظ کی نسبت لائی جائے گی یا یہ کسی کا علم بنا کر پھر نسبت لائی جائے گی پہلی صورت میں نسبت کیلئے دوسرے حرف کی تضعیف شرط ہے چاہے دوسرا حرف صحیح ہو یا حرف علت جیسے کم سے کمیّۃ اور ما سے مائیہ۔

دوسری صورت میں جبکہ کسی شخص کا عَلم ہو تو اگر ثانی حرف صحیح ہو اتو بغیر تغیر کے یاء نسبت کی لگائی جائے گی جیسے من سے منیّ اور اگر حرف علت ہو اتو قبل النسبت تضعیف کی جائے گی۔

پہلی قسم کی بات مکمل ہوئی۔

دوسری قسم میں اگر چاہیں تو حرف رد کر کے یاء نسبت کی لگادیں۔

اس کی تفصیل یہ ت ہے کہ دیکھا جائے گا محذوف فاء کلمہ ہے عین کلمہ ہے یا لام کلمہ۔اگر محذوف فاء کلمہ ہے جو عموماً مثال کے مصدر میں ہوتا ہے تو لام کلمہ کو دیکھیں گے حرف صحیح ہے یا حرف علت اگر حرف صحیح ہو تو نسبت میں فاء کلمہ کو نہیں لوٹایا جائے گا جیسے عدۃ میں عدیّ۔

اور اگر حرف علت ہو اتو فاء کلمہ کو لوٹانا واجب ہے جیسے شیۃ میں وشَریّ۔

اگر محذوف عین کلمہ ہو ااور وہ صرف دو اسموں میں ہے:

۱۔سہٍ میں بالاتفاق

۲۔مذ میں بعض کے ہاں۔تو نسبت میں اس کو رد نہیں کریں گے۔

اگر محذوف لام کلمہ ہو اتو یا التقاء ساکنین کی وجہ سے ہو گا یا بغیر وجہ کے ہو گا۔ التقاء ساکنین کی وجہ سے اگر حذف ہو ا تو نسبت میں رد کیا جائے جیسے عصا میں عصوی۔

اور اگر بغیر وجہ کے نسیاً حذف کیا ہو تو اس میں تفصیل ہے دیکھیں گے کہ عین کلمہ حرف علت ہے یا نہیں اگر ہے تو کوئی حرف صحیح تو اس سے بدل کر نہیں آیا یا آیا ہے جیسے فم اگر نہیں آیا تو لام کا رد واجب ہے جیسے شاۃ میں شاہیّ اگر آیا ہے تو رد نہیں ہو گا جیسے فمیّ۔

اور اگر ع کلمہ حرف علت نہیں تو بھی دو حال سے خالی نہیں نسبت کے علاوہ کسی بھی جگہ میں لام کلمہ کا رد ثابت ہو گا یا نہیں اگر ہوا (اور یہ رد یا تو تثنیہ میں یا جمع بالالف والتاء میں اور یا اضافت کی حالت میں ہو گا۔) تو نسبت میں بھی رد واجب ہو گا جیسے اَب اَخ حم ھن کہ تثنیہ میں رد ہوتے ہیں اور اگر کسی جگہ میں بھی رد ثابت نہ ہو تو نسبت میں اختیار ہے چاہے رد کرو چاہے نہ کرو جیسے غدی اور غَدوِیّ اسی طرح متن کی باقی مثالیں بھی ہیں۔

اس سارے خلاصہ کے بعد یہ بات سمجھیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے بیان ہونے والے قاعدے کو پسند نہیں کیا جس میں بات ثبوت رد یا عدم ثبوت پر مبنی تھی۔ مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا یہ احالۃ علی الجھالۃ ہے اور ایک اور قاعدہ اس بارے میں بیان فرمایا وھو ھذا۔

اگر عین کلمہ حرف علت نہ ہوا تو دیکھیں گے اگر اصل میں متحرک الاوسط ہو اور لام محذوفہ کے عوض ہمزہ وصلی نہ لائی گئی ہو تو لام کلمہ کا رد واجب ہو گا لھذا اَب میں اَبوی واجب ہے اور اگر اصل میں ساکن العین ہوا تو رد اور ترک دونوں جائز ہوں گے جیسے غدی اور غَدویّ۔۔ اسی طرح اگر عوض میں ہمزہ لائی گئی تو لام کو رد کر کے ہمزہ کو حذف کرنا یا ہمزہ پر اکتفاء کرنا دونوں جائز ہیں جیسے اَبنی اور بنویّ وغیرہ۔

اب کتاب کے اعتبار سے خلاصہ سنیں مصنف رحمہ اللہ نے کل چار قواعد بیان کیے ہیں۔

۱۔پہلا قاعدہ تو یہی آخری والا بیان ہے۔

۲۔أوکان المحذوف فاء یعنی جہاں تیسرا حرف فاء حذف ہو اور کلمہ معتل باللام ہو۔

۳۔وأن کانت لامہ صحیحہ۔یعنی جہاں فاء یا عین کلمہ محذوف ہو اور لام کلمہ صحیح ہو۔

۳۔وماسواھمایجوز فیہ الامران۔اس کے تحت تین اصناف آتی ہیں

۱۔محذوف اللام، ساکن الاوسط اور ہمزہ وصلی عوض میں نہ ہو جیسے غد اور حرٍ۔جو اصل میں غدو اور حرح تھے ان کی نسبت میں رد اور ترک رد دونوں جائز ہیں لھذا غدی اور غدوی اسی طرح حریّ اور حرحیّ دونوں جائز ہیں۔۲۔محذوف اللام متحرک الاوسط عوض میں ہمزہ وصلی ہو تو رد کے ساتھ ہمزہ وصلی کا حذف یا ہمزہ وصلی پر اکتفاء دونوں جائز ہیں لھذا ابن میں ابنیّ اور بنویّ دونوں جائز ہیں۔

۳۔محذوف اللام ساکن الاوسط عوض میں ہمزہ وصلی ہو جیسے اسم کہ اسمیّ اور سمویّ دونوں جائز ہیں۔

متن

وَأَبُو الْحسن يُسكِن مَا اصله السّكُون فَيَقُول عَدْوِيٌّ وحرحي وَأُخْتٌ وَبنت كأخ وَ ابْنٍ عِنْد سِيبَوَيْهِ وَعَلَيهِ كِلَوِيٌّ وَقَالَ يُونُس أختِيّ وبنتيّ وَعَلِيهِ كِلتِيٌّ وكِلْتَوِيٌّ وكِلْتَاوِيٌّ-

شرح

جس کلمہ کا بھی لام کلمہ رد کیا گیا اور اس کلمہ کی اصل میں عین ساکن تھا تو سیبویہ عین کلمہ کو فتح دیتے ہیں اور اخفش اپنے حال پر رہنے دیتے ہیں۔

قولہ۔وأخت ونبت کأخ وابن -- کلتاویّ۔

ش: مؤنث ثلاثی، محذوف اللام جس کے عوض شروع میں ہمزہ ہو یہ نسبت میں اپنے مذکر کی ہی طرح ہے لھذا جیسے مثلا ابن میں دو صورتیں جائز ہیں تو ابنۃ میں بھی وہی دو صورتیں جائز ہیں۔ لھذا ابنۃ میں ابنیّ اور بنویّ دونوں صورتیں جائز ہیں۔۔ اسی طرح مؤنث ثلاثی محذوف اللا م جس کے عوض میں تاء آئی ہو اس کا حکم بھی اپنے مذکر والا ہے جیسے اُخت کا حکم اَخ والا ہے۔ اَخ میں جیسے واؤ کو حذف کیا جاتا ہے تو پھر نسبت میں واؤ واپس آجاتا ہے اسی طرح اُخت میں تاء کو حذف کرنے کیوجہ سے واؤ واپس آجائے گا اور اسم منسوب مذکر کی طرح اَخویّ آئے گا۔

یہ مذہب امام سیبویہ کا ہے اور ان کے نزدیک اسی پر لفظ کلتاہے جو اصل میں کلوی تھا پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا تاکہ تانیث پر دلالت کرے (نیز واؤ کے عوض بھی لائی گئی پس محض تانیث کے لیے نہیں) پھر جب نسبت لانے لگے تو تاء کو حذف کر دیا عوض کے حذف ہونے سے واؤ واپس آگیا پھر اوسط حرف کو جو لام تھا فتح دی گئی اور الف کو حذف کر دیا تو کلَویّ ہو گیا۔

اس بارے میں امام یونس یہ کہتے ہیں کہ بغیر حذف عوض کے بھی نسبت لائی جاسکتی ہے لھذا اُخت میں اُختیّ اور بنت میں بنتیّ بھی جائز ہے۔اگر یہ صحیح ہو تو اس صورت میں کلتا میں کلتیّ پڑھنا بھی جائز ہو گا نیز چوتھی جگہ پر الف ہونے کی بنا پر اور ثانی حرف کے ساکن ہونے کی بنا پر جیسے حبلی میں حُبلَوِیّ اور حولاوِیّ جائز تھا، ادھر بھی جائز ہو گا اور کلتوِیّ اور کلتاوِی دونوں جائز ہوں گے کذا قالہ کمال فی شرحہ۔

متن

والمركب ينْسب إِلَى صَدره ك بعليٍّ وتأَبَّطِيٍّ وخَمْسِيّ فِي خَمْسَةَ عشرَ علماً وَلَا ينْسَب إِلَيْهِ عددا والمضاف إِن كَانَ الثَّانِي مَقْصُودا أصلا كَابْنِ الزبير وَأبي عَمْرٍو قيل زُبيرِيٌّ وعَمرِيٌّ وَإِن كَانَ ك عبد منَاف وامرئ الْقَيْس قيل عَبدِي وأمْرَئِيٌّ وَالْجمع يردّ إِلَى الْوَاحِد فيُقَال فِي كتب وصحف ومساجد وفرائض كتابِيٌّ وصُحفيٌّ ومسجدي وفرضي وَأما مَسَاجِد علما فمساجدي كأنصاري وكلابي وَمَا جاءَ على غير مَا ذكر فشاذ وَكثُر مَجِيءُ فَعَّالٍ فِي الْحِرْف كبتَّاتٍ وعوَّاج وثوَّاب وجمَّال وَجاء فَاعل أَيْضا بِمَعْنى ذِي كَذَا كتامر وَلابْن ودارع ونابِل وَمِنْه {عيشة راضية} وطاعم وكأس۔

شرح

یہاں سے مرکب کی نسبت کا بیان شروع ہو رہا ہے رضی نے لکھا ہے کہ تمام اقسام مرکبات اپنے صدر کی طرف منسوب ہوتی ہیں عام ہے کہ جملہ محکیہ ہو جیسے تأبط ّشر، یا غیر جملہ ہو نیز عام ہے کہ ثانی حرف کو متضمن ہو جیسے خمسة عشریان نہ ہو جیسے بعلبک ّ اسی طرح مرکب اضافی میں بھی مضاف کی طرف نسبت ہو گئی اگر چہ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

پھر اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے تقریبا ۳ قواعد بیان کیے ہیں۔

۱۔ مرکب منع صرف یا مرکب بنائی علم ہونے کی حالت میں یا مرکب جو جملہ ہو ہر ایک اپنے صدر کی طرف منسوب ہو گا۔

۲۔ مرکب اضافی میں اگر مضاف الیہ اصلا مقصور ہو جیسے ابن الزبیر کہ زبیر کا بیٹا ہونا اصل مقصود ہے تو اس صورت میں پہلے جز کی نسبت میں نسبت نہیں لائی جائے گی لھذا ابن الزبیر میں زُبیریّ کہا جائے گا۔

۳۔ اور اگر دوسرا جزاصلا مقصود نہ ہوا تو پہلے جز کی نسبت لائی جائے گی جیسے امر اٗ القیس میں امرئیّ اور عبد مناف میں عبدیّ۔

قولہ۔والجمع یرد الی الواحد -- فشاذ

ش: جمع کو واحد کی طرف رد کیا جائے گا پھر نسبت لائی جائے گی جیسے مساجد کے علم ہونے کی صورت میں نسبت مساجدیّ آئے گی۔

ان احکام کے خلاف اگر کوئی نسبت آئے تو وہ شاذ ہے۔

بغیر یاء کے نسبت کے احکام

قولہ۔وکثر مجیئ فعال فی الحرف۔۔

ش: ابھی تک ان نسبتوں کا بیان تھا جو یاء کے ساتھ آتی تھی یہاں سے بغیر یاء والی نسبتوں یعنی اسم منسوب کا بیان ہے۔

فرماتے ہیں کہ بغیر یاء کے نسبت کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔ پیشوں کیلئے فعّل کا لفظ جیسے عواج ہاتھی (ہاتھی کی ہڈی بیچنے والا)

۲۔ فاعل کا لفظ ذی شئی یا صاحب کذا کی معنی مین جیسے طاعم بمعنی ذو طعم۔ وغیرہ اسی سے "عیشة راضیة " بھی ہے بمعنی عیشۃ ذات رضیّ۔

جمع کی بحث

متن

الجمع الثلاثي الْغَالِبُ فِي نَحْو فلْسٍ على أفلُسٍ وفُلُوس وَبَابُ ثَوبٍ على أَثوَاب وَجَاء زِنَاد فِي غير بَاب سيْل ورِئلَانٍ وبُطنانٍ وغِرَدَةٍ وسُقُفٍ وأَنْجِدَة شَاذ وَنَحْوُ حِملٍ على أَحمالٍ وحُمُول وَجَاء على قِداح وأَرجُل وعَلى صِنْوَانٍ وذُؤبانٍ وقِرَدةٍ وَنَحْوُ قُرءٍ على أَقراءٍ وقُروءٍ وَجَاء على قِرطَةٍ وخِفَافٍ وفُلْكٍ وَبَابُ عُودٍ على عِيدَانٍ۔

شرح

جمع کی دو اقسام ہیں

۔جمع مصحح جسے جمع صحیح بھی کہتے ہیں۔

۔جمع مکسر جسے جمع تکسیر بھی کہتے ہیں۔

جمع مصحح کی بحث کو چونکہ مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں بیان کر دیا تھا اس بنا پر یہاں جمع مکسر کی بحث کو تفصیلاً ذکر فرمایا اور جمع سالم کو قلیل ذکر فرمایا۔ جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء ٹوٹ جائے اس میں تغیر واقع ہو جائے خواہ جس صورت میں بھی وہ۔

شارح کمال نے لکھا ہے کہ جمع مکسر کی ٢٤ ابنیہ ہیں جو موقوف علی السماع ہیں اور رضی نے لکھا ہے کہ اکثر جموع تکسیر سماعی ہیں لیکن بعض ابنیہ بعض مفردات میں اکثر استعمال ہوتی ہیں گویا ان میں غالب ہیں اب مصنف رحمہ اللہ کی جمع تکسیر کے بیان میں عادت یہ رہی ہے کہ اولا وہ اس جمع کو ذکر کرتے ہیں جو مفرد کیلئے غالب ہو پھر شاذ کی طرح غیر غالب جمع کے اوزان کو ذکر

کرتے ہیں نیز جمع مکسر کی ہر دو اقسام جمع قلت اور جمع کثرت کو بھی ساتھ ہی ساتھ ذکر کرتے ہیں ۔

باب الجمع کا خلاصہ

باب کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے ترتیب کے ساتھ ثلاثی رباعی خماسی کی جمع کے احکامات بیان فرمائے ہیں پھر اسم جنس ،اسم جمع ، شذوذ جمع ،اور آخر میں جمع الجمع کو ذکر فرمایا ہے پھر ثلاثی میں مجرد اور مزید کی ابنیہ اور ہر ایک میں اسم اور صفت کی ابنیہ اور ان میں سے ہر ایک میں مذکر اور مؤنث کی ابنیہ کو جدا جدا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اسم ثلاثی مجرد مذکر کی جمع

قولہ۔الجمع الثلاثی الغالب نحو فلس --- أنجدة شاذ

ش: مصنف رحمہ اللہ سب پہلے ثلاثی، مجرد، اسم۔نہ کہ صفت۔مذکر کی ابنیہ ءِ جمع کو بیان فرمارہے ہیں شروع کتاب میں یہ بات گزر چکی کہ ثلاثی مجرد اسم کی دس ۱۰ ابنیہ ہیں تو انہی کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

۱۔فَعْل۔غالب یہ ہے کہ اس کی جمع قلت اَفْعُل پر اور جمع کثرت فُعُول وزن پر آتی ہے جیسے فَلس میں اَفْلُس اور فُلُوس۔سوائے اجوف واوی اور یائی کے، کیونکہ ان کی جمع قلت میں غالب وزن اَفعال ہے (جبکہ فَعْل وزن ہو) جیسے ثوب میں اَثواب اور جمع کثرت میں فِعَال وزن غالب ہے جیسے ثیاب۔

آگے مصنف نے جو یہ فرمایا کہ " وجاء علی زناد فی غیر باب سید "اس کا مطلب یہ ہے کہ فعل چاہے صحیح ہو یا اجوف واوی ان کی جمع تکسیر میں فِعال وزن بھی غالب ہے۔ لیکن اجوف یائی میں فِعال کے بجائے فعول غالب ہے۔

پھر مصنف رحمہ اللہ نے غیر غالب اوزان کو ذکر فرمایا ہے۔

جمع قلت میں اجوف کے سوا غیر غالب افعال کا وزن ہے اور کثرت میں فِعلان کا وزن ہے جیسے رِئلان جو رأل کی جمع ہے، فُعلان جیسے بُطنان جو بطن کی جمع ہے فِعلَۃ جیسے غِرَرۃ جو غِرد کی جمع ہے اور فُعُل جیسے سُقُف جو سَقف کی جمع ہے۔

فَعُل کی جمع میں اَفعِلۃ کا وزن شاذ ہے جیسے نجدُ میں اَنجِدۃ۔

قولہ: ونحو حِمل علی أحمال - --وقِردة -

۲۔ فِعُل کی جمع قلت چاہے صحیح میں ہو یا اجوف وغیرہ، اس میں اَفعال وزن غالب ہے اور جمع کثرت میں فُعُول وزن غالب ہے۔ پھر مصنف رحمہ اللہ نے تو اس بات کو مطلقاً بیان کیا ہے لیکن رضی نے یہاں بھی پہلے وزن والی تحقیق جاری کی ہے اور وہ یہ کہ یہاں جمع کثرت صحیح کے دو وزن غالب ہیں ۱۔ فُعُول ۲۔ فِعَال اور اجوف واوی میں صرف فِعَال وزن غالب ہے اور اجوف یائی میں صرف فُعُول وزن غالب ہے۔ اس کے بعد غیر غالب اوزان کا ذکر ہے جو کل چار ہیں۔

۱۔ اَفعُل جیسے اَرجل جو رِجل کی جمع ہے۔

۲۔ فِعلان جیسے صِنوان جو صِنو کی جمع ہے۔

۳۔ فُعلان جیسے ذؤبان جو ذئب کی جمع ہے۔

٤۔فِعَلة جیسے قِرَدة جو قِرْد کی جمع ہے۔

قولہ۔ونحو قُر على أقراء ---عيدان

ش: ٣۔فُعُل کی جمع قلت میں اَفعال وزن غالب ہے مطلقا اور جمع کثرت میں فُعُول کا وزن غالب ہے لیکن اجوف میں فِعلان وزن غالب ہے جیسے عُود میں عِیدان۔

اور غیر غالب تین اوزان ہیں:

١۔فِعَلة جیسے قِرَطة جو قُرط کی جمع ہے۔

٢۔فِعَال جیسے خِفاف جو خُفّ کی جمع ہے۔

٣۔فُعُل جیسے فُلُک جو فلک کی جمع ہے۔

فائدہ۔مصنف رحمہ اللہ نے ہر جگہ فِعال وزن کو غیر غالب میں شمار کیا ہے لیکن رضی نے لکھا ہے کہ یہ بھی غالب اوزان میں سے ہے۔

متن

وَنَحْو جمَل على أجمال وجِمال وَبَابُ تَاجٍ على تِيجَانٍ وَجَاء على ذُكُور وأَزمُنٍ وخِربانٍ وحُملانٍ وجِيرةٍ وحِجْلٰى وَنَحْو فَخذ على أفخاذ فيهمَا وَجَاء على نُمور ونُمروَنَحْوُ عجُزٍ على أعجازٍ وَجَاء سِبَاعٍ وَلَيْسَ رَجْلَةٌ بتكسيروَنَحْوُ عِنَبٍ على أعناب فيهمَا وَجَاء أضلُعٍ وضُلُوعِ وَنَحْو إبل على آبال فيهمَا وَنَحْو صُرد على صِردان فيهمَا وَجَاء أرطاب وَربَاع وَنَحْو عنُق على أَعْنَاق فيهمَا وامتنعوا من أفعلَ فِي المعتل الْعين وأقوُسُ وأثوُب وأعيُن وأنيُب شَاذوامتنعوا من فِعالٍ فِي الْيَاء دون الْوَاو ك فُعول فِي الْوَاو دون الْيَاء وفُوُوج وسُوُوق شَاذ-الْمُؤَنَّث نَحْو قَصْعَة على قِصاع وبُدور وَبِدَر ونُوَبٍ وَنَحْو لِقْحة على لِقَح غَالِبا وَجَاء على لقاح وأنعُم وَنَحْو بُرقة

علی بُرَق غَالِبا وَجَاء علی حُجُوز وبِرام وَنَحْو رَقَبَة علی رِقَاب وَجَاء علی أینُقٍ وتِیَرٍ وبُدنٍ وَنَحْو مَعِدة علی مَعَدوَنَحْو تُخمة علی تخم -

شرح

٤۔ فَعَل کی جمع قلت میں غالب وزن اَفعال ہے مطلقاً اور جمع کثرت میں اجوف کے سوا فِعَال وزن غالب ہے جیسے جَمَل میں جِمال۔ اور اجوف میں فِعلان وزن غالب ہے جیسے تاج میں تِیجان اور ساج میں سِیجان۔

اور غیر غالب چھ اوزان ہیں۔

١۔ فُعُول جیسے ذُکُور جو ذَکَر کی جمع ہے۔ رضی نے اس وزن کو بھی غالب وزن میں شمار کیا ہے اگر چہ فِعال سے کم درجہ دیا ہے۔

فائدہ۔ کتاب میں لفظ جاء کے بعد جو وزن بھی آیا ہے رضی نے اسے غالب اوزان میں ہی شمار کیا ہے۔

٢۔ اَفعُل جیسے اَزْمُن جو زَمَن کی جمع ہے

٣۔ فِعلان جیسے خِربان جو خَرَب کی جمع۔ یہ وزن غیر اجوف میں قلیل ہے

٤۔ فُعْلان جیسے حُملان جو حَمَل کی جمع ہے

٥، فِعلَة جیسے جِبرَة جو جَبَر کی جمع ہے

٦۔ فِعلی جیسے حِجلی جو حَجَل کی جمع ہے

قولہ۔ ونحو فَخِذ علی اَفخاذ۔۔ نحو عُنق علی اَعناق۔

٥۔ فَعِل۔ اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن افعال ہے جیسے فَخِذ سے اَفخاذ۔

اور جمع کثرت کے دووزن غیر غالب ہیں۔

۱۔فُعُول۔ جیسے نُمور جو نَمِر کی جمع ہے
۲۔فُعُل جیسے نُمُر۔۔۔۔۔
٦۔فَعُل۔ جمع قلت اور کثرت میں اس کا غالب وزن بھی اَفعال ہے اور جمع کثرت میں غیر غالب ایک وزن ہے فِعال جیسے سِباع جو سَبُع کی جمع ہے۔
فائدہ۔بناء جتنی کثیر الاستعمال ہو اس کی جمع میں اتنی ہی وسعت ہوتی ہے تو چونکہ یہ دو اوزان قلیل ہیں لھذا ان کی جمع میں بھی وسعت کم ہے۔
قولہ۔ولیس رَجْلة بتکسیر۔
ش: سوال۔فَعُل کی ایک اور جمع بھی آتی ہے اور وہ فعْلة ہے جیسے رَجل میں رَجْلة تو آپ نے اسے کیوں ذکر نہیں کیا۔
جواب۔یہ جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ فَعلَة وزن پر جمع کثرت نہیں آتی۔
۷۔فِعَل۔ اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں بھی غالب وزن اَفعال ہے اور جمع قلت کا غیر غالب وزن اَفعُل ہے اور جمع کثرت کا فُعُول ہے جیسے اَضلُع اور ضُلُوع۔
۸۔فِعِل۔اس میں بھی اَفعال وزن غالب ہے
۹۔فُعَل۔اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن فِعلان ہے۔
فائدہ۔رضی نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ وزن مسمیات کی خاص نوع یعنی حیون کے ساتھ خاص تھا تو اس کی جمع بھی خاص لائے۔

جمع قلت میں غیر غالب وزن اَفعال ہے اور جمع کثرت میں فِعال ہے جیسے رُطَب میں اَرطاب اور رُبَع میں رِباع۔

۱۰۔فُعُل۔اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں بھی غالب وزن اَفعال ہے۔

قولہ۔وامتنعوا من أفعل -- سووق شاذ

ش:یہ گویا چند کلی قواعد کا ذکر ہے۔

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ان دس ابنیہ میں اجوف اَفعُل وزن پر نہیں آتا چاہے اجوف واوی ہو یا اجوف یائی اور اس کے خلاف جو الفاظ آئے ہیں مثلاً اَقوُس، اَنیُب وغیرہ سب شاذ ہیں۔

اسی طرح اجوف یائی فِعال وزن پر نہیں آتا نیز

اسی طرح اجوف واوی فعول وزن پر نہیں آتا۔

اس کے خلاف سب شاذ ہے۔

ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جمع

قولہ۔المؤنث نحو قصعة على قصاع --- على تخم -

ش:ثلاثی مجرد مذکر کی تمام ابنیہ کا بیان ہو گیا اب ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جمع کو بیان فرماتے ہیں:

۱۔فَعْلَة۔اس کی جمع کثرت میں غالب وزن فِعال ہے جیسے قَصعَة میں قِصاع اور اجوف کی مثال جیسے ضَیعَة میں ضِیاع۔اور غیر غالب اوزان میں فعول ہے جیسے بُدور نیز فِعَل ہے جیسے بِدَر۔

فَعْلَة اجوف واوی میں جمع کثرت فُعَل وزن پر بھی لائی جاتی ہے جیسے نوبَة میں نُوب۔

۲۔فِعلَة۔اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن فِعَل ہے جیسے لِقحَة میں لِقَح۔

اور غیر غالب دو وزن ہیں۔

۱۔فِعال۔ جیسے لِقاح۔

۲۔ اَفعل جیسے اَنعم۔

۳۔فُعلة۔اس کی جمع میں غالب وزن فُعَل ہے جیسے بُرقة میں بُرَق اور غیر غالب دو وزن ہیں۔

۱۔فُعُول جیسے حُجُور جو حُجْرة کی جمع ہے۔

۲۔فِعال جیسے بِرام جو بُرمة کی جمع ہے۔

٤۔فَعلة کی جمع میں فِعال وزن غالب ہے۔

اور غیر غالب تین اوزان ہیں۔

۱۔ اَفعُل جیسے اَینُق جو نَوقة کی جمع ہے۔نوقة کی جمع اَنوُق لائی گئی پھر واؤ کو مقدم کر دیا تو اَونق ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَینق ہو گیا بر وزن اَعفُل۔

۲۔فِعَل جیسے تِیَر جو تارة کی جمع ہے۔

۳۔فُعُل جیسے بُدُن جو بُدنة کی جمع ہے۔

٥۔فَعِلة۔اس کی جمع فَعِل کے وزن آتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ فِعَل کے وزن پر آتی ہے۔

٦۔فُعَلة،اس کی جمع فُعَل وزن پر آتی ہے یعنی اپنے مفرد کے وزن پر جیسے تُخمة کی جمع تُخَم۔

متن

وَإِذا صُحِّحَ بَابُ تَمْرَةٍ قيل تمراتٌ بِالْفَتْح والإسكانِ ضَرُورَةً والمعتل الْعينُ سَاكنٌ وهذيل تسوِّيَ وَبَابُ كسرةٍ على كسَراتٍ بِالْفَتْح وَالْكَسْر والمعتل الْعينُ والمعتل اللَّامُ بِالْوَاو يُسكَن وَيفتَحُ وَنَحْو حُجرَة على حُجرات بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ والمعتل الْعين والمعتل اللَّام بِالْيَاءِ يسكن وَيفتح وَقد يُسْكَن فِي تَمِيم فِي حُجُرات وكِسِراتٍ

والمضاعفُ سَاكِنٌ فِي الجْمِيع وَأما الصِّفَات فبالإسكانِ وَقَالُوا لَجَباتٌ وربعاتٌ لِلَمح اسميةٍ أَصْلِيَّة وَحُكمُ نَحْوُ أَرضٍ وَأهلٍ وعرس وعِير كَذَلِك وَبَاب سنة جَاءَ فِيهِ سِنُون وقِلون وثُبون وقلون وسنوات وعِضوات وثباتٌ وهناتٌ وَجَاء آمٍ كآكُمٍ -

جمع مؤنث سالم کے احکام

جمع مؤنث سالم کے بعض احکام کو مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں ذکر نہیں کیا تھا کیونکہ وہ بناء کلمہ سے متعلق تھے یہاں سے ان کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

یہ احکامات جمع مؤنث ثلاثی کے عین کلمہ سے متعلق ہیں۔

۱۔فَعَلَة۔ اس میں تفصیل ہے کہ فعلۃ صحیح سے ہو گا ناقص سے ہو گا یا اجوف سے، اگر صحیح یا ناقص سے ہوا تو جمع میں عین کلمہ کو فتح دیں گے۔ صحیح کی مثال جیسے تمرۃ میں تمرات۔ ناقص کی مثال جیسے زکوۃ میں زکوَات اور ظَبیَۃ میں ظبیات۔

سوال۔فَعلۃ میں جمع مؤنث سالم ساکن العین بھی واقع ہے جیسے شاعر کے اس شعر میں۔

وَحُمِّلتُ زَفْرات الضحى فأطلقتُها۔ ومالی بزفرات العشیّ یدان

یہاں زفرۃ کی جمع زفرات لائی گئی ہے۔

جواب۔ یہ ضرورت شعری کی بناء پر ہے ورنہ اصل ساکن العین ہی ہے اور اگر فعلۃ اجوف سے ہو تو جمع میں عین کلمہ ساکن ہو گا چاہے اجوف واوی ہو یا اجوف یائی جیسے جوْرات، بَیضات۔

قبیلہ ہذیل اجوف واوی اور صحیح میں کوئی فرق نہیں کرتا اور اجوف میں بھی عین کلمہ کو فتح دیتا ہے۔

۲۔فِعلَۃ۔ اگر صحیح سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر فتح اور کسرہ دونوں پڑھنا جائز ہیں جیسے کِسرَۃ میں کسرات۔

اور اگر یہ وزن اجوف یاناقص واوی سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر سکون اور فتح دونوں جائز ہوں گے

اجوف کی مثال جیسے دِیمَۃ میں دِیُمات اور دیمَات۔

ناقص کی مثال جیسے رِشوۃ میں رشوات اور رشوات۔

۳۔فُعُلۃ۔اگر صحیح سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر ضمہ اور فتح دونوں جائز ہیں جیسے حُجرۃ میں حُجرات۔اور اگر اجوف سے یاناقص یائی ہو تو سکون اور عین کلمہ پر فتح دونوں جائز ہیں۔

اجوف کی مثال جیسے دُوبَۃ میں دُولات اور دُوَلات۔

ناقص کی مثال جیسے رُقیَۃ میں رُقیات اور رُقیَات۔

قولہ۔وقد یُسکن فی تمیم۔۔

ش:یعنی پہلی دو صورتوں کی جمع میں عین کلمہ پر سکون بھی جائز ہے۔

قولہ۔والمضاعد ساکن فی الجمیع۔

ش:مضاعف ان تینوں وزنوں میں سے جس بھی وزن پر ہو جمع میں اس کا عین کلمہ ساکن ہو گا جیسے شَدَّۃ اور شدّات وغیرہ یہ فعُلۃ کی مثال ہے۔

قولہ۔وأما الصفات فبالاسکان۔۔

ش:یہاں سے صفات مؤنثہ بالتاء کا حکم بیان فرمارہے ہیں کہ جمع میں ان کا کیا حکم ہو گا۔

صفات کی جمع میں عین کلمہ مطلقاساکن ہو گا۔

سوال۔آپ نے جو حکم صفات کا بیان کیا ہے وہ لَجَبات اور رَبَعات سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں باوجود صفات سے ہونیکے مفتوح العین ہیں۔

جواب یہ اصل میں اسم ہیں اور ہماری بحث صفات محضۃ سے ہے۔

قولہ۔وحکم نحو أرض -- کذلک

ش:یعنی مؤنث سماعی کا حکم مؤنث قیاسی بالتاء والا ہے بالفاظ دیگر مؤنث بتاء مقدرۃ کا حکم مؤنث بتاء ظاہرہ والا ہی ہے۔ مثلا أرض فعْلۃ کے وزن پر قیاس کیا جائے عُرس فُعلۃ کے وزن پر اور عِیر فِعلۃ کے وزن پر تو اس کی جمع میں فعلۃ فِعلۃ اور فُعلۃ والے احکام جاری ہونگے۔

قولہ۔ وبات سنة جاء فيه - سنون --

ش:یعنی اگر کلمہ فعَلۃ وزن پر ہو اور محذوف اللام ہو تو جمع میں لام کلمہ کے عوض واؤ نون لاتے ہیں اور اول میں تغیر کرتے ہیں پھر کبھی کسرہ دیتے ہیں اور کبھی فتحہ جیسے سَنَۃ میں سِنون اور قُلَّۃ میں قِلون۔ کبھی اول میں تغیر نہیں بھی کرتے جیسے ثُبَۃ میں ثُبون (از جاربردی۔) کبھی لام کلمہ کو رد کر کے الف تاء کیساتھ جمع لاتے ہیں جیسے سَنَۃ میں سنوات اور عِضَۃ میں عَضوات۔

نیز کبھی بغیر لام کلمہ کو رد کیے بھی الگ تاء کے ساتھ جمع لائی جاتی ہے جیسے ثُبَۃ میں ثبات اور هَنَۃ میں هَنات

اور جاء اٰم کا کم کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں جمع قلت اَفعل وزن پر آئی ہے جیسے اَم اَۃ کی جمع ہے۔ اَۃ کی اصل اَمَوَۃ تھی اور آم اصل میں اَاَمو تھا ہمزہ ثانی کو الف سے بدل دیا اور واؤ کو یاء سے پھر قاضٍ والی تعلیل کی تو آمٍ ہو گیا جیسے آکم اَکمۃ میں۔

متن

الصّفة نَحْو صَعب على صِعاب غَالِباً وَبَاب شيخ على أَشْيَاخ وَجاء ضِيفانٌ وغِدَانٌ وكُهُولٌ ورِطْلَةٌ وشيخة وَوُردٌ وسُحُلٌ وسُمَحاءُوَنَحْو جِلْفٍ على أجلاف كثيرا وأجلُفٍ نَادِرٌوَنَحْو حرٍّ على أَحْرَار وَنَحْو بَطل على أبطال وجاءَحِسانٌ وإخوانٌ وذُكرانٌ

وَنُصُفٌ وَنَحْو نكِدٌ على أنكاد ووِجاع وخُشُن وَجَاء وَجاعٰي وحَباطٰي وحَذارى وَنَحْو يَقُظ على أيقاظ وبابه التَّصْحِيح وَنَحْو جنب على أجناب -

صفت ثلاثی کی جمع تکسیر

یہاں سے تین حرفی صفت کی جمع تکسیر کا حکم بیان کر رہے ہیں تین حرفی صفت کی جمع تکسیر مختلف اوزان پر آتی ہے لیکن افعال وزن ان سب میں مشترک ہے اب آگے تفصیل دیکھیے۔

١۔فَعْل کی جمع تکسیر اگر اجوف یائی سے نہ ہو تو فِعال وزن پر آتی ہے جیسے صعب سے صِعاب یہ اس کا غالب وزن ہے اور اگر اجوف یائی سے ہو تو غالب طور پر افعال وزن پر آتی ہے جیسے شیخ سے اشیاخ۔ یہ وزن جمع قلت اور کثرت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور غیر غالب اوزان اجوف وغیرہ کے یہ ہیں:

١۔فِعْلان جیسے ضِیفَان۔

٢۔فُعْلان جیسے وُغْدان۔

٣۔فُعُول جیسے کھُول۔

٤۔فِعَلة جیسے رِطَلة۔

٥۔فِعْلة جیسے شِیْخة۔

٦۔فُعْل جیسے وُرد۔

٧۔فُعُل جیسے سُحُل۔

٨۔فُعَلاء جیسے سُمَحاء۔

۲۔ فِعُل کی جمع تکسیر افعال وزن پر آتی ہے یہ اس کا غالب وزن ہے جیسے جِلُف سے اجلاف اور اَفعُل وزن پر بھی آتی ہے لیکن نادر ہے جیسے جلف سے اَجلُف۔

۳۔ فُعُل کی جمع اَفعال وزن پر آتی ہے جیسے حرّ سے اَحرَار۔

٤۔ فَعُل کی جمع تکسیر کا غالب وزن فِعال ہے جیسے حَسَن سے حِسان اور غیر غالب اوزان یہ ہیں۔

۱۔ اَفعال جیسے بطل سے ابطال۔

۲۔ فعلان جیسے اَخ جو اصل میں اَخو تھا اس سے اَخوان۔

۳۔ فُعُل جیسے نصف سے نُصُف۔

٥۔ فَعِل کی جمع تکسیر میں تین وزن غالب ہیں۔

۱۔ اَفعال جیسے نکِد سے اَنکاد۔

۲۔ فِعال جیسے وجع سے وِجاع۔

۳۔ فُعُل جیسے خَشِن سے خُشُن۔

اور غیر غالب وزن اس کا فعالی ہے جیسے وجع سے وَجَاعی۔ حبِط سے حباطی اور حذِر سے حذارىٰ

٦۔ فَعُل کی جمع تکسیر اَفعال وزن پر آتی ہے جیسے یقُظ سے اَیقاظ۔

قولہ: وبابه التصحيح۔

یعنی فعُل وزن میں اصل یہ ہے کہ اس کی جمع سالم لائی جائے جیسے یقُظ سے یقظون۔

۷۔ فُعُل کی جمع تکسیر اَفعال وزن پر آتی ہے جیسے جُنُب سے اَجناب۔

متن

والجميع يُجمَع جمع السَّلامَة للعقلاء الذُّكُور وَأما مؤنثه فبالألف وَالتَّاء لَا غيرُ نَحْو عَبْلات وحذِراتٍ ويقُظات إِلَّا نَحْو عَبْلة و كَمشة فَإِنَّهُ جَاءَ على عِبال وكِماش

وَقَالُوا عِلَجٍ فِي جمع عِلجَة مَا زِيَادَته مَدَّة ثَالِثَة الِاسْم نَحْو زمَان على أزمنة غَالِبا وَقدجَاء قُذُل وغِزلانٌ وعُنُوقٌ وَنَحْو حمَار على أحمرة وحمر غَالِبا وَجَاء صِيرانٌ وشمائلُ وَنَحْو غُراب على أغرِبة وَجَاء قُرُدٌ وغِربَانٌ وزُقّانٌ وغِلمة قَلِيل وذُبٌّ نَادِر وَجَاء فِي مؤنث الثَّلَاثَة أعنُقٌ وأذرُعٌ وأعقب غَالِبا وَأمكُنٌ شَاذوَنَحْو رغيف على أرغِفة ورُغْف ورغفان غَالِبا وَجَاء أنصِباءُ وفِصالٌ وأفائل وظِلمانٌ قَلِيل وَرُبمَا جَاءَ مضاعفه على سرر وَنَحْو عَمُود على أعمِدة وَعمد وَجَاء قِعدانٌ وَأَفلاءُ وذَنائِبُ۔

شرح

ان سب صفات کی جیسے جمع تکسیر لائی جاتی ہے اسی طرح مذکر عاقل صفات کی جمع مذکر سالم بھی لائی جاتی ہے اور مؤنث مقرون بالتاء والی صفات کی جمع مؤنث سالم (یعنی الف تاء کے ساتھ) بھی لائی جاتی ہے، ان کی جمع تکسیر لانا جائز نہیں یہ مطلب ہے لا غیر کا۔ جیسے عبلۃ میں عبلات۔ حذرۃ میں حذرات اور یقُظۃ میں یقُظات۔

قولہ۔ **الا نحو عبلة وكمشة ---**

ش: یہ لا غیر سے استثناء ہے یعنی ویسے تو جو صفت مقرون بالتاء ہو گی اس کی جمع صرف جمع مؤنث سالم ہی آئے گی سوائے فَعْلۃ اور فِعْلۃ اوزان کے کیونکہ فَعْلۃ کی جمع تکسیر فِعال وزن پر بھی آئی ہے جیسے عبلۃ سے عِبال اور کمشۃ سے کِماش اور فِعلۃ کی جمع تکسیر فِعَل وزن پر بھی آئی ہے جیسے عِلجۃ سے عِلج۔

فائدہ۔ ابن حاجب رحمہ اللہ نے تو مؤنث مقرون بالتاء کی جمع تکسیر کو صرف دو اوزان میں منحصر مانا ہے۔ ۱۔فعلۃ ۲۔فِعلۃ لیکن سیبویہ نے یہ قاعدہ ذکر کیا ہے کہ جس صفت کا مذکر فَعَل وزن پر ہو اور اس کی جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے تو اس کی مؤنث کی جمع تکسیر بھی فِعال وزن پر

آئے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا صرف دو اوزان میں انحصار کرنا درست نہیں ہے ۔واللہ اعلم

ثلاثی مزید اسمی کی جمع

قولہ۔وما زيادته مدة ثالثة الاسم ---

ش: جمع کی ابحاث میں ابھی تک مصنف رحمہ اللہ نے ثلاثی مجرد کی جمع کو تفصیل سے بیان کیا ہے ثلاثی مجرد چاہے اسم ہو یا صفت۔ مذکر ہو یا مؤنث۔ اب ثلاثی مزید کی جمع کا بیان شروع ہو رہا ہے پھر ثلاثی مزید میں زیادتی کبھی تو حروف مدہ سے ہوتی ہے اور کبھی اس کے علاوہ سے مصنف نے حروف مدہ کی زیادتی کو غیر مدہ والی زیادتی پر مقدم ذکر کیا ہے نیز ثلاثی مزید کی جن جموع کو ذکر کرنے لگے ہیں ان کا تعلق اسم سے ہے آگے ان کی تفصیل ہے۔

قولہ۔نحو زمان على أزمنة غالبا --

ش: یہاں سے ثلاثی مزید کی جمع تکسیر کے اوزان شروع ہو رہے ہیں ہماری مراد ثلاثی مزید سے وہ ثلاثی مزید ہے جو اسم میں ہو مذکر ہو اور جس میں زیادتی کسی حرف مدہ سے کی گئی ہو آگے احکام دیکھئے۔

١ ۔فَعال وزن کی غالب جمع أفعِلة کے وزن پر آتی ہے جمع قلت اور کثرت دونوں کے لیے جیسے زمان سے أزمنة۔

غیر غالب تین اوزان ہیں۔

١ ۔فُعُل جیسے قَذال سے قُذُل

٢ ۔فِعلان جیسے غَزال سے غِزلان

۳۔فُعُول۔ جیسے عَناق سے عُنوق

فائدہ۔رضی نے اعتراض کیاہے کہ عناق کو یہاں ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ کلام مذکر میں چل رہاہے اور عناق مؤنث ہے۔

۲۔فِعال۔وزن کی غالب جمع دو ہیں

۱۔ أفعلِة۔

۲۔فُعُل جیسے حمار سے أحمرة اور حُمُر۔

اور غیر غالب دواوزن ہیں:

۱۔فِعلان جیسے صِوار سے صِیرَان۔

۲۔فَعَائل جیسے شمَال سے شمَائل۔

فائدہ۔رضی نے شمائل پر اعتراض کیاہے کہ اسے یہاں ذکر کرنا غلط ہے کیونکہ شمال بھی مؤنث ہے۔

۳۔فُعال کی جمع قلت أفعلة کے وزن پر آتی ہے جیسے غُراب سے أغرِبة اور اس کی جمع کثرت کے غیر غالب اوزان تین ہیں۔

۱۔فُعُل جیسے قُرادا سے قُرُد۔

۲۔فِعلان جیسے غُراب سے غِربان۔

۳۔فَعلان۔ جیسے زُقان سے زُقّاق۔

ان کے علاوہ فعال کا ایک وزن قلیل اور ایک وزن نادر ہے۔ قلیل وزن فِعلة ہے جیسے غُلام سے غِلمة

اور نادر وزن فُعل ہے جیسے ذباب سے ذبّ۔

قولہ۔وجاء فی مؤنث الثلثة ---

ش: یعنی اسم ثلاثی مزید مؤنث بدون التاء جو فَعال فِعال یا فُعال وزن پر ہو اس کی جمع تکسیر اَفعل وزن پر آئے گی جیسے عَناق کی اَعنُق ذراع کی اَذرع اور عُقاب کی اَعقُب۔

قولہ۔وأمکن شاذ

ش: اَمکن مکان کی جمع ہے مکان کان یکون کوناً کا ظرف کا صیغہ ہے جس کی جمع مکائن آنی چاہیے تھی لیکن میم کو اصلی سمجھ لیا گیا اور الف کو زائدہ اور امکن جمع لائی گئی یہ شاذ ہے کیونکہ خلاف قانون ہے۔

قولہ۔ونحو رغیف علی أرغفة --

ش: ثلاثی مزید مدۃ الالف کے احکامات سے فارغ ہونے کے بعد اب مدۃ الیاء کے احکام ذکر کر رہے ہیں۔ فعیل کی جمع قلت اَفعلة کی وزن پر آتی ہے جیسے رغیف سے اَرغفة اور فعیل وزن کی جمع کثرت کے دو اوزان ہیں۔

۱۔فُعُل۔ جیسے رغیف سے رُغُف۔

۲۔فُعْلان جیسے رغیف سے رُغفان۔

یہ غالب اوزن کا ذکر ہے اور غیر غالب تین اوزان ہیں۔

۱۔ اَفعلاء۔ جیسے نصیب سے اَنصباء۔

۲۔فِعال جیسے فصیل سے فِصال۔

۳۔ اَفاعل جیسے اَفیل سے اَفائل۔

اور ایک وزن قلیل ہے فِعلان جیسے ظلمان جو ظلیل کی جمع ہے۔

قولہ۔وربما جاء مضاعفه على سرر--

ش:یعنی اگر باب مضاعف کا ہو تو فعیل کی جمع اکثر فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے سریر سے سُرُر۔

قولہ۔ونحو عمود على أعمدة ---

ش:اگر ثلاثی مزید مدۃ الواؤ ہو اور وہ ایک ہی وزن ہے فَعول تو اس کی جمع قلت اَفعِلۃ کے وزن پر آتی ہے جیسے عمود سے اَعمدۃ اور جمع کثرت فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے عَمود سے عُمُد۔

نیز جمع کثرت کے تین اور اوزان بھی ہیں:

١۔فِعلان جیسے قَعود سے قِعدان۔

٢۔ اَفعال جیسے فلوّ سے اَفلاء۔

٣۔فعائل۔ جیسے ذَنوب سے ذنائب۔

ثلاثی مزید صفتی کی جمع

متن

الصّفة نَحْو جَبانٍ على جُبَناءَ وصُنُع وجِيَاد وَنَحْو كِناز على كُنُز وهِجَانٍ وَنَحْوُ شُجَاعٍ على شجعاءَ وشُجعانٍ وشِجعان وَنَحْو كريم على كُرماءَ وكِرِمٍ وَنُذُر وثُنْيانٍ وخِصْيَانٍ وأشراف وأصدقاء وأشِحَّةٍ وظُرُوف وَنَحْو صبور على صُبُر غَالِبا وعَلى وُدَداءَ وأعداءو فعيل بِمَعْنى مفعول بَابه فعلٰى كجرحٰى وَأسرٰى وقتلٰى وَجَاء أُسَارَى وشذ قتلاءُ وأُسراءُ وَلَا يُجمَعُ جمعَ التَّصْحِيحِ فَلَا يُقَال جريحُون وَلَا جَريحَاتٌ ليتميَّز عَن فعيل الأَصْل وَنَحْو مرضى مَحْمُولٌ على جرحى وَإِذا حملُوا عَلَيْهِ نَحْو هَلْكٰى وموتٰى وجربٰى فَهَذَا أَجْدَرُ كَمَا حملُوا أيامٰى ويتامٰى على وجاعٰى وحَباطٰى

شرح

یہاں سے ثلاثی مزید صفت کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس میں زائد حرف مدہ ہو آگے احکام کا ذکر ہے

۱۔فَعال کی جمع تکسیر کے تین اوزان ہیں۔

۱۔فُعَلاء، جیسے جبان سے جُبناء۔

۲۔فُعُل جیسے صناع سے صُنُع۔

۳۔فِعال جیسے جواد سے جِیاد۔

۲۔فِعال۔اس کی جمع تکسیر کے دو اوزان ہیں۔

۱۔فُعل جیسے کِناز سے کُنُز۔

۲۔فِعال جیسے ہِجان میں ھِجان اس کا مفرد بروزن کتاب اور جمع بروزن رجال۔

فائدہ۔رضی نے لکھا ہے کہ فعال۔بالفتح۔اور فعال۔بالکسر۔میں غالب جمع تکسیر فُعُل ہے۔

۳۔فُعال۔اس کی جمع تکسیر تین اوزان ہیں۔

۱۔فُعلان جیسے شجاع سے شُجعان۔

۲۔فِعلان جیسے شجاع سے شِجعان۔

۳۔فُعلاء۔جیسے شجاع سے شُجعاء۔

٤۔فعیل صفتی کی جمع تکسیر کے نو اوزان ہیں۔

۱۔فُعلاء جیسے کریم سے کُرماء۔

۲۔فِعال جیسے کریم سے کِرام۔

یہ دووزن غالب ہیں:

٣۔ فُعُل۔ جیسے نذیر سے نُذر۔

٤۔ فُعلان جیسھ ثَنِیّ سے ثُنیان۔

٥۔ فِعلان جیسے خَصیّ سے خِصان۔

٦۔ اَفعال جیسے شریف سے واَشراف۔

٧۔ اَفعلاء جیسے صدیق سے اَصدقاء۔

٨۔ اَفعلة جیسے شَحیح سے اَشحۃ۔

٩۔ فُعُول جیسے ظریف سے ظُروف۔

خلیل نے کہاہے کہ ظروف ظرف کی جمع ہے اور ظریف کے معنی میں ہے۔

٥۔ فَعول۔ اس کی غالب جمع فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے صَبور سے صُبُر۔ اور کبھی کبھی فُعلاء وزن پر بھی آتی ہے جیسے وَرود سے ورَداء۔

فائدہ۔ رضی نے لکھاہے کہ ودود کی جمع وُدداء لاناشاذ ہے اور کمال نے لکھاہے کہ فَعول کی مذکورہ جمع لاناشاذ ہے یہ الفاظ قاعدہ کلیہ کی طرف مشیر ہیں۔ بہر حال وُدداء اس لیے شاذ ہے کہ مضاعف کی جمع فُعلاء وزن پر نہیں آتی بلکہ اَفعلاء وزن پر آتی ہے۔ انتھی

نیز اَفعال وزن پر بھی آئی ہے جیسے عَدُوّ سے اَعداء۔

قولہ: وفعيل بمعنى مفعول --

ش: ابھی تک فعیل بمعنی فاعل کا ذکر تھا اب فعیل بمعنی مفعول کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔
جو فعیل بمعنی مفعول ہو اس کی جمع فعلی وزن پر آتی ہے۔[72]
فائدہ۔ شراح نے لکھا ہے کہ فعیل بمعنی مفعول کی جمع تب فعلی وزن پر آئے گی جب اس میں آفات یا تکلیف کا معنی پایا جائے ابن حاجب نے تین مثالیں ذکر کی ہیں۔

۱۔ جریح کی جمع جرحی۔

۲۔ اسیر کی جمع اَسری۔

۳۔ قتیل کی جمع قتلیٰ۔

قولہ۔وجاء أسارى --

ش: قاعدہ یہ ہے کہ فَعلان کی جمع فُعالی وزن پر آتی ہے لیکن کبھی مناسبت کی وجہ سے (خواہ لفظاً ہو یا معنیً) غیر فعلان کی جمع بھی فَعالی کی وزن پر لائی جاتی ہے گویا غیر فعلان کو فعلان پر محمول کیا جاتا ہے۔ لیکن اصل اور محمول علیہ فَعلان کی جمع میں کبھی فَعالی کو ضمہ دیکر فُعالی تو پڑھا جاتا ہے لیکن دوسرے الفاظ جن کو فعلان پر حمل کیا گیا ہے ان کی جمع میں ایسا کرنا منع ہے سوائے ایک لفظ اُساری کے جو ایسر کی جمع ہے۔ اسیر کو حران پر حمل کرتے ہوئے اس کی جمع اُساری لائی گئی (رضی) مختصر الفاظ میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ فعیل بمعنی مفعول کی جمع بعض اوقات فُعالی وزن پر بھی آئی ہے جیسے اسیر سے اُساری۔

قولہ:وشذّ قتلاء وأسراء --- ولايجمع جمع التصحيح۔

[72] ۔ یہ مطلب ہے کہ اس کا باب فعلی ہے۔

ش: فعلاء وزن پر جمع لانا شاذ ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ فعیل بمعنی مفعول کی جمع سالم نہیں آتی لھذا جریح کی جمع میں جریحون اور جریحات نہیں کہا جائے گا تاکہ یہ فعیل بمعنی فاعل (جو کہ اصل ہے) سے جدا ہو جائے

قولہ۔:ونحومرضی محمول علی جرحی --

ش: سوال ہوتا ہے کہ مریض فعیل بمعنی فاعل ہے نہ کہ بمعنی مفعول پھر اس کی جمع مرضی کیوں لائی گئی مصنف نے جواب دیا کہ مریض لفظاً او معناً جریح سے مشابہ ہے تو جریح پر محمول کرتے ہوئے اس کی جمع مرضی لائی گئی آگے پھر اس کی دلیل ذکر کرتے ہوئے تین الفاظ ذکر کیے ہیں۔

١۔ ھلکیٰ جو ھلاک کی جمع ہے۔

٢۔ موتی جو میّت کی جمع ہے۔

٣۔ جربیٰ جو اَجرب کی جمع ہے۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ ان تین الفاظ کے مفردات کو محض تشارک معنوی کی بناء پر (کہ تینوں کے معنی میں آفت کا ذکر ہے) جریح پر حمل کیا گیا اور جمع فعلیٰ وزن پر لائی گئی۔ مریض کے لفظ کو جس میں تشارک لفظی و معنوی دونوں پائی جاتی ہے حمل کرنا اور فعلی وزن پر لانا بطریق اولی جائز ہے۔ جیسا کہ ایامیٰ اور یتامیٰ کو وجاعی اور حباطی پر حمل کیا گیا ہے حالانکہ اَیامی کا مفرد اَیّم ہے بروزن فیعل۔ اور یتامیٰ کا مفرد یتیم ہے بروزن فعیل۔ اور وجاعی اور حباطی کا مفرد وجِع، اور حبِط ہے یہ حمل بھی تشارک معنوی کی بناء پر کیا گیا ہے کیونکہ ان سب کے معنی میں غم کا معنی پایا جاتا ہے۔

متن

الْمُؤَنَّث نَحْو صَبِيحَةٌ على صبائحَ وصِباحٍ وَجَاء على خلفاءَ وَجعلُها جمعَ خليفٍ أولٰى حملا على الْأَكْثَروَنَحْو عَجُوز على عَجَائِزَ ۔

شرح

فعیل جب کہ مقرون بالتاء ہو یعنی فعیلۃ ہو تو اس کی جمع فعائل وزن پر آتی ہے جیسے صبیحۃ سے صبائح، یہ وزن مؤنث کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے علاوہ فِعال وزن پر بھی جمع آتی ہے جیسے صباح، نیز فُعلاء وزن پر بھی آتی ہے جیسے خلیفۃ سے خُلفاء لیکن خلیفۃ کی تاء چونکہ مؤنث کی نہیں ہے اس لیے واحدی نے کہا کہ خلیفۃ اصل میں خلیف ہے اور خلفاء فعیل مذکر (خلیف) ہی کی جمع ہے نہ کہ مؤنث (خلیفۃ) کی۔

قولہ۔**ونحو عجوز على عجائز ---**

ش: فَعول صفتی کی جمع تکسیر فعائل وزن پر آتی ہے جیسے عجوز سے عجائز۔ رضی نے لکھا ہے کہ جو فعول مؤنث کے معنی میں ہو اس کی جمع فعائل وزن پر آتی ہے۔

متن

فَاعل الِاسْم نَحْو كَاهِل على كواهلَ وَجَاء حُجرانٌ وجِنّانٌ الْمُؤَنَّث نَحْو كاثِبَةٍ على كواثِبَ وَقد نزلُوا فاعِلاءَ مَنْزِلَته فَقَالُوا قواصِعُ ونوافِقُ ودوامُّ وسوابُّ الصّفة نَحْو جَاهِل على جُهَّلٍ وجُهَّالٍ غَالِبا وفَسَقة كثيرا وعَلى قُضَاة فِي المعتل اللَّام وعَلى بُزُلٍ وشُعَراءَ وصُحبَانٍ وتِجارٍ وقُعُودٍ وَأما فوارسُ فشاذ الْمُؤَنَّث نَحْو نَائِمَةٍ على نوائمَ ونومٍ وَكَذَلِكَ حوائضُ وحيَّض الْمُؤَنَّث بِالْألف نَحْو أُنْثٰى على إناث وَنَحْو صَحراء على صحارٰى وَالصّفة نَحْو عَطشٰى على عِطاشٍ وَنَحْو حَرمٰى على حرامٰى

وَنَحْوُ بطحاءَ علی بِطاح وَنَحْو عُشراءَ علی عِشار وفُعْلٰی أفعل نَحْو الصُّغْرَی علی الصُغَرِوبالألف خَامِسَۃ نَحْو حُبارٰی علی حُبارِیات۔

فاعل اسمی کی جمع تکسیر

ابھی تک اس ثلاثی مزید کا ذکر تھا جس میں حرف مدہ کی زیادتی تیسری جگہ ،ہو اب بیان شروع ہو رہا ہے اس ثلاثی مزید کا جہاں حرف مدہ کی زیادتی دوسری جگہ ہو چنانچہ فرمایا فاعل اسمی کی جمع فواعل وزن پر آتی ہے جیسے کاہل سے کواہل۔ یہ حکم قیاسی ہے اس کے علاوہ دو اور اوزان پر بھی آئی ہے:

۱۔فُعلان۔ جیسے حاجز سے حجران۔

۲۔فِعلان یہ وزن قلیل ہے بنسبت فعلان کے جیسے جان سے جنّان۔

یہ ذکر تھا فاعل اسمی مذکر کا۔ اور فاعل اسمی مؤنث یعنی فاعلۃ کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی جمع تکسیر فواعل وزن پر آتی ہے جیسے کاثبۃ سو کواثب۔

قولہ۔**وقد نزّلوا فاعلاء منزلته ---**

ش: فاعلاء وزن کو عرب نے فاعلۃ کے مرتبہ پر اتارا ہے تو جیسے فاعلۃ کی جمع تکسیر فواعل وزن پر آتی ہے ایسے فاعلاء کی بھی جمع تکسیر فواعل وزن پر لاتے ہیں۔ جیسے۔

۱۔ قاصعاء میں قواصع۔

۲۔نافقاء میں نوافق۔

۳۔داماء(جو اصل میں دامماء تھا) میں دوام۔

٤۔سابیاء میں سوابّ۔

فاعل صفتی کی جمع تکسیر

قولہ۔الصفة نحو جاهل علی جهل ---

ش:فاعل صفتی مذکر کی جمع تکسیر کے آٹھ اوزان ہیں۔

۱۔فُعّل یہ وزن غالب ہے جیسے جاہل سے جُھَّل

۲۔فُعَّال۔یہ کثیر ہے جیسے جُہّال۔

۳۔فَعَلة۔یہ بھی کثیر ہے جیسے فاسق سے فَسَقة۔پھر اس وزن میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کلمہ معتل اللام ہو توف کو ضمہ کی حرکت دیتے ہیں جیسے قاض سے قُضَاة۔

٤۔فُعُل۔جیسے بازل سے بُزُل۔

٥۔فُعلاء۔جیسے شاعر سے شعراء۔

٦۔فُعلان۔جیسے صاحب سے صحبان۔

فِعال۔جیسے تاجر سے تِجار۔

فُعُول جیسے قاعد سے قعود۔

قولہ: وأمّا الفوارس فشاذ --

ش:فارس فاعل صفتی ہے لیکن اس کی جمع فاعل اسمی والی لائی گئی یہ شاذ ہے۔

فائدہ:رضی نے لکھا ہے کہ فارس اگرچہ فاعل اسمی کی طرف منتقل ہو چکا ہے کیونکہ یہ مختص ہے گھڑ سوار کے ساتھ مگر معنی وصفیت غالب ہے لھذا فواعل پر جمع نہ لانی چاہیے پھر بھی لائے تھی اس لیے شاذ ہے۔

قولہ: المؤنث نحو نائمة علی نوائم --

ش: فاعلۃ صفتی کی مؤنث دو اوزان پر آتی ہے:

١۔ فواعل جیسے نائمۃ سے نوائم۔

٢۔ فُعّل سے نائمۃ سے نُوّام۔

قولہ: وکذلک حوائض وحیض --

ش: اسی طرح جو فاعل مؤنث کے ساتھ خاص ہو اس کی جمع تکسیر بھی فواعل اور فُعّل وزن پر آتی ہے جیسے حائض سے حوائض اور حُیّض۔

مؤنث الف مقصورہ اور ممدودہ کلمات کی جمع تکسیر۔

قولہ: المؤنث بالألف رابعة نحو أنثى --

ش: جو اسم مؤنث ہو اور مؤنث ہونے کی وجہ آخر میں الف مقصورہ یا ممدودہ کا پایا جانا ہو (جسے مصنف نے چوتھی جگہ پر الف کا ہونا کہا ہے) تو:

١۔ الف مقصورہ کی صورت میں جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے گی۔ جیسے اُنثی سے اَناث۔

٢۔ اور الف ممدودہ ہونے کی صورت میں جمع فعالی وزن پر آئے گی جیسے صحراء اور صحاری۔

قولہ: الصفة نحو عطشى على عطاشى --

ش: اگر الف مقصورہ چوتھی جگہ پر ہو، صیغہ صفت کا ہو اور اس کا مذکر فعلان وزن پر ہو تو جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے گی جیسے عطشی سے عِطاش۔

اور اگر اس کے لیے لفظ مذکر نہ ہو تو جمع تکسیر فُعالی وزن پر آئے گی جیسے حرمی سے حُرامی۔

اور اگر الف ممدوہ چوتھی جگہ پر ہو اور صفت مؤنث کے صیغہ میں آئے تو دیکھیں گے:

١۔ اگر فَعْلاء وزن پر آئے تو جمع فِعال وزن پر آئے گی جیسے بطحاء سے بِطاح۔

۲۔اور اگر فعُلاء وزن پر آئے تو جمع فِعال وزن پر آئے گی جیسے عُشَراء سے عِشار۔

قولہ:**وفُعلى أفعل نحو الصغرى على الصغر--**

ش: اَفعل التفضیل کی مؤنث فُعلی کی جمع فُعَل وزن پر آتی ہے جیسے صغری سے صُغَر۔

قولہ۔**وبالألف خامسة نحو حُبارى على حباريات--**

ش:اگر الف مقصورہ صیغہ مؤنث صفتی میں پانچویں جگہ پر ہو تو جمع الف تاء کے ساتھ آئے گی جیسے حُباری سے حُباریات۔

متن

افْعَلُ الِاسْم كَيفَ تُصرَف نَحْو أجدَلٍ وإِصبَعٍ وأحوصٍ على أجادلَ وأصابعَ وأحاوِصَ وَقَوْلهمْ حُوصٌ للمحِ الوصفية وَافْعل الصّفةِ نَحْو أَحْمَر على حمْرَانَ وَلَا يُقَال أحمرون لتميزه عَن أفعل التَّفْضِيل ولاحمراوات لِأَنَّهُ فَرعه وَجَاء الخضراوات لغلبته اسْما وَنَحْو الافضل على الأفاضل والافضلين وَالِاسْم نَحْو شَيْطَانَ وسَرحانٍ وسلطانٍ على شياطينَ وسراحينَ وسلاطينَ وَجَاء سِراحٌ وَالصّفة نَحْو غَضْبَانٍ على غِضابٍ وسكارى وَقد ضمَّت أَرْبَعَة كُسَالَى وسُكارى وعُجالى وغُيارى وفيعِل نَحْو مَيّت على أموات وجِياد وأبينَاءَ وَنَحْو شرَّابونَ وحُسَّانون وفِسّيقون ومَضربِون ومُكرِمون ومكرَمون استغني فِيهَا بالتصحيح وَجَاء عَواوِيرُ ومَلاعينُ ومَيامِيُن ومشائِيمُ ومياسِير ومفاطِير ومَناكِير ومَطافِل ومَشادِن۔

اَفعل اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر

یہاں سے اس ثلاثی مزید کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس کے شروع میں ہمزہ کے ساتھ زیادتی ہو یعنی اَفعل کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے اَفعل صیغہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اَفعل اسمی جو تفضیل سے خالی ہو۔

۲۔ اَفعل صفتی جو تفضیل سے خالی ہو۔

۳۔ اَفعل التفضیل۔

ابن حاجب بالترتیب تینوں کی جمع کو ذکر کریں گے۔

۱۔ اَفعل اسمی۔

اَفعل اسمی کے ہمزہ اور عین کلمہ میں کیسا ہی تصرف کر لیا جائے (یعنی کوئی سا ہی اعراب دے دیا جائے) جمع اَفاعل وزن آئے گی۔ جیسے اَجدل سے اَجادل وغیرہ۔

قولہ: وقولهم حوض للمح الوصفية --الاصلية -

ش: یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ اَحوص کی جمع حوص بھی آئی ہے حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ صرف اَفاعل وزن پر جمع آتی ہے۔

جواب۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اگرچہ احوص اسم ہے لیکن وصفیت اصلیہ کی وجہ سے اس کی جمع حو ص لائی گئی کیونکہ احوص اصل میں صفت ہے جس کی آنکھوں کے کنارے تنگ ہوں اسے احوص کہتے ہیں تو وصف اصلی کی کچھ بو اس میں پائی جاتی تھی اس لیے یہ جمع لائی گئی،

۲۔ اَفعل صفتی۔

اَفعل صفتی کی جمع دو اوزان پر آتی ہے:

۱۔فَعلان جیسے احمر سے حمران۔

۲۔فُعل جیسے احمر سے حُمُر لیکن احمرون نہیں کہا جائے گا تاکہ اَفعل التفضیل سے جدا رہے اور نہ ہی حمراوات کہا جائے گا کیونکہ یہ احمرون کی فرع ہے جب اصل منع ہے تو فرع بھی منع ہے۔
سوال۔ اَخضر اَفعل صفتی ہے اس کے باوجود اس کی جمع خضراوات لائی گئی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے لیس فی الخضراوات صدقۃ۔
جواب اَخضر کی جمع الف تاء کے ساتھ اسمیت کے غلبہ کی وجہ سے لائی گئی ہے۔
۳۔اَفعل التفضیل
اس کی جمع تکسیر اَفاعل وزن پر اور جمع سالم اَفعلون یا اَفعلین بحسب الاعراب لائی جاتی ہے جیسے الافضل سے اَالافاضل اور الاَفضلون۔

فعلان اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر

قولہ: فعلان الاسم نحو شیطان --
ش:اب اس ثلاثی مزید کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس کے آخر میں الف نون کے ساتھ زیادتی کی جائی۔
فعلان۔فاء پر تینوں حرکتوں کیساتھ۔اگر اسمی ہو تو اس کی جمع کے دو اوزان ہیں۔
۱۔فعالین۔یہ کثیر الاستعمال ہے جیسے شیطان سے شیاطین۔
۲۔فِعال یہ قلیل ہے جیسے سرحان سے سِراح۔
قولہ:الصفة نحو غضبان علی غضاب وسکاری۔
ش۔اگر فعلان صفتی ہو تو جمع دو اوزان پر آتی ہے۔

۱۔فِعال۔ جیسے غضبان سے غِضاب۔

۲۔فُعالٰی۔ جیسے سکران سے سُکاری۔

فائدہ: یہاں فعلان سے مراد بالفتح اور بالکسر ہے کیونکہ ضمہ فاء کی صورت میں جمع صرف فِعال وزن پر آئے گی جیسے خُمصان سے خِماص۔

قولہ:وقد ضمت أربعة -

ش: فعلان صفتی کی جمع فَعالی۔ بفتح الفاء۔ آتی ہے مگر چار کلمات میں بضم الفاء بھی آئی ہے۔

۱۔کُسالی۔ کسلان میں۔

۲۔سُکاری۔ سکران میں۔

۳۔عُجالی عجلان میں۔

٤۔غُیاری غیران میں۔

فائدہ:رضی نے لکھاہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے چار میں تخصیص کی ہو۔

قولہ: وفيعل نحو ميت على أموات --

ش: یہاں سے اس ثلاثی مزید کا حکم بیان کر رہے ہیں جس میں دوسری جگہ یاء زائدہ لائی جائے یعنی فیعِل کی جمع تکسیر کا بیان ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ فیعِل وزن صرف اجوف میں استعمال ہوتا ہے اور فیعَل صحیح میں فیعِل کی جمع تین اوزان آتی ہے۔

۱۔ اَفعال جیسے میّت سے اَموات۔

۲۔فعِال جیسے جیّد سے جِیاد۔

۳۔ اَفعِلاء جیسے بیّن سے اَبیِنائ۔

فائدہ: میّت کا وزن سیبویہ کے نزدیک فیعل ہے فراء کے نزدیک اس کا وزن فعیل ہے مثل کریم۔ فراء کہتے ہیں کہ اصل میں مَوِیت تھا پھر یاء کو واؤ پر مقدم کر دیا اول ساکن ثانی متحرک تھا لھذا واؤ کو یاء کر کے یاء اول میں ادغام کر دیا میّت ہو گیا۔ اور طویل میں یہ قلب اور تعلیل نہ کرنا فراء کے نزدیک شاذ ہے۔

قولہ: ونحو شرّابون حسانون--

ش: یعنی ایسے مبالغے کے صیغے جن میں مذکر اور مؤنث برابر نہیں ان کی بھی اور اسم فاعل اور اسم مفعول جن کے شروع میں میم آتی ہے ان کی بھی جمع سالم لائی جاتی ہے، مذکر کی واؤ نون کے ساتھ اور مؤنث کی الف تاء کے ساتھ۔ یہ مطلب ہے اس عبارت کا کہ جمع تصحیح کیساتھ جمع تکسیر سے مستغنی ہیں۔

قولہ: وجاء عواویر وملاعین -

ش: یعنی بعض مبالغے کے صیغوں کی بھی جمع تکسیر آئی ہے جیسے عواویر جو عُوّار کی جمع ہے اسی طرح بعض اسم فاعل جن کے شروع میں میم ہو نیز اسم مفعول کی بھی جمع تکسیر آئی ہے جیسے ملعون میں ملاعین۔ میمون میں میامین۔ مشووم میں مشائیم۔ یہ مثالیں اسم مفعول کی تھی۔

اور اسم فاعل کی مثالیں جن کے شروع میں میم ہے جیسے۔

۔ مُوسِر سے مَیاسیر۔

۔ مقطِر سے مَقاطیر۔

۔ منکر سے مَناکیر۔

۔ مفطِل سے مفاطیل اور۔

۔مُشدِن سے مشادین۔

متن

الرباعي نَحْو جَعْفَرَ وَغَيره على جعافِر قِيَاساٍ وَنَحْوُ قرطاس على قَرَاطِيس وَمَا كَانَ على زنته مُلْحقًا أَو غير مُلْحق بِمدَّة أَو بِغَيْر مدَّة يجرى مجْرَاه نَحْو كَوْكَبٍ وجدوَلٍ وعِثيرٍ وتنضُبٍ ومِدعسٍ وقِرواحٍ وقِرطاطٍ ومصباح وَنَحْو جواربةٍ وأشاعثة فِي الأعجمي والمنسوب وتكسير الخماسي مستكرة كتصغيره بِحَذْف خامسه وَنَحْو تمر وحنظل وبطيخ مِمَّا يُمَيّز واحدُه بِالتَّاءِ لَيْسَ بِجمع على الْأَصَح وَهُوَ غَالب فِي غير الْمَصْنُوع وَنَحْو سفين وَلبن وقلنس لَيْسَ بِقِيَاس وكمأُة وكمْءٌ وجبأة وجبءٌ عكس تَمْرَة وتمروَنَحْو رَكْبٍ وَحلَقٍ وجامل وسَراة وفُرهة وغزِيّ وتُوَامٍ لَيْسَ بِجمع على الْأَصَح وَنَحْو أراهِطَ وأباطيلَ وَأَحَادِيث وأعاريض وأقاطيع وأَهالٍ وليالٍ وحِميرٍ وَأمكُنٍ على غير الْوَاحِد مِنْهَاوَقد يجمع الْجمع نَحْو أكالب وأناعيم وجمائلَ وجمالات وكلابات وبيوتات وحُمرات وجُزرات۔

رباعی مجرد اور مزید کی جمع

ثلاثی مجر، مزید کے احکامات سے فارغ ہونے کی بعد اب رباعی مجرد اور مزید کے احکاماتِ جمع ذکر کرنے لگے ہیں۔

۱۔رباعی مجرد کی جمع قلت و کثرت فعالل وزن پر آتی ہے جیسے جعفر سے جعافر۔یہ حکم قیاسی ہے۔

۲۔رباعی مزید، جس میں چوتھی جگہ پر حرف مدہ کی زیادتی کی جائے،اس کی جمع فعالیل وزن پر آتی ہے جیسے قرطاس سے قراطیس۔

۳۔ جو کلمات رباعی کے وزن پر ہوں ملحق ہوں یا غیر ملحق اور غیر ملحق مدہ ہوں یا غیر مدہ ان کی جمع بھی رباعی والی آئے گی۔ پھر یہ بات یہاں یاد رکھنے کی ہے کہ متن میں "علی زنتہ" سے مراد یہ ہے کہ وہ کلمات عدد حروف میں، حرکات وسکنات میں اور مزید کی صورت میں چوتھی جگہ پر مدہ ہونے میں رباعی کی طرح ہوں۔

یہ بات مفتاح میں مذکور ہے اور کمال نے لکھاہے وزن سے مراد یہ ہے کہ عدد حروف ایک جتنے ہوں پھر یا تو وزن بھی رباعی کا ہو یا رباعی کے قریب قریب ہو۔ اب آگے مصنف نے پانچ مثالیں ایسے کلمات کی دی ہیں جو رباعی مجرد کے وزن پر ہیں ان میں پہلی تین ملحق اور آخری دو غیر ملحق کی ہیں اس کے بعد پھر تین مثالیں ان کلمات کی دی ہیں جو رباعی مزید کے وزن پر ہیں ان میں پہلی دو ملحق اور آخری غیر ملحق کی ہے اب ترتیب وار ملاحظہ ہوں۔

۱۔ کوکَب۔ یہ جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔

۲۔ جَدوَل۔ یہ بھی جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔

۳۔ عِثْیَر۔ یہ درھم کے ساتھ ملحق ہے۔

٤۔ تنصب۔ یہ کسی کے ساتھ ملحق نہیں اور رباعی کے قریب قریب ہے۔

٥۔ مدعس۔ یہ بھی کسی کے ساتھ ملحق نہیں۔

نوٹ۔ الحاق کی صورت میں کسی حرف کی زیادتی کسی معنی کو ادا نہیں کرتی۔

یہ پانچوں مثالیں وزن میں رباعی مجرد کی طرح ہیں لھذا ان کی جمع بھی فعالل وزن پر آئے گی۔

اس کے بعد رباعی مزید کی تین مثالیں ہیں۔

۱۔ قِرواح۔ یہ قرطاس کے ساتھ ملحق ہے۔

۲۔قِرطاط۔یہ بھی قرطاس کے ساتھ ملحق ہے۔

۳۔مصباح۔یہ غیر ملحق ہے۔

ان تینوں کی جمع فعالیل وزن پر آتی ہے۔

قولہ۔ونحو جواربة وأشاعثة ---

ش:رباعی اگر عجمی ہو یا منسوب ہو اور اس کی جمع صیغہ منتہی الجموع پر لائی جائے تو آخر میں تا زیادہ کرتے ہیں۔

مثال عجمی کی جیسے جورب سے جواربۃ۔

مثال منسوب کی جیسے اشعثی سے أشاعثۃ۔

قولہ:تکسیر الخماسی مستکرہ--

ش:رباعی کے بعد اب خماسی کی جمع تکسیر کا حکم ذکر کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ خماسی کی جمع تکسیر ناپسندیدہ ہے جیسا کہ اس کی تصغیر ناپسندیدہ ہے یعنی عرب لوگ پسند نہیں ہاں اگر کوئی پوچھ لے تو پانچویں حرف کے حذف کرنے کے ساتھ بناتے ہیں جیسے فرزدق سے فرازد۔

قولہ: ونحو تمر وحنظل وبطیخ---

ش:یہاں سے ایسے الفاظ کو بیان کیا جارہا ہے جن میں یہ وھم پڑتا ہے کہ یہ جمع ہیں حالانکہ وہ جمع نہیں بلکہ یا تو اسم جنس ہیں یا اسم جمع۔

اسم جنس کی تعریف

جو اسم لفظ مفرد کے ساتھ قلیل و کثیر پر واقع ہو اور اس کے واحد پر تاء داخل کی جائے تا کہ اپنے جمع سے ممتاز ہو ایسے اسم کو اسم جنس کہتے ہیں۔

اسم جمع کی تعریف

اسم مفرد جب جمع کے معنی پر دلالت کرے تو وہ اسم جمع ہے جیسے قوم، رھط وغیرہ۔

اسم جنس اور اسم جمع میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم جنس جو مجرد عن التاء ہو وہ واحد، تثنیہ جمع سب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اسم جنس ماہیت کے لیے وضع کیا گیا ہے چاہے اس کے مشخصات قلیل ہوں یا کثیر جیسے تمر ایک ماہیت کے لیے وضع کیا گیا ہے اگر خارج میں اس کے مشخصات دو بھی ہوں تب بھی اس پر تمر کا اطلاق کیا جائے گا۔

بر خلاف اسم جمع کے۔ کیونکہ اس کی وضع فقط جمع کے لیے ہے گویا دونوں میں فرق من حیث المعنی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ تمر، حنظل، بطیخ جیسے کلمات جن کے واحد کو تاء ساتھ تمیز دی جاتی ہے یہ جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہیں اور ان کا (یعنی اسم جنس کا) غالب استعمال غیر مصنوع چیزوں میں ہوتا ہے بالفاظ دیگر مخلوقات باری میں ان کا استعمال غالب ہے۔ لھذا مصنوعات انسانی پر اسم جنس استعمال کرنا شاذ ہے چنانچہ سفین جس کا واحد سفینۃ ہے۔

۔لبِن جس کا واحد لبنۃ ہے۔

۔قلنس جس کا واحد قلنسوۃ ہے۔

یہ غیر قیاسی اور شاذ ہیں۔

قولہ۔وکمأۃ وکمأ --عکس تمرۃ وتمر--

ش: کمأاور کمأۃ،اسی طرح جبأاور جبأۃ تمر کا عکس ہے یعنی ان کا مفرد جمرد عن التاء اور غیر مفرد بالتاء ہے۔

فائدہ۔ سیبویہ نے لکھا کمأ اسم جنس نہیں بلکہ اسم جمع ہے۔اور جبأ کے بارے میں رضی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ مفرد ہے اور اس کی ایک جمع جبأۃ کے ساتھ لائی جاتی ہے اگرچہ یہ جمع غیر قیاسی ہے۔ گویا مصنف نے ان کلمات کو نسبت کی وجہ سے یہاں ذکر کر دیا۔

قولہ۔ونحو رکب وحلق وجامل --

ش۔ یہ کلمات جمع نہیں ہیں بلکہ اسم جمع ہیں۔

قولہ۔ونحو أراهط أباطيل--

ش: جمع کے باب میں جو قواعد مذکور ہوئے ان کا تقاضا یہ ہے کہ درج ذیل الفاظ کی وہ جمع نہ لائی جائے جو لائی گئی ہے لھذا یہ کہا جائے گا کہ یہ جمع لفظ واحد کے قیاس پر نہیں آئی گویا یہ بھی شاذ ہیں آگے اس کی تفصیل دیکھیں

١۔ أراهِط۔ رهط کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع أرهُط آتی۔

٢۔ أباطيل۔ باطل کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع بواطل آتی۔

٣۔ أحاديث حديث کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع حُدُث آتی۔

٤۔ أعاريض عروض کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع عرائض آتی۔

٥۔ أقاطيع قطيع کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع عرائض آتی۔

٦۔ أهال أهل کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ یہ أهلاة کی جمع ہوتی۔

٧۔ ليال ليل کی جمع ہے قیاس یہ ہے کہ ليلاة کی جمع ہوتی۔

۸۔ حمیر حمار کی جمع ہے قیاس یہ ہے کہ حَمر کی جمع ہوتی۔

جمہور کے نزدیک حمیر اسم جمع ہے۔

۹۔ اٰمکن شاذ ہے کمامر۔ یہ مکان کی جمع ہے۔

قولہ: وقد یجمع الجمع --

ش: کبھی کلمات کی جمع الجمع بھی لائی جاتی ہے جیسے اکلب سے اکالیب وغیرہ۔

التقاء ساکنین کا بیان

متن

يُغْتَفر فِي الْوَقْف مُطلقًا وَفِي المدغَم قبله لِيْنٌ فِي كلمة نَحْو خُوَيصَّةٌ والضالين وتُمُودَّ الثَّوْبُ وَفِي نَحْو مِيم وَعين مِمَّا بني لعدم التَّرْكِيب وَقفا ووصلا وَفِي نَحْو الْحسن عنْدك وآيمن الله يَمِينك للإلباس وحلقتا البطان شَاذ۔

باب التقاء ساکنین کا خلاصہ

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ التقاء ساکنین پانچ جگہوں پر معاف ہے اور ایک جگہ پر شاذ ہے اور ان جگہوں کے علاوہ التقاء ساکنین کے دو احکام ہیں۔ حذف حرکت۔

قولہ۔**التقاء الساكنين يغتفر --الله**

ش: پانچ جگہوں پر التقاء ساکنین معاف ہے۔ جو درج ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ حالت وقف میں مطلقاً معاف ہے یعنی التقاء ساکنین کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے پڑھا جائے گا۔ مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ خواہ اول ساکن لین یا نہ ہو اور ثانی ساکن مدغم ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۲۔ اول ساکن حرف لین ہو اور ثانی ساکن مدغم ہو اور دونوں ساکنین ایک ہی کلمہ میں واقع ہوں جیسے خویّصۃ اور والضالّین۔

فائدہ:

حروف علت کو حروف لین کہا جاتا ہے خواہ ما قبل حرکت ان کے موافق ہو یا مخالف نیز اگر ما قبل حرکت موافق ہو تو انہیں حروف مدہ بھی کہتے ہیں۔

نمبر ۳۔ جو کلمات عدم ترکیب کیوجہ سے مبنی ہیں ان میں بھی حالت وقت اور حالت وصل دونوں میں التقاء ساکنین معاف ہے جیسے میم، قاف، زید، عمرو وغیرہ۔

نمبر ٤۔ جہاں ہمزہ استفہام ہمزہ وصلی مفتوح پر داخل ہو جیسے اٰلحسن عندک اور اٰیمن اللہ یمینک، کیونکہ اگر ایک ہمزہ کو حذف کر دیں تو یہ معلوم نہ ہو گا کہ یہ خبر ہے یا استفہام تو یہاں التقاء ساکنین التباس سے بچنے کے لیے معاف ہے۔

نمبر ٥۔ لفظ لاھا اللہ اور آی اللہ میں التقاء ساکنین معاف ہے۔ یہ اصل میں لا واللہ تھا، واؤ قسم جزء کلمہ کیطرح شمار ہوتا ہے جب واؤ کی جگہ ھالائے تو وہ بھی واؤ کیوجہ سے جزء کلمہ کے مثل شمار کیا گیا اور التقاء کو معاف رکھا گیا۔ اسی طرح آی اللہ اصل میں آی واللہ تھا واؤ کو حذف کر دیا گیا ور التقاء ساکنین کو باقی رکھا گیا کیونکہ اگر لفظ اللہ کی ہمزہ کو حرکت دے کر مکسور پڑھیں تو اللہ ہو جائے گا جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

فائدہ:

لاھا اللہ میں ھا کے الف کو حذف کرنا جائز ہے اور آی اللہ میں تین صورتیں جائز ہیں ۱۔ حذف یاء ۲۔ فتح یاء، ۳۔ بقاء التقاء ساکنین۔

قولہ۔ وحلقتا البطان شاذ۔۔

ش: سوال ہوتا ہے کہ حلقتا البطان مذکورہ جگہوں میں سے نہیں ہے پھر اس میں التقاء ساکنین کو کیوں باقی رکھا گیا

جواب: یہ شاذ ہے۔

متن

فَإِن كَانَ غيرَ ذَلِك وأوّلهما مُدَّةٌ حذِفت نَحْو خَف وَقُل وبع وتخشَيَنَّ واغْزُوا وَارْمِي وَاغْزُنَّ وارْمِنَّ ويخشى الْقَوْمُ ويغزو الجْيْشُ وَيَرْمِي الْغَرَض وَالْحَرَكَة فِي نَحْو خفِ الله واخشُوا للهَ واخشيِ اللهَ واخشوُنَّ واخشِينَّ غير مُعْتَد بهَا بِخِلَاف نَحْو خافا وخافنَّ فَإِن لم يكن مُدَّة حُرِّك نَحْو اذْهَبِ اذْهَبْ وَلم أُبَلِهْ و {الم اللهُ} واخْشَوُا اللهَ واخشيِ الله وَمن ثمَّ قيل اِخشوُنَّ واخشين لِأَنَّهُ كالمنفصل إِلَّا فِي نَحْو انْطلق وَلم يَلْدَه وَفِي ردَّ وَلم يردَّ فِي تَمِيم مِمَّا فُرّ من تحريكه للتَّخْفِيف فحُرك الثَّانِي وَقِرَاءَةُ حَفْصَ {ويتقه} لَيست مِنْهُ على الْأَصَح -

شرح

ش: اگر مذکورہ پانچ جگہوں کے علاوہ کسی جگہ التقاء ساکنین آجائے تو اگر پہلا ساکن مدہ ہو تو اسے حذف کیا جائے گا۔

قولہ: نحو خَف وقُل و بِع---

ش: مصنف نے پہلے ساکن کے حذف پر چار قسم کی مثالیں دی ہیں۔

قسم اول:

جہاں التقاء ساکنین ایک ہی کلمہ میں واقع ہو پھر پہلا ساکن مدہ یا الف ہو گا جیسے خَفْ یا واؤ ہو گا جیسے قُل یا یائی ہو گی جیسے بِع۔

قسم دوم:

جہاں التقاء ساکنین ایک کلمہ کے حکم میں ہو پھر پہلا ساکن مدہ ہو گا یا الف۔ جیسے تخشین جو اصل میں تخشَیِین تھا یاء اول کو الف سے بدلا تو التقاء ساکنین ہو گیا اسی طرح اُغزُوا اصل میں اُغزُووا اور اُرمی اصل میں اُرمیی تھا یدعو، تدعو والا قانون لگا تو التقاء ساکنین آگیا۔ یا واؤ ہو گا

جیسے اُغزو یا یاء ہو گی جیسے اُرمی۔ حکم ایک کلمہ اس لیے کہا کہ ضمائر متصلہ جزء کلمہ کی طرح شمار ہوتی ہیں۔

قسم سوم:

جہاں التقاء ساکنین دو کلموں میں واقع ہو لیکن دوسرا کلمہ غیر مستقل ہو جسے اکیلے نہ پڑھا جاتا ہو جیسے نون تاکید۔ پھر پہلا ساکن یا تو واؤ ہو گا جیسے اُغزُنّ جو اصل میں اُغزونّ تھا یا یاء ہو گی جیسے اُرمن جو اصل میں اُرمینّ تھا۔

قسم چہارم:

جہاں التقاء ساکنین دو کلموں میں واقع ہو اور دوسرا کلمہ مستقل ہو پھر پہلا ساکن یا الف ہو گا جیسے یخشی القوم یا واؤ ہو گا جیسے یغزوا الجیش، یا یاء ہو گی جیسے یرمی القوم۔

فائدہ۔ مصنف رحمہ اللہ نے قسم سوم میں الف کی مثال ذکر نہیں کی کیونکہ الف اگر مفرد میں آئے گا تو یاء سے بدل جائے گا جیسے ھل تخشی سے ھل تخشَینّ۔ اور اگر تثنیہ اور جمع مؤنث مخاطبات میں آئے گا تو برحال رہے گا جیسے اُضربانّ اور اُضربنانّ۔ کما مر فی آخر الکافیۃ۔

قولہ والحركة فی ---غیر معتد بها۔

ش: یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے سوال ہوتا تھا کہ خفِ اللہ، اُخشوُا اللہ، اُخشیِ اللہ، اُخشوُنّ اور اُخشِینّ مثالوں میں پہلے ساکن کو التقاء ساکنین کیوجہ سے حذف کیا گیا تھا یہ وجہ دوسرے ساکن کو حرکت دینے کی وجہ سے زائل ہو چکی ہے لھذا اول ساکن کو واپس لوٹانا چاہیے؟

مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ دوسرے ساکن کی حرکت عارضی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اسی لیے پہلے ساکن کو واپس نہیں لوٹایا گیا۔ اور حرکت عارضی اسی وجہ سے ہے کہ دوسری مرتبہ التقاء ساکنین ان کلمات میں آرہا ہے جس کو دور کرنے کیلئے حرکت دی گئی۔

قولہ۔بخلاف نحو خافا وخافنّ-

ش: یہ عبارت بھی ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال ہوتا تھا کہ آپ نے خفِ اللہ میں حرکت عارضی ہونے کی بناء پر واؤ کو واپس نہ لایا تھا یہی علت خافا اور خافنّ میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ خافا اور خافنّ کی ف اصل میں ساکن ہے (دونوں امر کے صیغے ہیں) الف اور نون تاکید کے عارض ہونے کی بناء پر ف کو فتح دیا گیا ہے لھذا یہاں بھی الف محذوفہ کو واپس نہ لانا چاہیے۔ پھر کیوں لائے؟

مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان کی حرکت عارضی نہیں کیونکہ الف تثنیہ کا ضمیرِ متصل ہے اور جزء کلمہ کیطرح شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح خافنّ میں نون تاکید جزء کلمہ کے مثل شمار جاتا ہے لھذا حرکت غیر عارض ہے۔

فائدہ۔ نون تاکید ضمیرِ بارز کیساتھ آئے تو علیحدہ کلمہ اور اگر ضمیر مستتر کیساتھ آئے تو جزء کلمہ کیطرح شمار کیا جاتا ہے۔

قولہ۔:فأن لم یکن مدة حرک -

ش: اگر پہلا ساکن مدہ نہ ہو تو اسے حرکت دی جاتی ہے چاہے صحیح ہو یا حرف علت ہو۔ مثال صحیح کی جب التقاء ساکنین دو کلموں میں پایا جائے جیسے اَذھب اَذھب۔ مثال صحیح کی جب التقاء ساکنین ایک کلمہ میں پایا جائے جیسے لم اَبلِہ۔ جو اصل میں لم اَبالی تھا حرف جازم کے داخل

ہونے سے ی ساقط ہو گئی لم اُبالِ ہو گیا پھر اس کلمہ کو اجوف شمار کر کے ل کو ساکن کر دیا لم اُبالْ ہو گیا۔ آخر میں ھاء وقف لے آئے تو التقاء ساکنین آگیا ل اور ھا کے درمیان، ل کو کسرہ دے دی لم اُبلِہْ ہو گیا۔

صحیح کی دوسری مثال جیسے المّ اللہ۔ اس میں اختلاف ہے (جب الم پر وقف نہ کیا جائے اور ملا کر پڑھا جائے) اور اختلاف کا منشا یہ اختلاف ہے کہ اسماء معدودہ مبنی علی السکون ہیں یا وقف کی وجہ سے ساکن ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ سکون مبنی علی السکون ہونے کی وجہ سے ہے اور جار اللہ زمخشری کے نزدیک وقف کی وجہ سے ساکن ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر جمہور کا قول لیا جائے تو الم اللہ میں التقاء ساکنین آجائے گا کیونکہ ہمزہ وصلی درج کلام میں آنے کے وجہ سے ساقط ہو گئی پھر میم کو فتح دی تاکہ لفظ جلالت کے جلال کو باقی رکھا جائے۔

جار اللہ زمخشری کے نزدیک میم وقف کی وجہ سے ساکن ہے آگے لفظ اللہ علیحدہ کلمہ ہے جس سے ابتداء کی جارہی ہے۔ لھذا ہمزہ درج کلام میں نہ آئی اور نہ ہی اس وجہ سے گری۔ بلکہ جوازاً ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو گرادیا تو المّ اللہ ہو گیا۔ اس صورت میں التقاء ساکنین (میم اور لام کے درمیان) نہیں ہو گا۔ حرف علت کی مثال جیسے اَخشوُاللہ۔ اَخشیِ اللہ۔

قولہ:ومن ثم قیل --

ش: یعنی اسی وجہ سے کہ اول ساکن کو حرکت دی جاتی ہے اَخشوُنّ اور اَ خشِینّ پڑھا گیا ہے اصل میں اَخشوُنّ اور اَ خشیُنّ تھا اور ساکن غیر مدہ ہے نیز دونوں ساکنین دو کلموں میں ہیں کیونکہ نون تاکید ضمیر بارز کیساتھ منفصل کلمہ شمار ہوتا ہے اول ساکن کو حرکت دے دی گئی اَخشوُنّ، اَ خشِینّ ہو گیا۔

ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلے بھی مثالیں کافی دے دی تھی مگر ان کو علیحدہ ذکر کیا تاکہ ایک نکتہ کی طرف اشارہ ہو جائے وہ نکتہ یہ ہے کہ خافَنّ اور اُخشَوُنّ اُخشَینّ کے درمیان فرق ہے ۔پہلے کلمہ میں محذوف الف کو واپس لوٹایا گیا ہے مگر آخری دو میں نہیں کیونکہ پہلے میں ضمیر مستتر کے ساتھ ملا ہے اور آخری دو میں منفصل کیساتھ۔

قولہ۔۔الا فی نحو أنصلق ---ما فر من تحرکہ --

ش: قاعدہ تو یہی ہے کہ التقاء ساکنین کے وقت اول ساکن کو حرکت دی جاتی ہے مگر جہاں اول ساکن کو حرکت دینے سے غرض فوت ہوتی ہو وہاں دوسرے ساکن کو حرکت دی جاتی ہے "فی نحو" سے اسی قاعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ ممّا فرّ عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان تمام جگہوں میں جہاں پہلے ساکن کو حرکت دینے سے بھاگا گیا ہے وہاں دوسرے ساکن کو حرکت دی جائے گی۔ جیسے اُنطلق ۔۔ یہ اصل میں اُنطلِق امر کا صیغہ ہے صورت فُعِل پائی جارہی ہے تو تخفیف کیلئے لام کو ساکن کر دیا اب التقاء ساکنین ل اور ق کے درمیان آگیا۔ اب اگر ل کو حرکت دیں تو غرض فوت ہوتی ہے کیونکہ غرض یہ تھی کہ ل کو ساکن کیا جائے، لھذا دوسرے ساکن ق کو حرکت دی تو اُنطلَقَ ہو گیا اسی طرح لم یلد میں لم یلدَ پڑھا گیا ہے۔

قولہ۔وفی نحو رُدّ ولم یرُدَّ فی تمیم--

ش: ثانی ساکن کو حرکت دینے والا قاعدہ مضاعف میں بھی جاری ہو گا جہاں لام کلمہ کو وقف یا جزم کی وجہ سے ساکن کیا جائے جیسے رُدَّ (جو اصل میں اُردُد تھا) کی حرکت ما قبل کو دی تو التقاء ساکنین آگیا دوسرے ساکن کو فتح کی حرکت دے دی اور دال کو دال میں ادغام کر دیا تو رُدَّ

ہو گیا۔ اہل حجاز کے نزدیک یہاں ادغام منع ہے کیونکہ شرط ادغام اول کا ساکن اور ثانی کا متحرک ہونا ہے جبکہ یہاں ثانی ساکن ہے۔

قولہ۔وقراء ۃ حفص ویتّقه لیست منه علی الاصح۔

ش: زمخشری کے نزدیک قرآن کی آیت ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتّقہِ میں ویتقہ بھی اسی قبیل سے ہے یعنی اصل میں یتّقی تھا، ی مجزوم ہونے کی بنا پر ساقط ہو گئی اور آخر میں ھاء سکت لگادی گئی تو یتّقہِ ہو گیا پھر تق کَتِف کے وزن پر تھا، تخفیف کیلئے ساکن کر دیا توق اور ہ کے درمیان التقاء ساکنین آگیا، ہ کو حرکت دے دی تو یتقہُ ہو گیا۔ ابن حاجب زمخشری کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اس باب سے نہیں کیونکہ ہ ضمیر مفعول ہے ہ سکت نہیں ہے پس یہ پہلے سے ہی متحرک ہے لھذا جب ق کو ساکن کیا تو اجتماع ساکنین لازم نہ آیا۔

متن

وَالْأَصْل الْكسر فَإِن خُولِفَ فلعارض كوجوب الضَّم فِي مِيم الْجمع ومذٍ وكاختيار الْفَتْح فِي {الم الله} وكجواز الضَّم إِذا كَانَ بعد الثَّانِي مِنْهُمَا ضمةٌ أَصْلِيَّة فِي كَلمته نَحْو {وَقَالَت اخْرُج} وَقَالَت اغزي بِخِلَاف {إِن امْرُؤ} وَقَالَتِ ارمُو و {إِنِ الحكم} واختياره فِي نَحْو اخشوُا الْقَوْم عكس {لَوِ استطعنا} وكجواز الضَّم وَالْفَتْح فِي نَحْو ردّ وَلم يردّ بِخِلَاف رُدّ الْقَوْم على الْأَكْثَر وكوجوب الْفَتْح فِي نَحْو رُدَّهَا وَالضَّم فِي نَحْو ردُّه على الْأَفْصَح وَالْكسر لُغَيَّة وَغُلِّطَ ثَعْلَبُ فِي جَوَاز الْفَتْح لكَونه ضَعِيفاٍ وَالْفَتْح فِي نون من مَعَ اللَّام نَحْو من الرجل وَالْكَسْر ضَعِيف عكس منِ ابْنك وَعَن على الأَصْل وَعَنُ الرجل بِالضَّمّ ضَعِيف وَجَاء فِي المغتفر النَّقُر وَمنَ النَّقْرِ وَاضْرِبْهُ ودأَبَّة وشأَبَّة و {جَأَنٌّ} بِخِلَاف نَحْو {تأمروني} -

شرح

ثانی ساکن کو حرکت دینے میں اصل یہ ہیکہ کسرہ کی حرکت دی جائے پس اگر کہیں اس کی مخالفت ہوئی تو کسی عارض کی وجہ سے ہو گی آگے پھر عارض کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے بعض صورتیں وجوبی ہیں اور بعض جوازی۔

قولہ۔ **کوجوب الضم فی میم الجمع --**

ش: مصنف رحمہ اللہ نے وجوب ضمہ کی دو جگہیں بیان کی ہیں۔

۱۔ جمع کی میم میں اگر التقاء ساکنین ہو تو میم کو ضمہ دینا واجب ہے جیسے علیکم الیوم کیونکہ یہاں اصل یہی ہے کہ یہ مضموم ہو دلیل اہل مکہ کی قرائت ہے کہ وہ علیکمو پڑھتے ہیں۔

۲۔ مُذ میں، جب کہ التقاء ہو جیسے مُذ الیوم کیونکہ اس کی اصل مُنذُ ہے اور وہ مضموم ہے۔

قولہ۔ **وکأختیار الفتح فی نحو الم اللہ -**

ش: اس آیت میں فتح مختار ہے تا کہ لفظ اللہ کا جلال باقی رہے۔ کما مر

قولہ۔ **وکجوز الضم--**

ش: جواز ضمہ کی بھی دو جگہیں ہیں۔

۱۔ جہاں ثانی ساکن کے بعد اسی کلمہ میں ضمہ اصلیہ پایا جائے وہاں اول ساکن کو ضمہ دینا بھی جائز ہے خواہ ضمہ موجود ہو یا کسی عارض کی وجہ سے بدل گیا ہو۔

۔ضمہ کے موجود ہونے کی مثال جیسے وقالت اُخرج میں ت کو ضمہ دینا جائز ہے کیونکہ ثانی ساکن خ کے بعد ر پر ضمہ اصلیہ موجود ہے۔

۔کسی عارض کیوجہ سے ضمہ کے غیر موجود کی مثال جیسے قالتِ اُغزِی میں تُ اُغزی پڑھنا بھی جائزہے کیونکہ اُغزِی میں ز اصل میں مضموم ہے ی کی وجہ سے ز کو کسرہ دی گئی یہ باب غزایغزُو کا امر ہے۔

قولہ۔:بخلا ف نحو أنِ امرُئ--

ش: لیکن جہاں ضمہ اصلی نہ وہاں اول ساکن کو ضمہ دینا جائز نہیں اس کی تین مثالیں ذکر کی ہیں ۔

١۔ اَنِ امرُء میں ن کو ضمہ دینا جائز نہیں اگرچہ ر پر ضمہ موجود ہے کیونکہ یہ کلمہ کا عین کلمہ ہے اور اس لفظ میں عین لام کے تابع ہوتا ہے اس کی حرکت لام کلمہ کی حرکت کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے پس حرکت عارضی ہوتی ہے۔

٢۔ قالتِ اُرمو میں تُ اُرموا پڑھنا منع ہے کیونکہ میم واؤ کی وجہ سے مضموم ہے ورنہ اصلاً مکسور ہے اس کا باب رمی یرمی آتا ہے اور امر کا پہلا صیغہ اُرمِ ہے۔

٣۔ اَنِ الحکم۔ میں اَنُ الحکم پڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں ثانی ساکن کے کلمہ ضمہ نہیں پایا جارہا وہ اس طرح کہ التقاء ساکنین ن اور ل میں ہے اور لام تعریف مستقل کلمہ ہوتا ہے لھذا ح کے ضمہ کا کچھ اعتبار نہیں۔

قولہ: واختیارہ فی اخشو ُالقوم عکس لوِاستطعنا--

ش: اول ساکن کو ضمہ دینے کے متعلق مصنف رحمہ اللہ نے تین باتیں ذکر کی ہیں۔ وجوب ،جواز اور مختار۔ وجوب کے دو مقام ہیں ایک کا ذکر گزر گیا اور ایک کا ذکر آگے آرہاہے،جواز کے بھی دو مقام ذکر کیے ایک مذکور ہو چکا اور ایک کا ذکر آگے آرہاہے اور مختار کا ایک مقام

ذکر کیا جس کو یہاں سے بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں واؤ جمع میں مختار یہ ہے کہ اسے ضمہ دیا جائے لیکن غیر جمع میں کسرہ ہی دی جائے گی، واؤ جمع کی مثال جیسے اَخشوُالقوم۔ واؤ غیر جمع کی مثال جیسے لوِاستطعنا۔

قولہ۔وکجوز الضم والفتح فی نحو رُدّ--

ش: یہاں دو باتیں:

پہلی بات۔ یہ جواز ضم کا دوسرا مقام ہے جہاں مضاعف مضموم العین ہو جیسے رُدَّاور لم یرُدُّ۔

دوسری بات۔ جیسے اول ساکن کو حرکت دینے میں ضمہ کے تین حالات ہیں ایسے ہی فتح دینے میں بھی تین حالات ہیں ۱۔ وجوب ۲۔ جواز ۳۔ مختار، مختار کا ذکر ہو چکا جواز کو اب ذکر کیا جارہاہے اور وجوب کا ذکر آگے آئے گا۔

بہر حال مضاعف مضموم العین میں تخفیف کے لیے فتح دینا بھی جائز ہے لھذا رُدَّ پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر مضاعف کے مابعد ایک اور ساکن آجائے تو اکثر کے نزدیک کسرہ ہی دی جائے گی جیسے رُدِّالقوم۔ اکثر کی قید اس لیے لگائی کہ امام یونس کے نزدیک فتح دینا بھی جائز ہے۔

قولہ۔وکوجوب الفتح نحو رُدَّھا--

ش: اول ساکن کو حرکت دینے میں وجوب فتح کے دو مقام ہیں۔

۱۔ مضاعف میں جبکہ اس کے بعد ضمیر منصوب متصل، مفرد مؤنث غائبہ کی آئے جیسے رُدَّھا۔

۲۔ من جارہ لام تعریف کے ساتھ آئے تو ن کو فتح دیناواجب ہے جیسے منَ الرجل۔ اس کا ذکر آگے آرہاہے۔

قولہ۔والضم فی نحو ردّھا--

ش: یہ وجوب ضم کا دوسرا مقام ہے جہاں مضاعف کے بعد ضمیر منصوب متصل مفرد مذکر غائب کی آئے جیسے رُدُّہ۔ مصنف فرماتے ہیں کہ فصیح یہی ہے کہ ضمہ دیا جائے اگرچہ کسرہ دینا بھی ثابت ہے جیسے بنو عقیل پڑھتے ہیں مگر یہ ضعیف لغت ہے۔

قولہ: وغلب ثعلب فی جواز الفتح ---

ش: امام ثعلب کے نزدیک رُدُّہ میں فتح دینا بھی جائز ہے لیکن صرفی حضرات نے ان کی بات کو غلط قرار دیا ہے۔

قولہ: والفتح فی نون من ----وعنُ الرجل بالضم ضعیف-

ش: وجوب فتح کے دوسرے مقام کا ذکر ہے حرف من لام تعریف کے ساتھ آئے تو فتح واجب ہے اور کسرہ دینا ضعیف ہے لیکن اگر من لام تعریف کے ساتھ نہ ہو تو کسرہ ہی دیا جائے گا۔ جیسے منِ ابنِک ۔اور اگر عن کے نون کے ساتھ التقاء ساکنین آجائے تو کسرہ ہی دیا جائے گا جیسا کہ یہی اصل ہے اور ضمہ دینا ضعیف ہے لھذا عنِ الرجل صحیح ہے اور عنُ الرجل ضعیف ہے۔

قولہ: وجاء فی المغتفر النقُر--

ش: مغتفر یعنی جہاں التقاء ساکنین معاف ہے اس کی پہلی صورت میں (یعنی حالت وقف میں)پہلے ساکن کو حرکت دینا جائز ہے یہ حرکت حالت رفع میں رفع ،حالت جر میں جر ہو گی۔ حالت نصب میں نصب دینا ثابت نہیں۔اس کی مثال جیسے ھذا النقُر اور منَ النقِر۔اور لم اَضربُہ میں لم اَضربُہ۔ مغتفر کی دوسری صورت میں جہاں اول ساکن مدہ اور ثانی ساکن مدغم ہو اگر

اول ساکن مدہ الف ہو تو اسے ہمزہ سے بدلانا جائز ہے جیسے دأبَّۃ۔ شأبَّۃ اور جأن جو اصل میں دابّۃ شابّۃ اور جان تھے لیکن اگر مدہ غیر الف ہو جیسے تأمرونّی میں واؤ تو اول ساکن کو ہمزہ سے بدلانا منع ہے کیونکہ ان کا استعمال الف کی بنسبت قلیل ہے تو اس تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ تخفیف کثیر الاستعمال الفاظ میں کی جاتی ہے اور یہ قلیل الاستعمال ہے۔

ابتداء کا بیان

متن

لَا يُبتَدأ إِلَّا بمُتَحرّك كَمَا لَا يُوقف إِلَّا على سَاكن فَإِن كَانَ الأولُّ سَاكِناً وَذَلِكَ فِي عشرَة أَسمَاءَ محْفُوظَة وَهِي ابْن وَابْنَة وابْنم وَاسْم واسْت وثْنان وَاثْنَتَانِ وامْرؤ وَامْرَأَة وايْمن الله وَفِي كل مصدر بعد ألف فِعْلِه الْمَاضِي أَرْبَعَةٌ فصَاعِداً كالاقتدار و الاستخراج وَفِي أَفعَال تِلْكَ المصادر من مَاضٍ أَو أَمرٍ وَفِي صِيغَة أَمرِ الثلاثي وَفِي لَام التَّعْرِيفِ وَفِي ميمِه أَلحِقَ فِي الِابْتِدَاء خَاصَّةً همزَةُ وصل مَكْسُورَةٌ إِلَّا فِيمَا بعد ساكنه ضمةٌ أَصْلِيَّة فَإِنَّهَا تضم نَحْو اقْتُل وأُغْزُ واغْزِي بِخِلَاف ارْمُوا وَإِلَّا فِي لَام التَّعْرِيفِ وأيمُنِ اللهِ فَإِنَّهَا تفتَح وإثباتها وصلا لحن وشذ فِي الضَّرُورَة والتزموا جعلهَا ألفا لَا بَينَ بَينَ على الْأَفْصَح فِي نَحْو آلحسن عنْدك وآيمنُ اللهِ يَمِينُك للَّبسِ وَأما سُكُون هَاء وَهُوَ وَهِي وفهو وفهي وَلَهو ولهي فعارض فصيح وَكَذَلِكَ لَام الْأَمر نَحْو {وليوفوا} وَشُبِّه بِهِ أَهْيَ وأَهْوَ و {ثمَّ ليقضوا} وَنَحْو أَن يُّمِلَّ هُوَ قَلِيل۔

باب الابتداء کا خلاصہ

ابتداء بالسکون محال ہے لھذا ابتداء کسی متحرک سے ہی کی جاتی ہے جیسا کہ وقف ساکن پر ہی کیا جاتا ہے پس ابتداء کیلئے حرکت کی ضرورت ہے جیسے وقف کیلئے سکون کی۔ لیکن عربی میں کلمہ کی تینوں اقسام اسم، فعل، حرف میں بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں ابتداء بالسکون آئی ہے۔

اسم میں دو جگہیں ہیں۔

۱۔ دس اسماء میں جو درج ذیل ہیں ابن۔ ابنۃ، ابنم، اسم، است، اثنان، اثنتان، امرؤ، امرءۃ، ایمن اللہ۔

۲۔ ہر اس مصدر میں جس کے فعل ماضی کے اول میں الف (یعنی ہمزہ) کے بعد چار یا زیادہ حرف ہوں جیسے اقتدر کا مصدر اقتدار۔

فعل میں بھی دو جگہیں ہیں۔

۱۔ مذکورہ مصادر کے فعل ماضی میں۔

۲۔ ثلاثی امر کے صیغے میں بشرطیکہ مضارع میں فاء یا عین کلمہ میں تعلیل نہ ہوئی ہو۔

اور حرف میں دو جگہیں ہیں۔

۱۔ لام تعریف میں عند السیبویہ

۲۔ میم تعریف میں، عند السیبویہ یہ حقیقیت میں ایک ہی جگہ ہے کیونکہ بعض عرب لام تعریف کی جگہ میم استعمال کرتے ہیں۔

اب قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں ابتداء بالسکون لازم آرہی ہو وہاں ہمزہ وصلی مکسور شروع میں لاتے ہیں ہاں اگر ساکن کے بعد کا کلمہ مضموم ہو بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لائی جائے گی سوائے دو جگہوں کے

۱۔ لام تعریف میں ۲۔ اور ایمن اللہ میں، کہ ان دونوں جگہ ہمزہ وصلی مفتوح لائی جاتی ہے۔

پھر مصنف رحمہ اللہ نے اس باب میں ہمزہ وصلی کے ٤ احکامات ذکر کیے ہیں۔

۱۔ جن جگہوں میں ہمزہ وصلی لائی جاتی ہے (یہ حکم ہمزہ وصلی کے لانے کے متعلق ہے)

۲۔ ہمزہ وصلی کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ مفتوح: یہ دو جگہ پر آتی ہے۔لام تعریف میں۔اور اَیمن اللہ میں۔

۲۔ مضموم: جبکہ ساکن کے مابعد حرف مضموم ہو جیسے اُقتل۔

۳۔ مکسور: پہلے دو مقامات کے علاوہ ہر جگہ۔

۳۔ وصلاً۔ یعنی درج کلام میں ہمزہ وصلی گر جاتی ہے عام حالات میں باقی رکھنا غلطی ہے ہاں ضرورت شعری میں باقی رکھی جاتی ہے مگر شاذ ہے۔

٤۔ اگر ہمزہ وصلی مفتوح پر ہمزہ استفہام داخل ہو جائے تو بین بین پڑھنا نا جائز ہے فصیح یہ ہے کہ ہمزہ وصلی کو الف سے بدلنا لازم ہے جیسے آلحسن۔ تا کہ دونوں ہمزہ کے درمیان التباس نہ لازم آئے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں پہلا کلمہ ساکن لازم ہو وہاں شروع میں ہمزہ لائی جاتی ہے اور جہاں سکون عارض آجائے وہاں ہمزہ نہیں لائی جاتی۔ پس فھُو وغیرہ ضمائر کی ابتداء میں جو سکون آرہا ہے وہ طاری اور عارضی ہے اسی وجہ سے شروع میں ہمزہ نہیں لائی گئی۔(عارضی اس وجہ سے ہے کہ یہاں فاء عاطفہ اور ھو کے درمیان جوازی صورت بنائی گئی ہے) نیز اس طرح پڑھنا فصیح بھی ہے جیسے وھو خیر لکم کی ایک قراءت سکونِ ہ کے ساتھ بھی آئی ہے اسی طرح جو جوازی صورت لامِ امر اور واوٗ یا فاء یا ثم عاطفہ کے درمیان بنائی جاتی ہے وہ بھی عارض ہے اسی وجہ سے ہمزہ نہیں دی گئی جیسے ولیوفوا ، **فلینظر** اور **ثم الیقضوا**۔

یہ کل باب ابتداء کا خلاصہ ہو گیا نیز کل باب کی تشریح بھی ہو گئی ہے لھذا دوبارہ تشریح کی ضرورت نہیں رہی اب چند عبارات کی وضاحت اور کچھ فوائد لکھے جاتے ہیں۔

قولہ۔بخلاف أرموا۔

ش: اِرموا میں مابعد ساکن مضموم ہے مگر چونکہ ضمہ اصلی نہیں عارضی ہے اس لیے ہمزہ وصلی مکسور لائے۔

قولہ:لا بین بین--

ش:سیبویہ کے نزدیک اگر دو ہمزہ مفتوح جمع ہو جائیں تو دوسری ہمزہ کو بین بین ہی پڑھا جاتا ہے یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین کہلاتا ہے۔

قولہ۔وشبّہ بہ اَھُوَ واَھِیَ۔۔۔

ش: فرماتے ہیں کہ وھو کے ساتھ اَھو کو بھی تشبیہ دی گئی ہے یعنی اَھو میں ہ کے سکون کے ساتھ پڑھنا جائز ہے کیونکہ ہمزہ استفہام کے ساتھ ھو کی ہ کو ساکن پڑھنا کلام عرب میں قلیل تھا اس لیے لفظ تشبیہ استعمال کیا۔

قولہ۔ونحو أنّ یُملَّ ھوَ قلیل --

ش۔ آیت کریمہ اَن یمل ّھُو میں ل اور ہ کو فعل سے تشبیہ دیکر لَھُو پڑھنا قلیل ہے صرف قالون کی روایت میں ایسے پڑھا گیا ہے۔

فائدہ۔ابن جنی کے نزدیک فارسی میں ابتداء بالسکون ثابت ہے جیسا کہ شتاب لفظ میں کہ محض ش کی آواز نکلتی ہے پھر ت پر فتح پڑھا جاتا ہے لیکن رضی نے اس کو رد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ذہین آدمی پہچان سکتا ہے کہ یہاں کسرہ خفیہ پائی جارہی ہے،۔

فائدہ۔ ابن اصل میں بَنَوٌ تھا شجر کے وزن پر واؤ کو حذف کیا گیا شروع کو ساکن کیا اور ابتداء میں ہمزہ وصلی مکسور لے آئے اسم کی اصل میں اختلاف ہے عبد البصریین یہ ناقص ہے سمو اور کوفیوں کے نزدیہ یہ مثال اصل میں وِسم تھا۔ اثنان اصل میں ثنوان تھا شجران کے وزن پر۔ است اصل میں ستہ تھا۔

وقف کا بیان

متن

قطع الْكَلِمَة عَمَّا بعْدهَا وَفِيه وُجُوه مُخْتَلفَة فِي الْحسن وَالْمحل

شرح

کتاب میں وقف کی تعریف یہ آئی ہے کہ کلمہ کا مابعد سے کاٹ دینا وقف کہلاتا ہے لیکن یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ اس سے وہ صورت نکل جاتی ہے جب بعد میں اور کوئی کلمہ نہ ہو اور وقف کیا جائے۔ رضی نے لکھا ہے کہ اگر تعریف ان الفاظ سے ہوتی" السکوت علی آخر الکلمہ اختیارا لجعلھا آخر الکلام" کلمہ کے آخر پر اختیارا خاموش ہو جانا۔ تاکہ اسے کلام کا آخر بنایا جائے"۔ تو تعریف جامع ہوتی۔

قولہ۔وفیہ وجوہ مختلفة فی الحسن والمحل۔

ش۔ وجوہ سے مراد احکام وقف ہیں مصنف فرماتے ہیں کہ وقف کے کئی احکام ہیں جو حسن اور محل کے اعتبار سے مختلف ہیں حسن میں مختلف ہیں یعنی بعض احکام بعض سے احسن ہیں۔ اور محل میں مختلف ہیں یعنی بعض احکام کا محل دوسرے بعض سے جدا ہے۔ مثلاً سکون محض کا محل اور متحرک کا محل جدا جدا ہے۔ سکون محض کا محل متحرک ہے کہ متحرک پر جب وقف کریں گے تو اسے ساکن کر دیں گے اور اشمام کا محل خاص مضموم ہے یعنی مضموم پر جب وقف کریں گے تو اس میں اشمام کریں گے۔ وغیرہ

خلاصہ باب الوقف

اس باب میں مصنف نے وقف کے ۱۱ احکام بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

١۔اسکان ٢۔روم ٣۔اشمام ٤ ابدال الف ٥۔ابدال تاء ٦۔زیادتی الف ٧۔الحاق ھاء سکوت ٨۔حذف واؤ و یاء ٩۔ابدال ہمزہ ١٠۔تضعیف ١١۔نقل حرکت

فائدہ۔بعض علمانے ان ١١ احکام کو سات وجوہ میں سمیٹا ہے جو اس شعر میں مذکور ہیں:

نقل وحذ و اسکان و یتبعها

التضعیف والروم والاشمام والبدل

گویا انہوں نے روم، اشمام اور تضعیف کو اسکان ہی کی اقسام میں شمار کیا ہے نیز قلب و بدل کو ایک ہی چیز شمار کیا ہے۔

متن

فالإسكان الْمُجَرّد فِي المتحرك وَالرَّوم فِي المتحرك وَهُوَ أَن تَأتي بالحركة خَفِيَّةً وَهُوَ فِي المفتوح قَلِيل۔

حکم اول

یہ پہلا حکم ہے۔مجرد سے مراد مجرد عن الروم والاشمام والتضعیف ہے یعنی سکون محض (جو روم ،اشمام ،اور تضعیف سے خالی ہو) کا محل متحرک ہے پس سوائے منصوب منون کے ہر متحرک میں وقف سکون کے ساتھ ہو گا۔

فائدہ۔

اس باب میں حرف فی سے پہلے حکم اور حرف فی کے بعد اس کا محل ذکر کیا گیا ہے۔

حکم دوم

قولہ۔والروم فی المتحرک --

ش: وقف کا دوسرا حکم روم ہے اس کا محل بھی متحرک ہے آگے روم کی تعریف بیان کرتے ہیں یعنی" حالت وقف میں معمولی سی حرکت کا تلفظ کرنا"۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مفتوح میں روم کا پایا جانا قلیل ہے۔

متن

والإشمام فِي المضموم وَهُوَ أَن تَضُمَّ الشفتين بعد الإسكان وَالْأَكْثَر على أَن لَا روم وَلَا إشمام فِي هَاء التَّأْنِيث وَمِيم الجمع وَالْحَركَة الْعَارِضَة۔

حکم سوم

وقف کا تیسرا حکم اشمام ہے اس کا محل مضموم ہے یعنی اشمام صرف مضموم کلمہ پر وقف کرنے کی صورت میں ہو گا۔ آگے اشمام کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ وھو أن تضم ۔۔ یعنی کلمہ کو ساکن کرنے کے بعد دونوں ہونٹوں کو گول کرکے آپس میں ملالینے کو اشمام کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہونٹوں سے واؤ کی شکل بنالی جائے لیکن واؤادانہ کیا جائے۔

قولہ۔ والاکثر علی أن لاروم۔۔۔ والحرکۃ العارضۃ

ش: اکثر صرفیوں کے نزدیک ھاء تانیث، میم جمع، اور عارضی حرکت میں روم اور اشمام منع ہے ھاء تانیث کی مثال جیسے رحمۃ۔ میم جمع کی مثال جیسے الیکم۔ اور عارضی حرکت کی مثال جیسے قل ادعو اللہ۔

اکثر کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بعض کے نزدیک ان اقسام میں بھی روم اور اشمام جائز ہے رضی نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ لم أر أحدا، لا من القراء ولا من النحاۃ ذکر أنہ یجوز الروم والاشمام فی أحد الثلاثۃ المذکورۃ بل کلھم منعوھما فیھا مطلقا۔ لیکن رضی

کا یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ ابو جعفر النحاس تینوں اقسام میں روم اور اشمام کے قائل تھے اسی طرح بعض قرآء بھی قائل تھے۔حاشیہ علی الرضی۔

متن

وإبدال الْألف فِي الْمَنْصُوب الْمُنوَّنِ وَفِي إِذا وَفِي نَحْوِ اضربن بِخِلَاف الْمَرْفُوع وَالْمَجْرُور فِي الْوَاو وَالْيَاء على الْأَفْصَح وَيُوقف على الْألف فِي بَاب عَصا ورحى بِاتِّفَاق وقلبها وقلب كل ألف همزَة ضَعِيف وَكَذَلِكَ قلب ألف التَّأْنِيث فِي نَحْو حُبْلَى همزَة أَو واوا أَو يَاء وإبدال تَاء التَّأْنِيث الاسمية هَاء فِي نَحْو رَحْمَة على الْأَكْثَر وتشبيه تَاءَ هَيْهَاتَ بِهِ قَلِيل وَفِي الضاربات ضَعِيف وعرقات إِن فتحت تاؤه فِي النصب فالبهاء وَإِلَّا فبالتاء وَأما ثَلَاثَة أَرْبَعَة فِيمَن حرك فَلِأَنَّهُ نقل حَرَكَة همزَة الْقطع لما وصل بِخِلَاف {الم الله} فَإِنَّهُ لما وصل التقى ساكنان۔

حکم رابع

ش:وقف کا چوتھا محل الف سے تبدیل کرنا ہے۔اسکے تین محل ہیں:

نمبر ۱۔منصوب منون جیسے رأیت فرسا۔

نمبر ۲۔لفظ اذن۔

نمبر ۳۔ہر مفرد مذکر جس کے ساتھ نو خفیفہ ملحق ہو۔نحو سے مصنف نے اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔جیسے اضربن ان تینوں صورتوں میں جب وقف کیا جائے گا تو نون ساکن اور نون تنوین کو الف سے بدلا جائے گا چنانچہ ایسے پڑھیں گے رأیت فرسا،اور اضربا۔

قولہ۔۔بخلاف المرفوع--علی الاصح

ش: یعنی یہ حکم منصوب منون کے لیے ہے مرفوع منون اور مجرور منون کے لیے نہیں۔ لھذا مرفوع منون کو حالت وقف میں واؤ اور مجرور منون کو یاء سے نہیں بدلیں گے جیسے جاء زید کو جاء زیدو اور مررت بزید کو مررت بزیدی نہیں پڑھیں گے۔ مصنف نے علی الافصح کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مرفوع منون اور مجرور منون کو حالت وقف میں واؤ اور یاء سے بدلنا جائز تو ہے مگر غیر فصیح ہے۔

قولہ۔ویوقف علی الالف فی باب عصا ورحی بالاتفاق۔

ش: باب عصا سے مصنف ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ ہر کلمہ جس کا آخری حرف الف مقصورہ ہو اور اس کلمہ کے آخر میں تنوین بھی ہو تو جب اس کلمہ پر وقف کریں گے تو الف پر وقف کریں گے۔ بالاتفاق

جیسے عصا کو حالت وقف میں عصا پڑھیں گے اور رحیً کو رحیٰ۔ پھر اس پر تو اتفاق ہے کہ وقف الف پر کیا جائے گا مگر یہ الف کونسا ہے؟ اس میں اختلاف ہے سیبویہ اور سیرافی کے نزدیک یہ لام کلمہ ہے جو تنوین کے حذف کرنے کے ساتھ واپس لوٹ آیا ہے جبکہ ابن برھان کے نزدیک یہ تنوین ہے۔

فائدہ۔ پہلے مذہب کے مطابق یہ تینوں احوال (رفع، نصب، جر) میں لام کلمہ ہے اور ابن برھان کے نزدیک تینوں احوال میں تنوین ہے کیونکہ اس سے پہلے فتحہ ہے اس لیے جب بھی وقف ہو گا یہ الف سے بدل جائے گی۔

فائدہ۔ کیونکہ اس الف کی اصلیت میں اختلاف تھا کہ آیا یہ الف تنوین ہے یا نہیں اسی لیے مصنف نے اسے بطور محل کے ذکر کیا ہے۔

قولہ۔وقلبھا وقلب کل ھمزۃ ضعیف۔

ش: یعنی الف مقصورہ کو یا اس کے علاوہ اور الفات کو حالت وقف میں ہمزہ سے بدل دینا ضعیف ہے ا(اور الفات مثلاجو الف تانیث کے لیے ہو جیسے حبلی یا الحاق کے لیے ہو جیسے معذی وغیرہ۔

قولہ۔وکذلک قلب الف نحو حبلی ھمزۃ --

ش: یہاں تین باتوں کا ذکر ہے:

١۔ہر الف کو ہمزہ سے بدل دیناضعیف ہے کما مر

٢۔واؤ سے بدل دینا جیسے قبیلہ طے کے کچھ حضرات بدلتے ہیں۔یہ بھی ضعیف ہے۔

٣۔یاء سے بدل دینا جیسے قبیلہ فزارہ اور قیس والے بدلتے ہیں یہ بھی ضعیف ہے۔

اگرچہ مصنف نے مذکورہ تینوں احکامات کو اس الف مقصورہ کے ساتھ خاص کیا ہے جو تانیث کے لیے ہو لیکن رضی نے لکھا ہے کہ یہ تخصیص غلط ہے بلکہ یہ حکم عام ہے اور الف کو بھی شامل ہے۔

حکم پنجم

قولہ:وأبدال تاء التانیث الا سمیۃ ---

ش: وقف کا پانچواں حکم آخری حرف کو ھاء سے تبدیل کرنا ہے اس کا محل تاء تانیث ہے جو اسم میں ہو اور لام محذوفہ کے عوض میں نہ ہو جیسے رحمۃ کہ اس کو حالت وقف رحمۃ پڑھیں گے۔علی الاکثر سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عند البعض تاء پر وقف کیا جائے گا۔اسے ھاء سے نہیں بدلیں گے۔

قولہ:وتشبیه تاء هیهات به قلیل۔

ش: ھیھات کی تاء کو رحمۃ کی تاء سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کو حالت وقف میں ھاء سے بدلنا قلیل ہے یعنی بعض کے نزدیک تو ھاء سے بدلیں گے مگر اکثر کے نزدیک نہیں بلکہ تاء پر ہی وقف کیا جائے گا، بعض کے دلیل یہ ہے کہ اس کی اصل ھیھیۃ ہے پھر یاء کو ما قبل مفتوح ہونے کی بنا پر الف سے بدلا تو ھیھات ہو گیا۔ اس صورت میں یہ مفرد ہے اس لیے حالت وقف میں ھاء سے بدلی جائے گی۔ لیکن اکثر کے نزدیک ھیھات ھیھیۃ کی جمع ہے اصل میں ھیھیات تھا۔ یاء کو الف سے بدلا تو دو الف جمع ہو گئے ایک وہ جو یاء سے بدل کر آیا ہے اور دوسرا جمع مؤنث سالم کا۔ التقاء ساکنین کی بنا پر پہلے الف کو حذف کر دیا تو ھیھات ہو گیا۔ اس صورت میں یہ مؤنث سالم کی تاء ہے لھذا حالت وقف میں باقی رہے گی۔

قولہ:وفی الضاربات ضعیف -

ش: ضاربات کی تاء کو رحمۃ کی تاء سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کو حالت وقف میں ھا سے بدلنا ضعیف ہے کیونکہ رحمۃ کی تاء صرف مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے جبکہ یہ ساتھ ساتھ جمع ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے۔

قولہ: وعِرقات أن فتحت تاءه فی انصب فباالهاء-

ش: عرقات کی تاء پر اگر حالت نصب میں فتح پڑھی جائے تو حالت وقف میں اسے ھاء سے بدلیں گے کیونکہ فتح دلیل ہے کہ یہ لفظ مفرد ہے جیسے سعلاۃ مفرد ہے اور اگر حالت نصب میں کسرہ پڑھی جائے تو حالت وقف میں تاء پر ہی وقف کیا جائے گا کیونکہ کسرہ دلیل ہے کہ یہ جمع کا لفظ ہے۔ (جمع مؤنث سالم کو حالت نصب میں کسرہ دی جاتی ہے)

قولہ: وأما ثلثة أربعه فیمن حرک --

ش: اسماء معدودہ کے ذکر میں اصل یہ ہے کہ انہیں جدا جدا پڑھا جائے اور ان پر وقف کیا جائے مگر بعض دفعہ انہیں ملا کر پڑھا جاتا ہے (یعنی بعض کلمات کو بعض دفعہ) جیسے ثلثہ اربعۃ۔اس صورت دو سوال پیش آتے ہیں۔ ۱۔ ملا کے پڑھتے وقت تاء کو ھاء سے کیوں بدل دیا۔ ۲۔ اس ھاء پر فتح کیسے آگئی۔ مصنف کہتے ہیں کہ جو ملا کر پڑھتے ہیں وہ أربعۃ کی ہمزہ قطعی کی حرکت ما قبل نقل کر کے ہمزہ کو التقاء ساکنین کی بنیاد پر حذف کرتے ہیں۔یہ دوسری بات کا جواب ہو گیا اور پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ یہ حمل الضد علی الضد کی قبیل سے ہے یعنی وصل کو وقف پر حمل کرتے ہوئے تاء ھاء سے بدل دیا۔

قولہ۔:بخلاف الم اللہ۔

ش:شبہ ہوتا تھا کہ شاید المّ اللہ میں بھی ہمزہ کی حرکت ما قبل نقل کی ہو بخلاف سے اس شبہ کو دور کیا۔المّ اللہ جب ملا کر پڑھیں تو یہاں ہمزہ وصلی درج کلام میں ہونے کے باعث گر گئی پھر میم اور ام کے درمیان التقاء ساکنین آگیا۔اس کو دور کرنے کے لیے فتح کی حرکت دی اگرچہ حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے مگر فتح کی حرکت دی تا کہ لفظ اللہ کو پر پڑھا جاسکے اور اسکی جلالت باقی رہے۔

متن

وَزِيَادَة الْألف فِي أَنا وَمن ثمَّ وُقِف على {لَكِن هُوَ الله رَبِّي} بِالْألف ومه وَأَنه قَلِيل۔

حکم ششم

قولہ۔وزیادۃ الالف فی أنا --ومن ثم وقف علی لکن --

ش: وقف کا چھٹا حکم الف کی زیادتی ہے۔اس کا محل أنا ضمیر واحد متکلم ہے یعنی واحد متکلم کی مرفوع ضمیر أنا میں حالت وقف میں الف کا اضافہ کیا جائے گا۔یہ اضافہ اس لیے کرنا ضروری ہے تاکہ نون مخففہ من المثقلہ سے التباس لازم نہ آئے۔اسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول لکنا ھو اللہ ربی۔میں لکنا پر الف کے ساتھ وقف کیا جاتا ہے اصل عبارت لکن أنا تھی پھر أنا کی ہمزہ کو گرادیا اور نون لکن کا أنا کے نون میں ادغام کر دیا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر أنا نہ ہوتا لکن ہوتا تو اس کے بعد ضمیر غائب مرفوع منفصل نہ ہوتی۔بلکہ منصوب متصل کی ہوتی۔(کیونکہ لیکن اپنے اسم کو نصب دیتا ہے)جو یہاں مفقود ہے معلوم ہوا کہ یہ لکن مشددہ نہیں بلکہ لکن مخففہ ہے أنا مبتدا ھو ضمیر شان اور اللہ ربی جملہ خبر ہے۔

قولہ۔ومہ وأنہ قلیل۔

ش: أنا میں حالت وقف میں أنہ پڑھنا قلیل ہے۔أنہ صرف قبیلہ طے کے بعض لوگ پڑھتے ہیں اسی طرح ما استفہامیہ جب مجرور نہ ہو اس کو حالت وقف میں مہ پڑھنا بھی قلیل ہے ابو ذویب جب مدینہ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ نبی ﷺ کی وفات پر رو رہے ہیں تو وہ کہنے لگے مہ یعنی کیا ماجرا ہے؟

متن

وإلحاق هَاء السكت لَازم فِي نَحْو رَهْ وقِهْ ومجيء مَه وَمِثلَ مَه فِي مَجِيء مَ جِئْت وَمثل مَ أَنْت وَجَائِز فِي لم يخشهْ وَلم يرمهْ وَلم يغزُهْ وغلاميه وعَلى مَه وَحَتَّى مَه وَإِلَى مَه ۔

حکم ہفتم

وقف کا ساتواں حکم ھاء سکوت کو لاحق کرنا ہے اس کے کل تین محل ہیں ایک وجوبی دو جوازی۔

قولہ: فی نحو رَہ وقِہ۔

ش: یہ وجوبی محل کا ذکر ہے جہاں ھاء کا لحوق واجب ہے مصنف نے نحو سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی ہر وہ کلمہ جو تعلیل کے بعد یک حرفی رہ جائے اور ما قبل کا جزء یا بمنزلہ جزء کے نہ ہو تو جب اس پر وقف کیا جائے گا تو ھاء کا لحوق واجب ہو گا جیسے رَ اور قِ جو رای یری اور وقی یقی کا امر ہے اس پر جب وقف کریں گے تو رَہْ اور قِہ پڑھنا لازم ہو گا۔

فائدہ۔ یہاں ھاء کا لحوق اس لیے لازم ہے کیونکہ وقف سکون چاھتا ہے اور ابتداء حرکت ۔اب اگر ہم وقف کے لیے یک حرفی کلمہ کو ساکن کریں تو وقف تو ہو گیا لیکن ابتداء بالسکون لازم آئے گی اور اگر حرکت دیں تو ابتداء تو ہو گئی مگر وقف بالمتحرک لازم آئے گا۔ سو ان محذورات سے بچنے کے لیے ھاء کا اضافہ کیا گیا تاکہ وقف ھاء ساکنہ پر ہو جائے ۔اب پہلا حرف متحرک ہے لھذا ابتداء بھی درست ہو گئی اور ھاء ساکن ہے لھذا وقف بھی درست ہو گیا۔

قولہ:ومجیء مہ و مثل مہ

ش: مجیءمہ میں مَہْ اصل میں ما استفھامیہ ہے اس کا الف حذف کر دیا گیا۔ کیونکہ ما استفہامیہ جب مضاف الیہ واقع ہو تو اس کا الف حذف کر دیا جاتا ہے اس کے عوض ھاء سکون لاحق کر دیا گیا تو مجیءمَہْ ہو گیا یہی بات مثل مَہْ میں بھی سمجھ لی جائے۔

قولہ:وجائز فی نحو لم یخشہ--

ش: یہ پہلے جوازی محل کا ذکر ہے جہاں ھاء سکوت کا لحوق جائز ہے مصنف نے یہاں تین طرح کی مثالیں دی ہیں۔

۱۔ جہاں کلمہ میں حذف واقع ہوا ہے اور بعد از حذف کلمہ یک حرفی سے زائد ہے جیسے لم یخشہ ۔لم یرمہ اور لم یغزہ۔

۲۔ جہاں حذف کے بعد کلمہ یک حرفی باقی رہ گیا ہے اور وہ ما قبل کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے جیسے علامَہْ۔ جو علی اور ما سے مرکب ہے۔ اسی طرح حتّامہ اور الی مہ۔

۳۔ جہاں کلمہ میں کوئی حذف واقع نہیں ہوا اور کلمہ خود تو یک حرفی ہے مگر ما قبل کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے جیسے غلامِیَ۔ یہاں یاء ضمیر متکلم یک حرفی ہے مگر ما قبل آخر کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے کیونکہ ضمیر مجرور کبھی منفصل نہیں آتی۔

بہر حال تین طرح کی مثالیں دے کر مصنف قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ ہر کلمہ جس کی حرکت نہ اعرابی ہو نہ حرکت اعرابی کے مشابہ ہو وہاں حالت وقف میں ھاء کا لحوق جائز ہے اور ان تینوں طرح کی مثالوں میں کلمہ کی حرکت نہ اعرابی ہے نہ مشابہ باعرابی۔

لم یخشَ، لم یرمِ اور لم یغزُ کی حرکت وسط کلمہ کی حرکت ہے۔ غلامیَ میں یاء کی حرکت بنائی ہے اور غلامَ میں ما قبل آخر کی حرکت ہے جس کو باقی رکھا گیا تاکہ الف محذوفہ پر دلالت کرے ۔یہ حرکت بھی نہ اعرابی ہے نہ مشابہ اعرابی بلکہ حرکت بنائی کے زیادہ مشابہ ہے کیونکہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتی ہے لھذا تینوں صورتوں میں ھاء کا لحوق جائز ہے۔

قولہ: کالماضی و باب یازید ولا رجل --

ش: پہلے مصنف نے کہا تھا کہ حرکت نہ اعرابی ہو نہ مشابہ اعرابی اب مشابہت سمجھانے کیلئے تین مثالیں دی۔

۱۔ ماضی کی حرکت حرکت اعرابیہ کے مشابہ ہے کیونکہ ماضی مبنی بر حرکت ہے، مبنی میں اصل یہ ہے کہ وہ ساکن ہو پھر بھی ماضی کو متحرک رکھا گیا کیونکہ یہ مضارع کے مشابہ ہے (جیسے مضارع نکرہ کی صفت بن سکتا ہے یہ بھی بن سکتا ہے) اور مضارع کی حرکت اعرابی ہے تو مشابہت کی وجہ سے ماضی کی حرکت بھی مشابہ با اعرابی ہو گئی۔

۲۔ اسی طرح منادی کی حرکت بھی حرکت اعرابیہ کے مشابہ ہے، جیسے وہ عامل کی وجہ سے آتی ہے اور عامل کے زائل ہو جانے سے زائل ہو جاتی ہے اسی طرح منادی کی حرکت بھی حرف نداء کی وجہ سے آتی ہے اور اس کے زائل ہو جانے سے زائل ہو جاتی ہے۔

۳۔ لا رجل کو بھی منادی پر قیاس کر لیا جائے۔

قولہ۔:**وفی نحو ھھناہ وھؤلاء ۔**

ش: یہ دوسرے جوازی محل کا ذکر ہے مصنف نے عادت کے موافق نحو سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے قاعدہ یہ ے کہ ہر اسم مقصور جو غرق فی البناء ہو اور جس کی اضافت جائز نہ ہو اس پر حالت وقف میں ھاء کا لحوق جائز ہے۔ جیسے ھھنا ھؤلاء۔ ان کو حالت وقف میں ھھناہ اور ھؤلاہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

متن

وَحذف الْيَاء فِي نَحْو القَاضِي وَغُلَامِي حُرِّكت أَو سُكِّنَت وإثباتها أَكثر عكسَ قَاضٍ وإثباتها فِي نَحْو يَا مري اتِّفَاق وَإِثْبَات الْوَاو وَالْيَاء وحذفهما فِي الفواصل والقوافي

فصيح وحذفهما فيهمَا فِي نَحْو لم يغزوا وَلم ترمي وصَنَعوا قَلِيل وَحذف الْوَاو فِي ضربهْ وضربهم فِيمَن أَلحْق وَالْيَاء فِي نَحْو تِه وَهَذِهْ۔

حکم ہشتم

وقف کا آٹھواں حکم یاء کو حذف کرنا ہے آگے اس کے محل کا بیان ہے یعنی دو مقامات پر حالت وقف میں یاء کا حذف اور عدم حذف دونوں جائز ہیں لیکن عدم حذف اکثر ہے۔

نمبر ۱۔ اسم منقوص غیر منون غیر منصوب میں جیسے القاض اس کو حالت رفعی اور جری میں وقف کرتے وقت یاء کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور حذف یاء کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ مثلاً جاء القاضی میں جاء القاضی اور جاء القاض دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

نمبر ۲۔ یاء متکلم میں جیسے غلامی اس کو حالت وقف میں غلامُ پڑھنا بھی جائز ہے اور غلامی پڑھنا بھی جائز ہے۔

قولہ: حركت أو سكنت--

ش: اس عبارت کا تعلق غلامی کے ساتھ ہے یاء متکلم کو اگر مابعد کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو یاء کو فتح دی جاتی ہے جیسے "فما أتاني الله" میں ورنہ یاء ساکن رہتی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں حذف یاء اور اثبات یاء والا حکم عام ہے یعنی یاء خواہ ساکن ہو خواہ متحرک (جیسے حالت وصل میں ہوتی ہے) اگر اس پر وقف کریں تو دونوں صورتیں جائز ہیں۔

فائدہ۔ بعض علماء نے اس پر اعتراض کیا کہ یاء متکلم اگر متحرک ہو حالت وقف میں حذف جائز نہیں اثبات لازم ہے چنانچہ رضی نے لکھا ہے کہ مصنف کا یہ کہنا کہ حرکت أسکنت یہ مصنف کا وہم۔ لیکن شارح کمال نے اس کو رد کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مصنف کی بات ٹھیک ہے اس

کی دلیل قرآن کریم کی یہی آیت کریمہ ہے یعنی "فما اٰتانی اللہ"۔اس آیت میں اگر اٰتانی پر وقف کریں تو امام ورش کے نزدیک یاء کو حذف کرکے نون پر وقف کریں گے۔

قولہ: وأثباتها اکثر--

ش۔اس عبارت کا تعلق قاضی اور غلامی دونوں کے ساتھ ہے مطلب ماقبل ہو چکا۔

قولہ۔:عکس قاض -

ش: پہلے اسمِ منقوص، غیر منون کا حکم مذکور ہوا اب فرماتے ہیں اگر اسم منقوص منون غیر منصوب ہو تو بھی حالت وقف میں دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن حذف یاء اثبات یاء سے اکثر ہے۔چنانچہ جاء قاض کو حالت وقف میں جاء قاض پڑھنا اکثر ہے۔

فائدہ۔دو صوتوں کا حکم بیان نہیں ہوا۔

ا۔اسم منقوص غیر منون منصوب کا، جیسے رأیت القاضی۔اس کو حالت وقف میں اثبات یاء کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ اسم منقوص منون منصوب کا جیسے رأیت قاضیاًاس کو حالت وقف میں الف سے بدلنا واجب ہے۔

قولہ۔:واثباتها فی نحو یامری اتفاق-

ش: قاعدہ یہ ہے کہ اگر اسم منقوص منادی ہو، مفرد ہو، معین ہو تو اس پر وقف کرنے کی صورت میں وہ دونوں صورتیں جائز ہیں جو القاضی میں جائز تھی۔ مگر ایک صورت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر اسم منقوص میں حذف واقع ہو اور بعد از حذف ایک حرف اصلی باقی رہ جائے جیسے مُرٍ (اس کی اصل مرءِی تھی ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کرکے ہمزہ کو حذف کردیا

ضمہ بر یاء ثقیل ہونے کے باعث ضمہ کو بھی حذف کر دیا، پھر یا اور تنوین کے درمیان التقاء ساکنین آگیا، یاء کو حذف کر دیا تو مُرٍ ہو گیا) اس صورت میں بالاجماع حالت وقف میں اثبات یاءواجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ھذا مرٍ میں تو وہی اختلاف ہے جو ھذا قاضٍ میں ہے لیکن یا مری میں اتفاق ہے کہ یہاں حالت وقف میں اثبات یاءواجب ہے۔

فائدہ۔ مُرٍ کی تعلیل میں یاء کی حرکت حذف کرنے کے بعد یاء اور تنوین کے درمیان التقاء ساکنین آجاتا تھا تو یاء کو حذف کر دیتے تھے، مگر اس صورت میں التقاء ساکنین لازم نہیں آتا کیونکہ یہاں تنوین نہیں پائی جاتی وجہ یہ ہے کہ یہ منادی مفرد معرفہ ہے جو مبنی بر رفع ہوتا ہے پس التقاء ساکنین ہی پیش نہیں آیا کہ یاء کو حذف کریں لھذا یاء کو باقی رکھا گیا۔

قولہ:**واثبات الواؤ والیاء وحذفھما فی افواصل والقوافی فصیح --**

ش: مطلب یہ ہے کہ جن کلمات میں واؤ کو عام طور پر حذف نہیں کیا جاتا یا مختار یہ ہے کہ وہاں واؤ اور یاء کو حذف نہ کیا جائے اگر وہی کلمات فواصل اور قوافی میں واقع ہوں تو وہاں واؤ اور یاء کا حذف جائز اور فصیح ہے۔ (فواصل سے وہ کلمات مراد ہیں جن پر آیات کا اختتام ہوتا ہے اور قوافی سے مراد ابیات کے آخر میں آنے والے ہم وزن کلمات ہیں) مثلاً یسری کی یاء کو نہ وصلاً حذف کیا جاتا ہے نہ وقفاً مگر قرآن پاک میں آتا ہے والیل اذا یسر۔ یہاں یاء کو حذف کیا گیا ،کیونکہ فواصل کے مقام پر واقع ہے۔

قولہ: **وحذفھما فیھما فی نحو لم یغزوا ولم ترمی وصنعو قلیل -**

ش: فیھما کی ضمیر فواصل اور قوافی کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی اگر واؤ جمع کے صیغہ میں ہو یا یاء واحدہ مخاطبہ کے صیغہ میں ہو تو اس صورت میں فواصل اور قوافی میں ان کا حذف قلیل ہے ،صنعوا بھی جمع کا صیغہ ہے

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں واؤ ضمیر کا حذف فواصل میں کہیں ہوا ہو۔ یاء حذف کی مثال جیسے فأیای فاعبدون۔ جو اصل میں فاعبدونی تھا۔

قولہ:وحذف الواؤ فی نحو ضربه وضربهم فيمن --

ش: منصوب متصل اور مجرور متصل کی ضمائر حقیقت میں مرفوع منفصل کی ضمائر کا اختصار ہیں ۔ مصنف فرماتے ہیں جو لوگ وصل میں ضربھو اور جمع میں ضربھمو پڑھتے ہیں وہ حالت وقف میں واؤ کو وجوباً حذف کرتے ہیں ۔ اسی طرح جو لوگ اسماء اشارہ میں یاء آخر لگاتے ہیں اور ھذھی، تِھِی اور ذِھی پڑھتے ہیں ان کے نزدیک بھی یاء کو حالت وقف میں وجوباً حذف کیا جائے گا۔

متن

وإبدال الْهمزَة حرفا من جنس حركتها عِنْد قوم مثل هَذَا الكَلَوْ وَالْخَبُو والبُطُو والرِّدُو وَرَأَيْت الكلا والخبا والبُطا والرِّدا ومررت بالكلَيْ والخَبِيْ والبُطِي والردي وَمِنْهُم من يَقُول هَذَا الردي وَمن البُطُو فَيُتبع -

حکم نہم

قولہ:وأبدال الهمزة حرفا من جنس حركتهاعند قوم -

ش: وقف کا نواں حکم ابدال ہے اس کا محل ہمزہ ہے یعنی ہمزہ کو اس حرف سے بدل دینا جو ہمزہ کی حرکت کی جنس سے ہو بالفاظ دیگر ہمزہ کو اپنی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دینا۔ آگے مصنف نے دو مذہب بیان کیے ہیں۔

۱۔ ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کر دی جائے پھر ہمزہ کو اپنی حرکت منقولہ کے موافق حرف علت سے بدل دیا جائے۔ اس کی مصنف نے تین مثالیں دی ھذا الخبو والبطو والودی۔ رأیت الخبا والبطا، مررت بالخبی۔ اگر ماقبل ہمزہ کے فتح ہو تو بعض عرب ہمزہ کی حرکت حذف کر دیتے ہیں پھر ہمزہ کو اپنی محذوف حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں۔ مصنف نے اس کی مثال سے سے پہلے دی جو یہ ہے ھذا الکلَوُ رأیت الکلا اور مررت بالکلَیٰ۔

۲۔ بعض لوگ ہمزہ کی حرکت حذف کر کے عین کلمہ میں فاء کلمہ کی اتباع کرتے ہیں پھر ہمزہ کو اپنی محذوف حرکت کے موافق یا ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں ۔(فیتبع کا یہ مطلب ہے) اس کی مثال جیسے ھذا الردِی جو اصل میں الردء تھا دال کو فاء کلمہ یعنی را کی اتباع میں کسرہ دے دی اور ہمزہ کو ماقبل د کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا تو ھذا الردی ہو گیا۔ اسی طرح من البطوُ سے جو اصل میں البطءِ تھا پھر ط کو ب کی اتباع میں ضمہ دے دی اور ہمزہ کی حرکت حذف کر کے ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا تو من البطُوُ ہو گیا۔

متن

والتضعيف فِي المتحرك الصَّحِيح غير الْهمزَة المتحرك مَا قبلهَا مثل جعْفَر وَهُوَ قَلِيل وَنَحْو القصَبًا شَاذ ضَرُورَة۔

حکم دہم

ش: وقف کا دسواں حکم تضعیف ہے۔ اس کا محل ایسا حرف ہے جو صحیح ہو ، متحرک ہو، اس کا ماقبل بھی متحرک ہو نیز یہ حرف ہمزہ نہ ہو جیسے جعفر۔ اس کو حالت وقف میں تضعیف کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ تضعیف سے مراد یہ ہے کہ اس حرف کو مشدد پڑھا جائے اور وقف کی وجہ سے دوسرے ہم جنس حرف کو ساکن پڑھا جائے مصنف فرماتے ہیں" وھو قلیل"۔ یعنی تضعیف عربی کلام میں قلیل ہے۔

قولہ: ونحو القصبا شاذ ضروة -

ش: اصل یہ ہے کہ وقف کی حالت میں مضعف کلمہ کا دوسرا حرف ساکن ہو پس جہاں کہیں حالت وقف میں دوسرا حرف متحرک پڑھا گیا وہ شاذ ہو گا۔ جیسے قصبّا شاعر کے اس شعر میں۔

مثل الحریق وافق القصبا۔

یہ اصل میں قصب تھا وقف کی وجہ سے ب کو مشدد پڑھا گیا اور ضرور شعری کی وجہ سے ب کو متحرک پڑھا گیا۔ یہ شاذ ہے

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ اشعار میں یہ صورت شاذ نہیں بلکہ شائع ہے۔

فائدہ۔ روم۔ اشمام اور تضعیف یہ تینوں صورتیں اس لیے اختیار کی جاتی ہیں تاکہ محذوف حرکت پر دلالت ہو جائے۔

متن

وَنَقلُ الحْرَكَة فِيمَا قبله سَاكن صَحِيحٌ إِلَّا الفتحةَ إِلَّا فِي الْهمزَة وَهُوَ أَيْضا قَلِيلٌ مثل هَذَا بَكُرْ وخَبُؤْ ومررت ببكر وخبِىء وَرَأَيْت الخبأ وَلَا يُقَال رَأَيْت الْبكَر وَلَا هَذَا حِبُر وَلَا من قُفِل وَيُقَال هَذَا الرِّدُؤ وَمِنَ البُطِىء وَمِنْهُم من يفِرُّ فَيُتبْعْ -

حکم یازدہم

وقف کا گیارہواں حکم نقل حرکت ہے اس کا محل ماقبل حرف صحیح ساکن ہے۔یعنی جس حرف پر وقف کرنا ہے اس کے ماقبل میں ایک حرف صحیح ہو،ساکن اور کلمہ کے آخری حرف پر ضمہ یا کسرہ ہو فتحہ نہ ہو (یہ مطلب ہے ألا الفتحۃ کا)تو وقف کرتے وقت آخری حرف کی حرکت ماقبل نقل کرنی جائز ہے۔

قولہ:ألا الھمزۃ -

ش: اگر آخری حرف پر فتحہ ہو تو اسے ماقبل نقل کرنا جائز نہیں لیکن اگر آخری حرف ہمزہ ہو تو فتحہ کو بھی ماقبل نقل کرنا جائز ہے۔

قولہ: وھو قلیل -

ش: نقل حرکت بھی تضعیف کی طرح قلیل ہے آگے نقل حرکت کی مثالیں بیان کی جیسے ھذا بکُر میں ھذا بکر،ھذا خبؤ میں ھذا خَبُو،الی آخرہ۔۔۔

قولہ: ولایقال رأیت البکر ولا ھذا حبر ولا من قُفِل --

ش:پہلے کہا تھا کہ فتح کو ماقبل نقل نہیں کیا جائے گا فرماتے ہیں اسی وجہ سے رأیت البکَر کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں رامفتوحہ کی حرکت ماقبل دی جارہی ہے۔پھر نقل حرکت کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ نقل حرکت کے بعد کلمہ کسی ایسے وزن پر نہ بن جائے جو عربی کلام میں نہیں پایا جاتا۔اسی وجہ سے ھذا حبرُ میں ھذا حِبُر پڑھنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس صورت میں حِبُر فِعُل کے پر ہو جائے گا جو عربی کلام میں نہیں پایا جاتا عرب اس وزن کو ثقیل سمجھنے کی وجہ سے چھوڑ چکے ہیں۔اسی طرح من قُفُل میں من قُفِل پڑھنا بھی جائز نہیں کیونکہ قُفِل جس کا وزن فُعِل ہے عربی کلام میں مرفوض ہے۔

قولہ۔:ھذا لردُو ومن البُطی--

ش: یہ دو وزن یعنی فُعِل اور فِعُل غیر مہموز میں چھوڑے گئے ہیں لیکن اگر کلمہ مہموز اللام ہو تب یہ مرفوض نہیں لھذا ھذا الرِدُء میں ھذا الرِدُو اور من البُطئِ میں من البِطی پڑھنا جائز ہے۔

قولہ۔ و منھم من یفرّ فیتبع۔

ش: بعض لوگ مہموز میں بھی ان دو وزنوں سے بھاگتے ہیں اور عین کلمہ میں فاء کی اتباع کرتے ہیں پس ھذا الرِدُئُ میں ھذا الرِدِیٔ اور من البطوٴ میں من البطو پڑھتے ہیں۔

اسم مقصور اور اسم ممدود کا بیان

متن

الْمَقْصُور مَا آخِره ألفٌ مُفْرَدَة كالعَصا والرَّحى والممدود مَا كَانَ بعْدهَا فِيهِ همزَةٌ كالكساء والرداءِوالقياسي من الْمَقْصُور أَن يكون مَا قبل آخر نَظِيره من الصَّحِيح فَتْحةٌ وَمن الْمَمْدُود أَن يكون مَا قبله الْفَافالمعتل اللَّام من أَسمَاء المفاعيل من غير الثلاثي الْمُجَرّد مَقْصُورٌ كمُعْطًى ومشترًى لِأَن نظائرهما مكرَم ومشترَك -

شرح

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے اسم مقصور اور اسم ممدود کی تعریف، ان کی دو اقسام قیاسی اور سماعی اور ان پر ہونے والی تفریعات ذکر کی ہیں۔

قولہ: **المقصور ما أخره الف مفردة كا لعصا والرحى -**

ش: یہ اسم مقصور کی تعریف ہے اسم مقصور ہر وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مفردہ ہو یعنی ایک الف ہو کیونکہ اگر آخر میں دو الف ہوں تو وہ اسم ممدود ہوتا ہے اور اس کے دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل دیا جاتا ہے اسم مقصور کی مثال جیسے عصا اور رحی۔

قولہ: **والمدود ماكان بعدها فيه همزة كالكساء والرداء -**

ش: یہ اسم ممدود کی تعریف ہے اسم ممدود وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ ہو (فیہ سے مراد فی آخرہ ہے) جیسے کساء، رداء۔

قولہ۔**والقياسى من المقصور أن يكون ما قبل آخر --**

ش: اسم مقصور اور اسم ممدود کی دو اقسام ہیں۔

۔قیاسی

۔سماعی

قیاسی اسم مقصور کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ اسم مقصور جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس نظیر کے ما قبل آخر پر فتح ہو۔وہ قیاسی اسم مقصور ہے۔اور قیاسی اسم ممدود کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ اسم ممدود جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس نظیر کے ما قبل آخر میں الف ہو وہ قیاسی اسم ممدود ہے۔

فائدہ۔اسم مقصور اور ممدود کا تعلق صرف اسم متمکن کے ساتھ ہے لھذا اذا، متی،وغیرہ کو اسم مقصور نہیں کہاجائے گاہاں بعض مرتبہ مجازا کہہ دیاجاتاہے۔از رضی۔

قولہ: فالمعتل اللام من اسماء المفاعیل۔

ش:اسم مقصور قیاسی کا قاعدہ ذکر کرنے کے بعد اب مصنف اس پر تفریعات ذکر کرتے ہیں ۔چنانچہ چار قسم کی تفریعات ذکر کی یہ پہلی تفریع ہے۔فرماتے ہیں ہر اسم جو اسم مفعول ہو معتل اللام ہو اور ثلاثی مزید ہو وہ اسم مقصور ہے بالفاظ دیگر ثلاثی مزید متعل اللام کا ہر اسم مفعول اسم مقصور ہو گا جیسے معطیً اور مشتریً یہ دونوں اسم مفعول اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے باب میں اس کی نظیر مکرم اور مشترک پائی جاتی ہے اور ان دونوں کے ما قبل آخر میں فتح ہے۔

متن

وَأَسْمَاء الزَّمَان وَالْمَكَان والمصدر مِمَّا قِيَاسه مَفعَل ومُفعَل كمغزًى ومُلمىً لِأَن نظائرهما مَقتل ومُخرج والمصدر من فِعل فَهُوَ أفعل أَو فَعْلانُ أَو فَعِل كالعُشٰى والصَّدٰى والطَّوٰى لِأَن نظائرها الحْولُ والعطش وَالْفرَق والغراء شَاذ والأصمعي

يُقَصِّره وَجمعُ فُعلَةٍ وفِعْلَةٍ كعُرًى وجِزًى لِأَن نظائرهما قُرَب ٌوقِرَبٌ وَنَحْو الْإِعْطَاء والرِّماء والاشتراء والْاِحْبِنْطَاءِ مَمْدُودٌ لِأَن نظائرها الْإِكْرَام والطلاب والافتتاح والاحرنجام۔

شرح

یہ دوسری تفریع ہے ہر معتل اللام کا مصدر اسم زمان اور اسم مکان جو مفعل اور مُفعل کے وزن پر ہوں وہ بھی اسم مقصور ہیں جیسے مَعزیً اور ملمیً یہ دونوں (یعنی اول مصدر اور ثانی اسم زمان ومکان) اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے باب میں ان کی نظیر مقتل اور مُخرج آتی ہے اور ان دونوں کے ماقبل آخر میں فتح ہے۔

قولہ۔:**والمصادر من فَعِل فهو أفعل أو فعلان أو فَعل --**

ش: یہ تیسری تفریع ہے ہر باب متعل اللام کا جو فعِل کے وزن پر ہو اور اس کی صفت اَفعل، فعلان یا فعِل کے وزن پر آتی ہو تو اس کا مصدر اسم مقصور ہو گا جیسے عُشی، صَدی اور طَوی۔(عُشی عِشی باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ اَعشی آتی ہے، صدی صدی باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ صدٍ آتی ہے جو اصل میں صدِی تھی بروزن فعِل اور طوٰی طوِی باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ طیّان آتی ہے) یہ تینوں اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے ابواب میں ان کی نظیر بالترتیب حُوَل عطش اور فرق آتی ہے اور ان کے ماقبل آخر میں فتح ہے۔

قولہ۔والغُراءشاذ۔

ش: غرِی باب کامصدر بھی غرٰی آناچاہیے تھایعنی اسم مقصور کیونکہ اس کی صفت مشبہ غرٍ آتی ہے صدٍ کی طرح، لیکن پھر اس کامصدر غراءلایاگیایہ شاذ ہے۔

قولہ: **وجمع فعلَة وفِعَلة كعرىً وجِزىً۔**

ش: یہ چوتھی تفریع ہے یعنی جو اسم معتل اللام ہو اور فُعلة اور فِعلة کے وزن پر ہو اس کی جمع بھی اسم مقصور ہو گی۔ جیسے عُرىً (جو عُروَة کی جمع ہے) اور جزىً (جو جِزية کی جمع ہے) یہ دونوں اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح میں ان کی نظیر قُرب اور قِرب ہے (جو قربة اور قِربة کی جمع ہیں) اور ان کا ما قبل آخر مفتوح ہے۔

فائدہ۔ اسم مقصور قیاسی کی ایک قسم اَفعل التفضیل مؤنث بھی ہے۔

قولہ: **ونحو الاعطاء والرماء --**

ش: یہاں سے اسم ممدود کا ذکر شروع ہو رہا ہے مصنف نے اسم ممدود قیاسی کا قاعدہ بیان کیا تھا کہ جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس کا ما قبل آخر الف ہو۔ اب اس پر ۳ تفریعات ذکر کر رہے ہیں۔ یہ پہلی تفریع ہے نحو سے مصنف نے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی متعل اللام کے ابواب میں باب افعال، تفعیل، انفعال، استفعال، افعلال، افعیعال، اور افعنلال کے مصادر اسم ممدود ہونگے جیسے اَعطاء، الرماء (جو تفعیل کا مصدر ہے) اشتراء وغیرہ۔ کیونکہ صحیح کے ابواب میں ان کی نظیر اکرام، طلاب، افتتاح، غیرہ ہیں جن کا ما قبل آخر الف ہے۔

متن

وَأَسْمَاء الْأَصْوَات المضمومِ أَولهَا كالعُواء والثُغَاء لِأَن نظائرها النُباح والصُراخ ومُفرد أفعِلةٍ نَحْو كسَاء وقباء لِأَن نظائرها حمَار وقَذال وأندية شَاذوالسماعي نَحْو الْعَصَا والرّحى والخَفاء والإباء مِمَّا لَيْسَ لَهُ نَظِير يُحمَلُ عَلَيْهِ -

شرح

یہ دوسری تفریع ہے۔ أسماء اصوات جن کا پہلا حرف مضموم ہو نیز وہ معتل اللام ہوں وہ بھی اسم ممدود ہیں جیسے غُواء اور ثغاء (جو بالترتیب بھیڑیے اور بکری وغیرہ کی آواز کے لیے آتے ہیں) یہ اسم ممدود ہیں کیونکہ ان کی نظائر صحیح میں نُباح اور صراح ہیں اور ان کا ما قبل آخر الف ہے۔

قولہ:ومفرد أفعلة نحو كيساء وقباء -

ش: اسم متعل اللام جس کی جمع أفعلة وزن پر ہو اس کا مفرد بھی اسم ممدود ہے جیسے کیساء اور قباء جن کی جمع أکسیة اور أقبیة آتی ہے یہ اسم ممدود ہیں کیونکہ صحیح میں انکی نظیر حمار اور قذال آتی ہے جن کا ما قبل آخر الف ہے۔

قولہ:وأندية شاذ-

ش: أندیة أفعلة وزن پر ہے چنانچہ اس کا مفرد اسم ممدود ہونا چاہیے تھا مگر اس کا مفرد ندی آتا ہے یعنی اسم مقصور یہ شاذ ہے۔

قولہ:والسماعي نحو العصا -

ش:اسم مقصور اور اسم ممدود کی دوسری قسم سماعی ہے سماعی سے مراد مما لیس لہ نظیر یحمل علیہ ہے یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں جس پر حمل کیا جائے اسم مقصور سماعی کی مثال جیسے العصا، الرحا اور اسم ممدود سماعی کی مثال جیسے الخفاء اور الأباء۔۔